بسم اللہ الرحمان الرحیم

تعارف

ایک دیو بندی عالم مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے ''قادیانیوں کو دعوت اسلام'' کے نام سے اڑتالیس (۴۸) صفحات کا ایک رسالہ تحریر کیا ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کی جانب سے شائع ہوا ہے۔

اس رسالہ میں لدھیانوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف کئی درجن اعتراضات کئے ہیں اور بزعم خویش افراد جماعت احمدیہ کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ احمدیت سے انحراف کر کے اسلام قبول کر لیں۔

معزز قارئین! حقیقت یہ ہے کہ لدھیانوی صاحب کا رسالہ بغض وتعصب کی تصویر اور دھوکہ وفریب کا شاہکار ہے جیسا کہ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس رسالہ کے شروع میں لدھیانوی صاحب نے دو صفحات کا پیش لفظ لکھا ہے اور پھر پانچ فصلیں لکھی ہیں۔ ہم اسی ترتیب کے ساتھ اس رسالہ کا جواب لکھنا چاہتے ہیں۔

پیش لفظ کی حقیقت

لدھیانوی صاحب نے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ ''اسلام اور قادیانیت کا سو سالہ تصادم ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ سے اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اس طویل عرصہ میں بے شمار مناظرے، مباحثے، مباہلے ہوتے رہے۔ سینکڑوں کتابوں اور رسالوں کے دفتر دونوں جانب سے تالیف کئے گئے۔ مگر اب ان میں سے کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔''

لدھیانوی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ کی تردید کے لئے پاکستان کی قومی اسمبلی کا بھٹو صاحب کی سرکردگی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو یہ فیصلہ کرنا کہ جماعت احمدیہ غیر مسلم ہے کافی دلیل ہے۔

مسلم اور مومن کون ہے؟

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ میں فرماتا ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا عرب کے جنگلی آتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے۔ قُلْ لَمْ تُوْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ ۔(اے محمد مصطفیٰ ﷺ!) تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم یہ کہو کہ ’’ہم مسلمان ہوگئے ہیں۔‘‘ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔

معزز قارئین! اس آیت کے مضمون پر غور فرمائیں۔

دلوں کے بھید جاننے والا اور علام الغیوب خدا خود گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بے شک کلمہ پڑھ رہے ہیں اور اپنے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔

اس صورت حال کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ انہیں اسلام سے خارج سمجھے بلکہ فرمایا قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا یعنی وہ خود کو مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ جب مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا تو یہ ہدایت فرمائی اُكْتُبُوْا لِىْ مَنْ يَلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر باب کتابتہ الامام الناس مطبع مجتبائی دہلی)

کہ لوگوں میں جو شخص اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کا نام میرے لئے تیار ہونے والی فہرست میں لکھ لو۔

اب لدھیانوی صاحب یہ بتائیں کہ کیا وہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اسلام کا درد رکھتے ہیں؟ ہم تو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے زیادہ اسلام کا درد رکھنے کا دعویٰ کرنے والا یقیناً فریبی اور جھوٹا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مسلمان کہلانے والوں میں بعض غلط دعویدار بھی شامل ہو سکتے ہیں اس لئے میں پوری چھان بین اور تسلی کر لینے کے بغیر کسی کو مسلمان کہلانے کا حق نہیں دیتا ایسے شخص پر تو یہ ضرب المثل صادق آتی ہے کہ ’’ماں سے زیادہ

چاہے پیچھے کٹنی کہلائے‘‘

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تو یہ خطرہ برداشت تھا لیکن آج کے ملانوں کو (اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کے اپنے دین کا کیا حال ہے) یہ برداشت نہیں۔

جب آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا ہدایت کے مطابق احمدیوں کے نام بھی آپؐ کی فہرست میں درج ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں تو یقیناً احمدی نہ صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے حقدار ہیں بلکہ اس دعوے کے نتیجہ میں جس قدر وہ ستائے گئے اور دکھ دیئے گئے کسی اور فرقے میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ پس جس وقت تک آنحضرتؐ کی فہرست میں ان کا نام مسلمان کے طور پر درج ہے کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا کہ اس فیصلے کے علی الرغم اس فہرست سے انہیں خارج کر سکے۔

آنحضرت ﷺ جو قرآن کریم کے سب سے بڑے عارف تھے فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تَخْفِرُوْا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلہ)

یعنی جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ ایسا مسلمان ہے جسے خدا اور اس کے رسولؐ کی ضمانت حاصل ہے۔ پس تم خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ضمانت کو مت توڑو۔

آنحضرتؐ کا یہ ارشاد مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں تو اسی پر ہی بات ختم ہو جاتی ہے اور مسئلہ پر مزید بحث کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے اس ذمہ کو توڑنے کی جسارت کرتے ہیں اور اس ضمانت کو توڑتے ہیں تو اللہ ہی ہے جو ان سے نپٹے گا۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیَاتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ (الجاثیہ:۷)

اب ہمارے مخالف اس کے بعد کونسی حدیث سمجھیں گے۔ کونسی دلیل لائیں گے جو

ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے فیصلہ سے بڑھ کر ہوگی۔اس آیت کے بعد خدا تعالیٰ نے اور اس ارشاد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی کو غیر مسلم قرار دینے کے اختیارات بندوں سے چھین لئے ہیں۔

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں کہ احمدی دکھاوا کرتے ہیں۔زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔

معزز قارئین! فتویٰ ہمیشہ کسی کی زبان کے اقرار پر لگایا جاتا ہے نہ کہ اس کے دل کی حالت پر کیونکہ دلوں کے حالات صرف خدا جانتا ہے۔کوئی انسان نہیں جانتا کہ کسی کے دل میں کیا ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو بذریعہ وحی خبر دے دے کہ فلاں کے دل میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور۔مگر لدھیانوی صاحب نے اس رسالہ میں کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی انہیں خبر دی ہے کہ احمدی دل سے ان باتوں کے قائل نہیں ہیں۔

ایک جنگ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک کافر پر تلوار اٹھائی اس نے بلند آواز سے کہا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**۔حضرت اسامہؓ نے اس شخص کو اس لئے قتل کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ کلمہ توحید کا اعلان دل سے نہیں کر رہا تھا بلکہ محض جان بچانے کے لئے ایسا کر رہا تھا۔جب آنحضرت ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضرت اسامہؓ کو مخاطب کر کے بار بار فرمایا ’’**اَفَلاَ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا**‘‘ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لااله الا الله)

کہ اے اسامہ! کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ پڑھ رہا ہے یا نہیں۔آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہے کہ کسی شخص کو کسی کے بارے میں یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ وہ محض زبان سے اس بات کا قائل ہے دل سے اس بات کا قائل نہیں۔ اور جو شخص ایسا کرے وہ خواہ کتنا ہی پیارا صحابی کیوں نہ ہو آنحضرت ﷺ اس پر شدید ناراض ہوتے ہیں۔چنانچہ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس طرح شدید ناراضگی کے عالم میں

مجھے مخاطب کر کے یہ فقرہ اتنی بار دہرایا کہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا اور اس طرح مجھے آپؐ کی ناراضگی نہ دیکھنی پڑتی اور اس واقعہ کے بعد میں اسلام قبول کرتا۔

لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور رسول اللہ ﷺ کے غضب کو نہ بھڑکائیں۔

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی کتاب الخصائص الکبریٰ جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۷،۷۸ ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور باب **معجزۃ فیمن مات ولم تقبله الارض** میں درج یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ ’’آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک جنگ میں ایک مسلمان ایک مشرک پر غالب آگیا جب مسلمان نے اسے تلوار سے قتل کرنا چاہا تو اس نے فوراً پڑھ دیا **لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** لیکن وہ مسلمان پھر بھی باز نہ آیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس مسلمان قاتل کے دل میں خلش پیدا ہوئی تو اس نے ساری بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دی جس پر آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا جب وہ قاتل مسلمان فوت ہو گیا تو اس کی تدفین کے بعد اگلے دن دیکھا گیا کہ اس کی لاش قبر سے باہر پڑی ہے اس کے ورثاء نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی آپؐ نے فرمایا اسے دوبارہ دفن کر دو پھر دوبارہ دفن کیا گیا اگلے دن پھر یہی ماجرا ہوا اسے تیسری بار دفن کیا گیا تو پھر زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی تب حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا زمین نے کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے والے کی لاش قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے اسے کسی غار میں پھینک دو۔ پھر حضورؐ نے فرمایا:۔

’’زمین اس سے بھی برے اشخاص کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تمہارے لئے عبرت کا نشان بنانے کے لئے ایسا کیا ہے تا تم میں سے کوئی شخص آئندہ کسی کلمہ پڑھنے والے کو یا اپنے آپکو مسلمان کہلانے والے شخص کو قتل نہ کرے‘‘

لدھیانوی صاحب! آپ بھی اس شخص کی مانند ہم پر یہی الزام لگاتے ہیں کہ ہم دل سے کلمہ نہیں پڑھتے۔ کاش آپ مندرجہ بالا واقعہ سے عبرت حاصل کر سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام کی طرف بلایا تو اس میں داخل ہونے کا یہی طریق تھا کہ انسان گواہی دیتا تھا۔ **لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**

اگر اس اسلام کی طرف لدھیانوی صاحب بلا رہے ہیں تو جب بھی کوئی احمدی یہی کلمہ پڑھتا ہے تو اس پر لدھیانوی صاحب غوغا بلند کرتے ہیں کہ یہ اوپر سے محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لے رہے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ ہمیں تو اس کے سوا اور کوئی کلمہ نہیں آتا کیونکہ یہ وہی کلمہ ہے جو رسول اللہؐ نے سکھایا۔ پس اگر لدھیانوی صاحب کے نزدیک ہمیں اسلام میں داخل ہونے کے لئے وہ کلمہ پڑھنا چاہئیے جو ان کے بزرگ اور پیر و مرشد اشرف علی تھانوی صاحب کے ایک مرید نے دیکھا تو رؤیا سنانے پر انہوں نے تصدیق کی کہ یہ سیدھا راستہ ہے۔ وہ کلمہ یہ تھا۔ **لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اشرف علی رَسُوْلُ اللّٰهِ**۔ (رسالہ الامداد صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون ۸ صفر ۱۳۳۶ھ)

ہوسکتا ہے لدھیانوی صاحب یہ جواب دیں کہ ہم اشرف علی رسول اللہ کہتے ہیں تو مراد محمد رسول اللہؐ ہوتی ہے پس ان مولوی صاحب کی دماغی صنعت عجیب ہے کہ احمدی جب محمد رسول اللہؐ کہیں تو مولوی صاحب کا اصرار ہے کہ مراد مرزا غلام احمد صاحب ہیں اور جب مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا اشرف علی رسول اللہ کا نعرہ لگائیں تو دل میں مراد محمد رسول اللہؐ ہوتی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک حسن یوسفی وہ تھا جو نور حق سے منور تھا لیکن اس زمانہ کی بدنصیبی دیکھیں کہ آج یہ حسن یوسفی بھی دیکھنا پڑا۔

پس ہمیں بتایا جائے کہ کونسا کلمہ پڑھ کر احمدی مسلمان ہوگا۔ اور نیا ایجاد شدہ کلمہ ہم ہرگز تسلیم نہیں کریں گے اور وہی کلمہ پڑھیں گے جو محمد رسول اللہؐ نے سکھایا۔

فصل اول

دو محمدؐ رسول اللہ؟

زیرِنظر رسالہ کی فصل اول کا عنوان لدھیانوی صاحب نے دو محمدؐ رسول اللہ تجویز کیا ہےاوراس کے آگے سوالیہ نشان ڈالا ہے۔

فصل اول کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی متعدد تحریرات میں ظلّی اور بروزی طور پر اپنے آپ کو محمد قرار دیا ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عین محمدؐ ہونے کے دعویدار ہیں۔ نیز مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں اور بعثت ثانیہ بروزی طور پر ہے جو مرزا صاحب کی شکل میں ہوئی ہے۔لدھیانوی صاحب کہتے ہیں کہ ظل اور بروز کا تصور غیر اسلامی ہے۔تیرہ صدیوں میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔لدھیانوی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کے عقیدہ اور ظلّی اور بروزی طور پر محمدؐ ہونے کے عقیدہ سے ماننا پڑتا ہے کہ دو محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ایک عربی اور دوسرا قادیانی۔

حقیقت حال

چند ایک مختصر گذارشات کے بعد ہم حضرت مرزا صاحب کی چند ایسی تحریرات آپ کے سامنے رکھیں گے جن سے ہر قاری پر جو کچھ ذرا بھی انصاف کا مادہ رکھتا ہو خوب اچھی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ جناب لدھیانوی صاحب محض تجاہل عارفانہ سے ہی کام نہیں لے رہے یعنی جان بوجھ کر ہی غلط بات نہیں بنا رہے۔ بلکہ بڑی بے باکی سے بہت بڑا افتراء کر رہے ہیں۔جیسا کہ آئندہ تحریرات سے یہ واضح ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بروز ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔اسے بکثرت مثالوں سے واضح بھی کیا ہے۔کہ آپکی کیا مراد ہے۔پس یہ بحث بالکل لغو، بے حقیقت اور بے معنی ہے کہ بروز کی اصطلاح امت محمدیہ میں رائج ہے کہ نہیں۔لیکن آئندہ صفحات میں ہم آپ کو یہ بھی بتائیں گے

کہ مولوی صاحب کس طرح سراسر جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ جب یہ کہتے ہیں کہ ظل اور بروز کا تصور غیر اسلامی ہے۔ سر دست یہ بھول جائیے کہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے کہ نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جب محمدؐ کا لفظ بروزی اور ظلّی طور پر اپنے پر چسپاں کیا۔تو کن معنوں میں استعمال کیا۔ان اصطلاحوں کے تین ہی معنی عقلاً ممکن ہیں۔اول یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو یہ اصطلاح استعمال کر کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم مرتبہ ظاہر کیا (نعوذ باللہ) اور یہ بتایا کہ میں آپؐ کے درجہ کے برابر ہوں اگرچہ محمد رسول اللہ ﷺ نہیں ہوں۔ پس ہم مرتبہ ہونے کی وجہ سے نام محمد دیا گیا ہے۔

دوسرا یہ معنی قرار دیا جا سکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) دنیا میں ایک محمدؐ نہیں بلکہ دو محمدؐ ہیں۔ ایک عرب میں پیدا ہوا تھا اور ایک ہندوستان قادیان میں۔ اس طرح ہم مرتبہ ہونے کا ہی دعویٰ نہیں بلکہ کلیۃً علیحدہ محمدؐ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

تیسرا یہ معنی ہوسکتا ہے کہ ان معنوں میں اسم محمدؐ کا اپنے اوپر اطلاق کیا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (انفال:۱۸) یعنی اے محمدؐ جب تو نے مٹھی بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں تو تو نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکیں اور پھر فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:۱۱) کہ یہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (وہ ہاتھ جو ان کے ہاتھوں پر تھا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ تھا) ظاہر ہے کہ ان دونوں مواقع پر خدا تعالیٰ ہرگز یہ بیان نہیں فرماتا کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے ہم مرتبہ ہیں، نہ ہی یہ دعویٰ فرمایا کہ دو خدا ہیں۔ایک وہ جو مکہ میں ظاہر ہوا اور ایک وہ اللہ جو زمین و آسمان میں ہر جگہ ہے۔

اگر کوئی شخص ان آیات کا یہ مطلب نکالے تو یقیناً مفسد اور شیطان ہوگا اور کلام اللہ کو اس کے محل سے الگ کر کے نہایت خبیثانہ معنے اس کی طرف منسوب کرے تو یہ انتہائی مفسدانہ اور شیطانی فعل کہلائے گا۔ پس اگر آریوں، عیسائیوں، بہائیوں میں سے کوئی قرآن کریم پر

اس قسم کا بے باکانہ حملہ کرے تو یقیناً اس کی جسارت نہایت مکروہ اور مردود ہوگی۔

جماعت احمدیہ بغیر کسی شک کے قطعی طور پر اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں جہاں جہاں بھی لفظ محمدؐ ظلی اور بروزی طور پر استعمال کیا گیا ہے بعینہٖ ان معنوں میں ہے جن معنوں میں آیات مذکورہ میں اللہ کے لفظ کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اطلاق ہوا ہے جس کے معنی تمام شرفاء اور متقیوں کے نزدیک یہ بنتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کامل طور پر اپنے رب میں فنا ہوگئے اور اپنی کوئی مرضی نہ رہی۔ آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا آپ کی حرکت وسکون کچھ بھی اپنا نہ رہا۔ یہ تعلق ایسا کامل ہوگیا تھا کہ آپؐ نے اپنا سب کچھ خدا میں مٹا دیا آپؐ کا ہر عمل اور ہر ارادہ اس طرح خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوگیا کہ دیکھنے والے کو آپؐ کے ہر ارادہ میں خدا کا ارادہ دکھائی دینے لگا اور ہر عمل میں خدا کا عمل۔ اسی کامل غلامی کی ایک نہایت ہی حسین تصویر ان آیات میں کھینچی گئی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے آپ کو عبداللہ کا لقب عطا فرمایا یعنی اللہ کا کامل غلام۔ پس جب آقا کا لقب غلام کو عطا ہوتا ہے تو نہ ہم مرتبہ بنانے کے لئے نہ دو الگ وجود بنانے کے لئے بلکہ ان معنوں میں کہ غلام نے کلیۃً اپنے آپ کو اپنے آقا میں مٹا دیا۔ پس عجز بتانے کے لئے نہ کہ کبر بتانے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔

اس مضمون کو ہم اچھی طرح سمجھانے کے بعد اب بڑی تحدی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یوسف لدھیانوی صاحب اور ان کے ہم فکر علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ویسی ہی زیادتی کر رہے ہیں جس طرح دشمنان اسلام قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو رسول اللہ سے جو نسبت بیان فرمائی ہے وہ ایک دو جگہ تو نہیں، نظم ونثر کے سینکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی اتنی واضح اور قطعی ہے اور یہ ایک ایسا کھلا کھلا کلام ہے کہ ایک ادنیٰ سی سمجھ رکھنے والا انسان بھی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ آپؑ نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہم مرتبہ وجود کے طور پر پیش کیا ہے یا مولوی

یوسف لدھیانوی والا دو محمدؐ پیدا ہونے والا نظریہ پیش کیا ہے۔حضرت مرزا صاحب کی متعلقہ تحریرات پیش کرنے سے پہلے ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ مولوی لدھیانوی صاحب کا یہ بیان بھی جھوٹا ہے کہ بروز کی اصطلاح اسلام میں استعمال نہیں ہوئی اور یہ نظریہ غیر اسلامی ہے۔

۱۔دیکھیں کیا فرماتے ہیں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف والے جن کے مرید سرائیکی علاقہ میں کثرت سے موجود ہیں۔آپؒ فرماتے ہیں:۔

''بروز یہ کہ ایک روح دوسرے اکمل روح سے فیضان حاصل کرتی ہے۔جب اس پر تجلیات کا فیضان ہوتا ہے تو وہ اس کا مظہر بن جاتی ہے۔اور کہتی ہے کہ میں وہ ہوں''

(مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی مؤلفہ رکن الدین حصہ دوم صفحہ۱۱۱ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۱ھ)

مولوی محمد یوسف لدھیانوی کو ہم مؤدبانہ درخواست کے ذریعہ توجہ دلاتے ہیں کہ کم ازکم اپنے پیرومرشد کی تحریرات کا تو مطالعہ کرلیا کریں۔

۲۔لدھیانوی صاحب تو دیو بندی ہونے کے باوجود ظل اور بروز کو غیر اسلامی اصطلاح قرار دیتے ہیں لیکن ان کے پیرومرشد، مدرسہ دارالعلوم دیو بند کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں۔''انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے''

(تحذیرالناس از مولانا قاسم نانوتوی صفحہ۵۳ مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی)

اس عبارت میں حضرت مولانا موصوف تمام انبیاء کو آنحضرت ﷺ کا ظل اور بروز قرار دے رہے ہیں۔

۳۔حضرت قطب العالم شیخ المشائخ شیخ محمد اکرم[1] صابری الحنفی القدوسی کی کتاب اقتباس الانوار میں لکھا ہے'' روحانیت کمل گاہے برارباب ریاضت چناں تصرف میفرماید کہ

---

[1]:۔حضرت شیخ محمد اکرم صابری ابن محمد علی ''براسہ'' کے رہنے والے تھے اور ان کا تعلق حنفی مذہب سے تھا اور مسلک کے لحاظ سے قدوسی کہلاتے تھے آپ نے اپنی تصنیف ''اقتباس الانوار'' میں آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین اور اولیائے کرام کے حالات درج کئے ہیں۔

فاعل افعال شاں میگردد ۔وایں مرتبہ را صوفیاء بروز میگویند‘‘(اقتباس الانوار صفحہ ۵۲)
روحانیت میں کامل لوگوں کی روحانیت بسا اوقات سالکوں پر اس انداز سے تصرف فرماتی ہے کہ ان کے افعال کی فاعل بن جاتی ہے اور صوفیاء اس مرتبہ کو بروز کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

شاہ محمد مبارک علی صاحب نے خزائن اسرار الکلم مقدمہ فی شرح فصوص الحکم میں یہ عنوان باندھا ہے۔’’اٹھارواں مراقبہ مسئلہ بروز اور تمثل کے بیان میں‘‘ جس میں یہ لکھا ہے بروز کو تناسخ نہیں سمجھنا چاہئیے ۔ یہ نہیں ہوتا کہ پرانی روح ایک نئے وجود میں آجائے اسے تناسخ کہا جاتا ہے ۔انہوں نے بات کھول دی ہے کہ بروز تناسخ نہیں ۔مثال پیش کرتے ہوئے ہم ان کی یہ عبارت من وعن نقل کرتے ہیں جس سے لدھیانوی صاحب کا مرزا صاحب پر اعتراض باطل ہوجائے گا۔ دیکھئے اس بزرگ کی سوچ کتنی عمدہ اور صاف تھی کہ بروز کی مراد ایسی ہے جیسے ایلیاء کے دوبارہ آنے کا عقیدہ یہودیوں میں رائج تھا۔ جب یحیٰؑ آگئے تو صفات کے لحاظ سے ایلیاء کہلائے ۔ایسا ہی عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ گویا ان کے نزدیک نہ وہی عیسیٰؑ بدن آخر میں حلول کریں گے۔ بلکہ بصورت صفات جلوہ گر ہوں گے اور ان کے نزدیک صفات کی جلوہ گری یہ نہیں کہ تمام صفات میں ہو بلکہ چند صفات کی جلوہ گری بروز بنانے میں کافی ہے۔ حتی کہ بعض اوقات ایک صفت کی وجہ سے بروز ہوجاتا ہے۔فرمایا’’اور ایسا ہی حکم بروز ادریس علیہ السلام کا بنا مزد الیاس علیہ السلام کے۔اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور یہ کبھی بہ سبب غلبہ کسی ایک صفت کے ہوتا ہے۔اور کبھی بغلبہ جمیع صفات کمالیہ کے۔اس صورت میں کمال اتحاد مظہر کا بارز کے ساتھ ہوگا اور یہ قسم اعلیٰ مرتبہ بروز کا ہے۔‘‘
(خزائن اسرار الکلم مقدمہ فی شرح فصوص الحکم صفحہ ۷۴ مصنفہ شاہ محمد مبارک علی صاحب حیدر آبادی)

۴۔ گیارھویں صدی ہجری کے مجدد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''کمل تابعان انبیاء علیھم الصلوۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ ملحض عنایت وموہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود راجذب می نمایند وبکلیت برنگ ایشاں منصبغ می گردند حتی کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان وتابعان الا بالاصالت والتبیعۃ والاولیۃ والاخریۃ''

کہ انبیاء علیھم السلام کے کامل متبع بہ سبب کمال متابعت ومحبت انہیں میں جذب ہوجاتے ہیں اوران کے رنگ میں ایسے رنگین ہوتے ہیں کہ تابع اورمتبوع یعنی نبی اورامتی میں کوئی فرق نہیں رہتا سوائے اول وآخر اور سوائے اصل اور تابع ہونے کے۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۴۸ حصہ چہارم دفتر اول صفحہ ۴۹ مطبوعہ مجددی پریس امرتسر)

یہ من وعن حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریر ہے۔اگر کوئی مولویانہ ذہنیت سے یہ تحریر پڑھے تو بھڑک اٹھے اور اوّل وآخر کے بارہ میں یہ کہے کہ محض زمانی ہے۔لیکن ہم سمجھتے ہیں۔مجدد الف ثانی کی اس تحریر میں اوّل اوّل ہی ہے۔خواہ کوئی کتنی ہی مشابہت رکھے مگر مشابہت رکھنے والا بعینہ اوّل کا ہم مرتبہ نہیں ہوسکتا،ہم صفات تو بن سکتا ہے ہم مرتبہ نہیں۔ بہرحال یوسف لدھیانوی صاحب کیونکہ ایسی ذہنیت رکھتے ہیں کہ اس قسم کی تحریرات پر آگ بگولہ ہوجاتے ہیں اس لئے ان پر لازم ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر زبان دراز کرنے کی بجائے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر زبان دراز کرکے دیکھیں۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کی محبت تو ایسے دلوں پر بھی جاگزیں ہے جو صبر وضبط نہیں جانتے۔اس لئے ہمیں یہ یقین ہے کہ لدھیانوی صاحب حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ہرگز ایسی بے باکی نہیں کریں گے اوراس مصلحت آمیز خاموشی سے اپنا جھوٹا اور دوغلہ ہونا ثابت کردیں گے۔

پس اگر مولوی صاحب کو اسلامی لٹریچر میں کہیں بروز کی اصطلاح دکھائی نہیں دی تو ان کی نظر کا قصور ہے اسلامی لٹریچر کا قصور نہیں۔لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی۔اسلامی لٹریچر میں تو بروز سے آگے بڑھ کر عین کی اصطلاح بھی موجود ہے اور ایسے بزرگ موجود ہیں جن

کے متعلق ان سے عقیدت رکھنے والوں نے عین محمدؐ کے لفظ لکھے ہیں ان کے قتل عام کا لدھیانوی صاحب کیوں حکم صادر نہیں فرماتے۔ دیکھئے بایزیدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ قطب زمانہ تھے۔اس لئے آپؒ عین رسول علیہ السلام تھے۔ چنانچہ بحرالعلوم مولوی عبدالعلی مثنوی مولانا روم کے شعر ؎

گفت زیں سو بوئے یارے میرسد

کاندریں دہ شہریارے میرسد

کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

''ابویزید قدس سرہ قطب الاقطاب بود وقطب نمی باشد مگر برقلب آں سرور صلعم پس بایزید قلب آں سرور صلعم وعین آں سرور ﷺ۔'' (شرح مثنوی۔دفتر چہارم صفحہ ۷۰)

یعنی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ قطب زمانہ تھے اس لئے آپؒ عین رسول علیہ السلام تھے۔ کیونکہ قطب وہی ہوتا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل پر رہتا ہو۔اور جو بھی کسی کے دل پر ہو وہ اس کا عین ہوتا ہے اور حضرت بایزید بسطامی عین رسول اللہ ﷺ تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

''کاتب الحروف نے حضرت والد ماجد کی روح کو آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کے سائے (ضمن) میں لینے کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے یوں محسوس ہوتا تھا گویا میرا وجود آنحضرت ﷺ کے وجود سے مل کر ایک ہو گیا ہے خارج میں میرے وجود کی کوئی الگ حیثیت نہ تھی۔''

(انفاس العارفین اردو صفحہ ۱۰۳ از حضرت شاہ ولی اللہ ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے ناشر المعارف گنج بخش روڈ لاہور)

ضمناً ہم مولوی صاحب کو بتاتے چلیں کہ سائے کو ہی عربی زبان میں ظلّ کہتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت شیخ ابوالرضا محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

''حضرت پیغمبر ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا جیسے مجھے اپنی ذات مبارک کے ساتھ اس انداز سے قرب و اتصال بخشا کہ جیسے ہم متحد الوجود ہوگئے ہیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا عین پایا۔'' (انفاس العارفین صفحہ ۱۹۶ حصہ دوم درحالات شیخ ابوالرضا محمد)

اب ہم آپکو بتاتے ہیں کہ اس مولوی کے دماغ میں یہ ''دو محمد'' کا خیال آیا کس طرح؟ ہم نے تحقیق کی کہ آخر ایسا جاہلانہ خیال حضرت مرزا صاحب کی طرف انہوں نے منسوب کیسے کیا؟ تو دوران تحقیق یہ بات سامنے آئی کہ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں ہے بلکہ ان کے بزرگوں نے یہ کیڑا ان کے دماغ میں داخل کیا ہے۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتا ہے۔ ان کی وفات پر دیوبندی فرقہ کے ایک اور بزرگ شیخ الھند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی مرثیہ لکھتے ہوئے ان کے بارے میں کہتے ہیں۔

زباں پر اہل اھواء کی ہے کیوں اعل ھبل شاید

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ صفحہ ۶۔ مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

اس شعر میں گنگوہی صاحب کو بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ثانی کہا گیا ہے۔ اور ثانی کا معنی ہے دوسرا

دیکھا آپ نے مولوی لدھیانوی صاحب نے کہیں اور سے بات اٹھائی اور کہیں اور لگادی۔ معلوم ہوتا ہے تقویٰ اور دیانت کی طرح یاداشت بھی کمزور ہے۔

اب ہم حضرت مرزا صاحب کی وہ تحریرات پیش کرتے ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل پر اپنا کیا مقام و مرتبہ سمجھتے تھے۔ ان تحریروں پر غور فرمالیجئے۔ اگر پھر بھی مولوی صاحب بہتان طرازی سے باز نہ

آئے تو خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔اور یاد رکھیں کہ موت کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے۔سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں۔بروز عیسیٰؑ اور بروز محمدؐ''

(ضمیمہ رسالہ جہاد۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۸)

آپؑ اپنے ایک شعر میں اسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

لیک آئینہ ام ز ربِّ غنی　　　　از پئے صورت مہ مدنی

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۸)

کہ میں مدینہ کے چاند حضرت محمد عربی ﷺ کی تصویر دکھانے کے لئے خدا کی طرف سے آئینہ بن کر آیا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں۔

وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین　　　　شدہ رنگین برنگ یار حسین

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷)

کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وارث بن کر آیا ہوں (آپؐ کا امتی اور روحانی بیٹا ہونے کے سبب) اور میں اپنے اس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہو کر آیا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا

کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا۔''

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۳)

جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے ایسے شخص کو مثیل ،عکس، ہم صفت ہونے کے سبب بروزی طور پر اصل کا نام دینے کا محاورہ امت میں ابتداء سے آج تک مستعمل ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔

''بزرگان امت کی نظر میں مہدی معہود اور مسیح موعود کا مقام''

لدھیانوی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں امت محمدیہ میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ ہوگی اور کوئی شخص آپؐ کا ظلّ اور بروز بن کر آئے گا۔

بزرگان امت کے بعض ایسے اقوال ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جن میں امت محمدیہ میں آنے والے مہدی معہود اور مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت کا مظہر اور آپؐ کا ظل اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

ان تحریرات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولوی صاحب بزرگان امت کے ان عقائد اور تعلیمات سے آشنا ہی نہیں تو پھر ان کو مذہبی امور میں ایسے دعوے کرنے کا کوئی حق نہیں یا پھر ان سب باتوں کا علم رکھنے کے باوجود محض جھوٹ سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ایسی تحریریں امت مسلمہ کے لٹریچر میں کثرت سے موجود ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے اور آنے والے موعود کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظلّ اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جنہیں لدھیانوی صاحب بارھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں:۔

’’اَعْظَمُ الْاَنْبِیَآءِ شَانًا مَنْ لَہٗ نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الْبَعْثِ اَیْضًا وَذٰلِکَ اَنْ یَّکُوْنَ مُرَادَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ اَنْ یَکُوْنَ سَبَبًا لِخُرُوْجِ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاَنْ یَّکُوْنَ قَوْمُہٗ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فَیَکُوْنُ بَعْثُہٗ یَتَنَاوَلُ بَعْثًا اٰخَرَ‘‘

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ وخواصہا صفحہ ۸۳ مطبوعہ مصر ۱۲۸۴ھ)

یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہوگی اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو اور اس کی قوم خیر امت ہو جو تمام لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو لہذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہوگی۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروز حقیقی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اَمَّا الْحَقِیْقِیُّ فَعَلٰی ضُرُوْبٍ ....وَتَارَۃً اُخْرٰی بِاَنْ تَشْتَبِکَ بِحَقِیْقَۃِ رَجُلٍ مِنْ اٰلِہٖ اَوِ الْمُتَوَسِّلِیْنَ اِلَیْہِ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا بِالْنِسْبَۃِ اِلٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ.‘‘

(تفہیمات الٰہیہ جز وثانی تفہیم نمبر ۲۲۸ صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ مدینہ برقی پریس۔ بجنور ۱۹۳۶ء)

یعنی حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں......کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کی مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔ یعنی مہدی آنحضرت ﷺ کا حقیقی بروز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں:۔

’’حَقٌّ لَّہٗ اَنْ یَنْعَکِسَ فِیْہِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَیَزْعَمُ الْعَامَۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلاسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسَخَۃٌ مِنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّۃِ‘‘

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا پس اس میں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اس عبارت میں حضرت شاہؒ صاحب نے آنے والے مسیح کو آنحضرت ﷺ کے انوار کا پورا عکس اور آپؐ کا کامل ظلّ و بروز قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت امام عبد الرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے:۔

''اَلْمَهْدِيُّ الَّذِيْ يَجِيْئُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ تَابِعًا لِّمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِي الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِيْقَةِ تَكُوْنُ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ تَابِعِيْنَ لَهٗ كُلُّهُمْ....لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ''

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۲ مطبوعہ مصر)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد ﷺ کا تابع ہوگا۔ لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپؐ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ ﷺ کا باطن ہے۔

یہ قول حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس میں انہوں نے امام مہدی کے باطن کو آنحضرت ﷺ کا باطن قرار دے کر انہیں آپؐ کا عکس اور ظلّ و بروز ہی قرار دیا ہے۔

(۳) شیخ محمد اکرم صابری لکھتے ہیں:۔

''محمد بود کہ بصورت آدم در مبداء ظہور نمود یعنی بطور بروز در ابتداء آدم، روحانیت محمد مصطفیٰ ﷺ در آدم متجلی شد۔ وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم

الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفے ﷺ بروز وظہور خواہد کرد دتصرفہا خواہد نمود۔‘‘
(اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ مولفہ شیخ محمد اکرم صابری)

یعنی وہ محمد ﷺ ہی تھے جنہوں نے آدم کی صورت میں دنیا کی ابتداء میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدم میں ظاہر ہوئی اور محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہونگے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدی کی شکل میں ظاہر ہوں گے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانیت مہدی میں بروز اور ظہور کرے گی۔

اس عبارت میں امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کا بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۴) حضرت ملّا جامیؒ خاتم الولایت امام مہدی کے درجے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’فَمِشْکٰوۃُ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ هِیَ الْوَلَایَۃُ الْخَاصَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ وَهِیَ بِعَیْنِهَا مِشْکٰوۃُ خَاتَمِ الْاَوْلِیَاءِ لِاَنَّهٗ قَائِمٌ بِمَظْهَرِیَّتِهَا۔‘‘ (شرح فصوص الحکم ہندی صفحہ ۶۹)

یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدی ولایتِ خاصہ ہے اور وہی بجنسہ خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مشکوٰۃ باطن ہے۔ کیونکہ امام موصوف آنحضرت ﷺ کے ہی مظہر کامل ہیں۔

اس عبارت میں بھی امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کی صفات کا مظہر اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۵) عارف ربانی محبوب سبحانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

’’اس (یعنی امام مہدی۔ناقل) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحب مقام محمدی ہے اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے۔‘‘

(انسان کامل اردو۔باب نمبر ۶۱۔علامات قیامت کے بیان میں۔صفحہ ۲۷۰۔مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور بار اوّل)

(۶) حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارز ہیں۔ پہلی بار آپؐ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے اور پہلے قطب حضرت آدم علیہ السلام ہوئے۔ دوسری بار حضرت شیث علیہ السلام میں بروز کیا ہے اس طرح تمام انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم میں بروز فرمایا ہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اپنے جسد عنصری (جسم) سے تعلق پیدا کر کے جلوہ گر ہوئے اور دائرہ نبوت کو ختم کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ میں بروز فرمایا ہے پھر حضرت عمرؓ میں بروز فرمایا پھر حضرت عثمانؓ میں بروز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ میں بروز فرمایا ہے۔ اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا ہے اور کرتے رہیں گے حتی کہ امام مہدی میں بروز فرماویں گے۔ پس حضرت آدمؑ سے امام مہدی تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے ہیں۔ تمام روح محمد ﷺ کے مظاہر ہیں۔ اور روح محمدی نے ان کے اندر بروز فرمایا۔ پس یہاں دو روح ہوئے ہیں ایک حضرت محمد ﷺ کی روح جو بارز ہے دوسری اس نبی یا ولی کی روح جو مبروز فیہ اور مظہر ہے''

(مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۲،۱۱۱ مؤلفہ رکن الدین صاحب مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۱ھ زیر انتظام صوفی قادر علی خان)

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے خلفاء اور امت میں پیدا ہونے والے جملہ اولیاء اور مجددین سب کے سب آنحضرت ﷺ کے بروز بن کر آئے تھے اسی طرح امام مہدی بھی بروز محمد ﷺ بن کر آئے گا۔

آپ نے بروزیّت اور عینیت کے متعلق گزشتہ بزرگوں کے حوالے تو پڑھ لئے ہیں لیکن آپ کو چونکہ امت محمدیہ میں ایسی شان کے آدمی پیدا ہونے پر شدید اعتراض ہے اس لئے ہم آپ کو آپ کے بزرگ قاری محمد طیب صاحب کے الفاظ یاد دلاتے ہیں کہ آپ سب کا یہ

عقیدہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو نہ صرف محمد ﷺ کے عین اور بروز ہوں گے بلکہ شانِ خاتمیت رکھتے ہوں گے۔

(۷) دیوبندی فرقہ کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند آنے والے مسیح کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجّالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضورؐ کا دنیا میں تشریف لانا مناسب، نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان، نہ زمانہ نبویؐ میں مقابلہ ختم قرار دیا جانا مصلحت اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی عام مجدّ دین اور اربابِ ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہوسکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکست دجّالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجّالِ اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجد دین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبتِ تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کرسکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبۂ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجۂ نبوت بھی برداشت کر سکے۔ چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ تا کہ خاتم مطلق کے کمالات عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔ اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہوسکتی تھی کہ انبیائے سابقین میں سے کسی نبی کو جو

ایک حد تک خاتمیت کی شان رکھتا ہو اس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبہ تشریح لئے ہوئے نہ ہو بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے اور خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے۔‘‘

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین کرام! فصل اول میں لدھیانوی صاحب نے جماعت احمدیہ پر جو افتراء باندھے تھے ان کے اصولی اور ناقابل تردید ٹھوس جوابات کے بعد ہم ان کے فصل دوم میں اٹھائے گئے اعتراضات و بہتانات کا جواب دیں گے انشاء اللہ۔ لیکن قبل اس کے کہ فصل دوم میں ہم داخل ہوں، یہ قارئین کے گوش گزار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آئندہ فصول میں لدھیانوی صاحب نے جو جماعت احمدیہ پر افتراء باندھے ہیں ان کا اکثر و بیشتر اصولی اور کافی وشافی جواب فصل اوّل میں موجود ہے۔ اس لئے امید ہے قارئین فصل اوّل کے مندرجات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

فصل دوم

قادیانی بعثت کے آثار ونتائج

لدھیانوی صاحب نے فصل دوم کا مذکورہ بالا عنوان دے کر اسکے نیچے لکھا ہے کہ ''محمد رسول اللہ کا دنیا میں دوبارہ آنا (اور پھر قادیان میں مبعوث ہو کر مرزا غلام احمد کی شکل میں ظاہر ہونا) اپنے جلو میں اور بھی چند ایک عقائد رکھتا ہے جن کے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ قائل ہیں ان سے پہلے دنیا کا کوئی مسلمان ان کا قائل نہ تھا، نہ اب ہے بلکہ تمام امت مسلمہ ان عقائد کو کفر صریح سمجھتی رہی ہے۔'' (صفحہ ۹)

گزشتہ صفحات کے مطالعہ سے روشن ہو گیا ہو گا کہ لدھیانوی صاحب کے ہر دعویٰ کی بنیاد ہی لغو وفضول اور بے معنی ہے دو محمد کا تصور جماعت احمدیہ میں موجود نہیں اس لئے مولوی صاحب کا دعویٰ باطل ہو گیا ہے۔ جہاں تک ظلی بروزی بحث کا تعلق ہے نہ صرف دوسرے علماء بلکہ مولانا کے اپنے پیر ومرشد بھی ان اسلامی اصطلاحوں کا بے دریغ استعمال کرتے تھے پس جب بنیاد ہی ملیا میٹ ہو گئی تو ان اعتراضات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے پس اس خیال سے کہ لدھیانوی صاحب اس وہم میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ذیلی اعتراض اصل اعتراض سے مضبوط تھا ہم ان کے اعتراضات کے شاخسانوں کو ایک ایک کر کے زیر بحث لاتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب نے اپنے مندرجہ بالا دعویٰ کی تائید میں تین ذیلی عنوان لگائے ہیں جنہیں وہ عقیدہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جو ان کے خیال میں ''تمام امت مسلمہ کے نزدیک کفر صریح ہے''

''عقیدہ نمبر ۱''

''خاتم النبیینؐ کے بعد عام گمراہی''

لدھیانوی صاحب مذکورہ بالا عنوان درج کر کے لکھتے ہیں ''یہ تو سب جانتے ہیں کہ

کسی نبی کے آنے کی ضرورت تب لاحق ہوتی ہے جبکہ پہلی نبوت کی لائی ہوئی ہدایت دنیا سے یکسر غائب ہو جائے اور دنیا اس طرح عام گمراہی کی لپیٹ میں آجائے کہ نہ دنیا میں گزشتہ نبی کا لایا ہوا دین محفوظ رہے اور نہ اس پر کوئی عمل کرنے والا باقی رہے۔(صفحہ ۹)

قارئین کرام! لدھیانوی صاحب نے رسالہ کا نام رکھا ہے''قادیانیوں کو دعوت اسلام''، لیکن خود خلاف اسلام اور خلاف قرآن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔اسلام کی بنیاد قرآن کریم پر ہے اور مذکورہ بالا اقتباس کا ایک ایک فقرہ قرآن کریم کی واضح آیات کے خلاف ہے۔ہم یہ تو نہیں سمجھتے کہ لدھیانوی صاحب قرآن کریم نہیں پڑھتے، خواہ سطحی نظر سے ہی پڑھتے ہوں لیکن پڑھتے ضرور ہوں گے چاہے بصیرت سے عاری نظر سے پڑھتے ہوں۔کیونکہ لدھیانوی صاحب بڑے عالم اور مذہبی کتب کے مصنف ہیں اس لئے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ عمداً جھوٹ بول کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

یہ بات مسلمان بچے، عالم، جاہل سب کو معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں حضرت ہارونؑ کو خلعت نبوت عطا کی گئی لہذا حضرت ہارونؑ کا نبی بننا لدھیانوی صاحب کے دعویٰ کی تکذیب اور تردید کر رہا ہے اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نبی تھے اور آپؑ کی زندگی ہی میں آپؑ کے دونوں بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کو اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت بخش دی تھی حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ بھی نبی تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے کون واقف نہیں ہوگا کہ حضرت یعقوبؑ کی زندگی میں ہی منصب نبوت پر سرفراز فرمائے گئے۔اس قرآنی شہادت کے بعد کون مسلمان ہے جو ان مولوی صاحب کی گواہی کو قبول کرے گا۔

حضرت داؤدؑ نبی تھے ان کے ہوتے ہوئے حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت عطا کی۔

قارئین! کافی مثالیں ہوگئی ہیں۔ہم صرف اتنا گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ اگر

لدھیانوی صاحب بے باکی سے کام لیتے ہوئے یہ عقیدہ پیش کریں کہ مذکورہ بالا انبیاء میں سے کسی دو نے بھی بیک وقت نبوت کا زمانہ نہیں پایا اور یہ اصرار کریں کہ پہلے کے وصال کے بعد پھر نبوت ملی یا باپ کے وصال کے بعد بیٹے کو نبوت عطا کی گئی۔اس سے ہمارے مسلک میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوتی۔سوال یہ ہے کہ کیا حضرت اسحاقؑ کو اس وقت نبی بنایا گیا جب کلیۃً امت بگڑ چکی تھی اور کیا موسیٰؑ کے ہوتے ہوئے حضرت ہارونؑ کو اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت موسیٰؑ کی امت بگڑ چکی تھی کیا حضرت سلیمانؑ کو اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت داؤدؑ کی امت میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اور کیا حضرت یعقوبؑ کو اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت اسحاقؑ پر ایمان لانے والے گمراہ چکے تھے اور کیا حضرت یوسفؑ کو اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت یعقوبؑ کی تعلیم کو آپکے متبعین نے یکسر بھلا دیا تھا۔

قارئین کرام! دیکھ لیجئے کہ ظاہری علم کے ہوتے ہوئے جب کوئی جہالت سے کام لے تو کیسی کیسی سر دردی کا موجب بنتا ہے ایسے اعصاب شکن مولوی شاذ شاذ دیکھنے میں آتے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''اِنَّـآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا'' (المائدہ:۴۵)

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی اس تورات میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی تھا۔تورات کی اتباع کرنے والے انبیاء یہودیوں کے لئے تورات کی تعلیم کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے۔اس آیت میں اصولی طور پر خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا ہے کہ کتاب کے ہوتے ہوئے اس کی تبدیلی کے بغیر خدا تعالیٰ نے امت کی مزید اصلاح احوال کی خاطر کثرت سے انبیاء بھجوائے۔

قرآنی حوالوں کے بعد اب ہم مولانا صاحب کو ان کے بزرگ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی کتاب ''ختم نبوت'' میں پیش کردہ یہ حدیث یاد دلاتے ہیں۔مفتی صاحب

نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی شیبہ کے حوالے سے ایک حدیث درج کی ہے جس کے الفاظ ہیں۔

''کَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ''

(ختم نبوت حصہ دوم حدیث نمبر۴، صفحہ ۵ از مفتی محمد شفیع دیو بندی طبع دوم دارالاشاعۃ دیو بند ضلع سہارنپور جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ مطبوعہ علمی پریس دہلی)

مفتی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ''بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیھم السلام کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا۔'' اسی طرح مولوی صاحب کے فرقہ کے جدّ امجد حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ قرآن وحدیث کے مطالعہ کا ماحصل یوں پیش کرتے ہیں کہ ''حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ تک جتنے نبی ہوئے سب تورات پر ہی عمل کرتے رہے۔''

(ھدیۃ الشیعۃ۔ صفحہ ۲۵ مصنفہ مولانا محمد قاسم نانوتوی)

قارئین کرام! لدھیانوی صاحب کے بیان کی تردید کے لئے مندرجہ بالا امور پر نگاہ ڈال کر آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا وہ ایسی واضح باتوں سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔

لدھیانوی صاحب مذکورہ بالا عنوان کے تحت دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ ''مرزا صاحب کے عقیدہ بعثت ثانی کو تسلیم کرنے سے پہلے یہ بھی ماننا ہوگا کہ محمد ﷺ پہلی بعثت میں جو کچھ لے کر آئے تھے وہ بعثت ثانی کا دور شروع ہونے سے پہلے صفحہ ہستی سے غائب ہوگیا تھا نہ محمد ﷺ کا لایا ہوا دین اپنی اصلی شکل میں کہیں موجود تھا نہ اس کے سمجھنے، سمجھانے والا ہی دنیا میں کوئی باقی رہا تھا۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب کی قادیانی بعثت جو ان کے نزدیک محمد رسول اللہ کی دوسری بعثت ہے کا عقیدہ تب ممکن ہے جب کہ پہلے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی مکی بعثت کا نور بجھ چکا تھا۔ آپؐ کی رسالت ونبوت کا چراغ گل ہو چکا

تھا۔اس آفتاب رسالت کے بعد بھی دنیا میں عام تاریکی پھیل چکی تھی اور آپؐ کے بعد بھی پوری کی پوری دنیا گمراہ ہوچکی تھی۔ یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط، برا ہے یا بھلا، اس کا فیصلہ بھی آپ عقل خداداد سے خود ہی کیجئے۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ عقیدہ بھی کسی زمانہ میں کسی مسلمان کانہیں رہانہ ہوسکتا ہے‘‘(صفحہ۹،۱۰)

قارئین کرام! لدھیانوی صاحب کے اعتراض کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ اور مہدی معہود و مسیح موعود کے آنے کو ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت ﷺ کی آمد کے انکار پر ہے جس کے لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ فصل اوّل کو دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔ اگر ہمارا یہ عقیدہ ’’صریح کفر‘‘ ہے تو پھر لدھیانوی صاحب کے جن مسلّمہ بزرگوں، اولیا اور علماء کے حوالہ جات فصل اوّل میں درج ہیں ماننا پڑے گا کہ ان سب بزرگوں نے بھی ’’صریح کفر‘‘ کا ارتکاب کیا ہے۔

جناب لدھیانوی صاحب نے جب پہلی اینٹ ہی کج رکھ دی تھی تو اب جوں جوں عمارت کھڑی کرتے جارہے ہیں ٹیڑھی ہوتی جارہی ہے ایسے احمقانہ خیال پیش کر رہے ہیں کہ حیرت ہے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوکر اور امام مہدیؑ کی بعثت اور عیسیٰؑ کے نزول کے قائل ہوکر اس قسم کی لغویات کہنے کی ان کو جرأت کیوں ہوگئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ کیوں تشریف لائیں گے اگر سب کچھ ٹھیک ہے تو کیا مولوی صاحب کا سر پھر چکا ہے کہ پھر ان کی آمد کے قائل ہیں۔ جماعت احمدیہ تو حضرت مرزا صاحب کی آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ ان معنوں میں تسلیم ہی نہیں کرتی جو مولوی صاحب کر رہے ہیں کہ من وعن دوسرا محمد پیدا ہوجائے (نعوذ باللہ) اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے جماعت احمدیہ تو سوائے اس کے اور معنی نہیں لیتی کہ آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی کا آنا اور مسیح کا نازل ہونا گویا آپ کی بعثت ثانیہ ہی ہے۔ پس ہمارا تو یہی عقیدہ ہے اس پر اگر مولوی صاحب نے حملہ کرنا ہے تو پہلے مسیح اور مہدی کی بعثتوں کا انکار کرلیں ورنہ ان کا ہر حملہ ان کی خودکشی کے

مترادف ہوگا۔ان کی اس جاہلانہ یورش کا سب سے زیادہ تکلیف دہ اور پرعذاب پہلو یہ ہے کہ درحقیقت احمدیت پرحملہ کرنے کی بجائے حضرت اقدس محمد ﷺ کی ناموس پرحملہ کر رہے ہیں آپؐ کی پیشگوئیوں پرحملہ کررہے ہیں اوراس بات کو ذرا بھی محسوس نہیں کرتے اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ آئندہ زمانے میں مسیح اور مہدی کے آنے کی ضرورت خود آنحضرت ﷺ نے بیان فرمادی ہےاور جس کے بعد کسی مسلمان کو یہ حق نہیں رہتا کہ محمد ﷺ کے ظہور اور آپؐ کی شریعت کے کامل ہوجانے کے باوجود مہدی اور مسیح کی آمد سے انکار کرے اور آپ کی پیشگوئیوں کو تخفیف کی نظر سے دیکھےاوران سے استہزاء کا سلوک کرے۔

قارئین کرام! امت محمدیہ کی اکثریت کے بگڑ جانے اوراس کے باہم اختلافات کا شکارہونے کی پیشگوئیاں احادیث نبویہ میں بھری پڑی ہیں اسلامی شریعت تو قیامت تک محفوظ رہے گی لیکن اس شریعت کے ماننے والوں کے گمراہی سے محفوظ ہونے اورفرقہ بندی سے بچے رہنے کی خبر کہیں موجودنہیں لیکن افسوس! کہ لدھیانوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے بعد کسی زمانہ میں عام گمراہی کا اقرار ''صریح کفر'' ہے ذیل میں آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔

سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تشریح میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

۱۔''لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ''

(بخاری کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ جمعہ)

ترجمہ:۔اگر ایمان زمین سے پرواز کر کے ثریا ستارے تک بھی جا پہنچا تو اس قوم میں سے بعض اشخاص یاایک شخص اسے وہاں سے بھی حاصل کرلے گا۔

۲۔''یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَایَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُ ھُمْ شَرٌّ مَنْ

تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُوَفِيْهِمْ تَعُوْدُ''

(مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ ۳۱۶ مکتبہ امدادیہ ملتان طبع اول)

ترجمہ:۔لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے ان کی مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہوں گی لیکن ہدایت کے لحاظ سے بالکل ویران ہوں گی اس زمانہ کے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں واپس جائیں گے۔

۳۔''لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُم شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعاً ذِرَاعاً حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ ''

(بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی لتتبعن سنن من کان قبلکم)

ترجمہ:۔اے مسلمانو! تم پہلی قوموں کے حالات کی پیروی کرو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے مشابہ ہوتی ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مشابہ ہوتا ہے اس طرح تم پہلی قوموں کے نقش قدم پر چلو گے صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہم یہود ونصاری کے نقش قدم پر چلیں گے آپ نے فرمایا اور کس کے؟

۴۔''اِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَسَتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً''

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ)

ترجمہ:۔بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوجائیں گے ان تہتر میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے۔

۵۔''خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُوْ الْكَذِبُ'' (ترمذی ابواب الشہادات باب ماجاء فی شہادۃ الزور)

ترجمہ:۔بہترین لوگ میری صدی کے ہیں پھر دوسری اور پھر تیسری صدی کے۔اس

کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود آخری زمانہ میں امت میں ظاہر ہونے والے فسادات کا جس تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے اسے کفر کہنے والا کمبخت خود کیا کہلائے گا۔ جہالت اور حماقت جب مرکب ہو جاتی ہیں تو ایسا ایسا مولوی پیدا ہوتا ہے کہ جو حملہ کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتا کہ اس کا رخ کس طرف ہے؟

تمام مشاہیر نے جو اس زمانے میں گمراہی کے نقشے کھینچے ہیں جو لدھیانوی صاحب کے نزدیک ''کفر صریح'' ہے اس کی چند مثالیں بتا کر اس فصل کو ہم ختم کرتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان بھی امت محمدیہ میں عام گمراہی کے پھیل جانے کا قائل نہیں چنانچہ وہ اسے ''صریح کفر'' قرار دیتے ہیں۔ آیئے ان کے اس دعویٰ کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ لدھیانوی صاحب کے بقول کون کون مسلمان اس صریح کفر کا مرتکب ہوا ہے۔

۱۔ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے ۱۸۷۹ء میں اپنی مشہور مسدس میں لکھا۔

''رہا دین باقی نہ اسلام باقی　　اک اسلام کا رہ گیا نام باقی''

(مسدس حالی بند نمبر ۱۰۸)

پھر اسلام کو ایک باغ سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں۔

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر　　جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں زندگی کا کہیں نام جس پر　　ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل　　ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

(مسدس حالی بند نمبر ۱۱۱)

صدا اور ہے بلبل نغمہ خواں کی　　کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی

(مسدس حالی صفحہ ۵۳ مطبوعہ کشمیر کتاب گھر اردو بازار لاہور)

۲۔ڈاکٹر علامہ اقبال مسلمانوں کی حالت یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں — امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں — تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

(بانگ درا زیر عنوان جواب شکوہ)

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے — یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود — ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کہ شرمائیں یہود
یوں تو تم سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(بانگ درا زیر عنوان جواب شکوہ)

مشہور اہلحدیث عالم نواب صدیق حسن خان صاحب کے فرزند مولوی نور الحسن خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ بڑے بڑے فقیہہ، یہ بڑے بڑے مدرس، یہ بڑے بڑے درویش، جو ڈنکا دینداری، خداپرستی کا بجا رہے ہیں ردّ حق، تائید باطل، تقلید مذہب وتقیدِ مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں۔ چندیں شکل از برائے اکل ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم ردّ وکد فقط اسی حسد وکینہ کے لئے ہے نہ خدا کے لئے نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے۔علم میں مجتہد مجدد ہیں۔لاکن حق، باطل، حلال، حرام میں کچھ فرق نہیں کرتے، غیبت، سب وشتم، خدیعت وزور، کذب وفجور افتراء کو گویا صالحاتِ باقیات سمجھ کر رات دن بذریعہ بیان وزبان خلق میں اشاعت فرماتے ہیں۔''

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۸)

۴۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:۔

''یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں۔''

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ آرمی پریس دہلی)

لدھیانوی صاحب کے بزرگ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب مسلمانوں کی اکثریت کو باطل پر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہم نام نہاد اکثریت کی تابع داری نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے۔''

(روزنامہ رزم لاہور ۳ اپریل ۱۹۲۹ء سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۱۶ از خان حبیب الرحمان خان کابلی)

لدھیانوی صاحب کے ایک بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ایک دوست کی بات کو لطیف بات قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اگر سواد اعظم کے معنیٰ یہ بھی مان لئے جائیں کہ جس طرف زیادہ ہوں تو ہر زمانہ کے سواد اعظم مراد نہیں بلکہ خیر القرون کا زمانہ مراد ہے جو غلبہ خیر کا وقت تھا ان لوگوں میں سے جس طرف مجمع کثیر ہو وہ مراد ہے نہ کہ ''ثُمَّ یَفْشُوْ الْکَذِبَ'' کا زمانہ۔ یہ جملہ ہی بتا رہا ہے کہ خیر القرون کے بعد شر میں کثرت ہوگی۔'' (ماہنامہ البلاغ کراچی جولائی ۱۹۷۶ء صفحہ ۵۹)

''عقیدہ نمبر ۲''

''پہلی اور دوسری بعثت کا الگ الگ دور''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''مرزا غلام احمد صاحب کے دو بعثوں والے عقیدہ کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت ﷺ کی

رسالت ونبوت پر ایمان لانا آپؐ کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپؐ کی ہدایت وارشادات پر عمل کرنا موجب نجات نہیں بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم ،لغو اور بیکار ہیں جب تک کہ مرزا صاحب پر ایمان نہ لایا جائے کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد مکی رسالت ونبوت کا دور نہیں رہا بلکہ قادیانی رسالت ونبوت کا دور شروع ہو چکا ہے۔'' (صفحہ ۱۳،۱۴)

قارئین کرام! مولوی صاحب جہالت کے ساتھ ناجائز حملے کرتے چلے جاتے ہیں۔ سوچتے نہیں کہ ان کے کیا نتائج نکلیں گے۔ فصل اول میں ہم ان کی لغو بنیادوں کو ملیا میٹ کر چکے ہیں اب ان فرضی اعتراضات کی حیثیت ہی کوئی نہیں رہتی۔ مولوی صاحب! آپ کے اعتراضوں سے کیا مہدی اور مسیح کی آمد کے عقیدے باطل ہو جائیں گے؟ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ نہیں کہ وہ تشریف لائیں گے یا کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر ہی بیٹھے بیٹھے ان کی موت واقع ہو جائے گی؟ اسکے باوجود یہ جسارت کرنا کہ اگر ہم محمد رسول اللہؐ کی امت میں پیدا ہونے والے کسی غلام کو قبول کر لیں گے تو ساری شریعت کو کالعدم کرنا پڑے گا۔ سوائے اس کے کہ کوئی پرلے درجے کا غبی ہو کوئی آپ کا یہ مفروضہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ آپ نے نہیں بنانا۔ احمدی بہتر جانتے ہیں کہ ان کا عقیدہ کیا ہے آپ اپنے عقیدے بے شک نئے نئے بناتے رہیں ہمارے عقیدے نہ گھڑیں ہمارا عقیدہ مسیح موعود کے الفاظ میں یہ ہے اور اس پاک عقیدہ کے ہوتے ہوئے آپ کے من گھڑت عقیدوں کو ہم خاک کی چٹکی سے بھی کم تر حیثیت سمجھتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کی نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

’’خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۴۰)

اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶، ۲۷)

لدھیانوی صاحب یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شریعت محمدی کے تمام احکام پر عمل کرے لیکن مرزا صاحب کو مہدی معہود و مسیح موعود قبول نہ کرے تو مرزا صاحب اسے نجات یافتہ قرار نہیں دیتے۔ گویا شریعت کی پیروی اسے نجات نہیں دلا سکتی جب تک وہ مرزا صاحب کو نہ مانے۔ یہی لغو اعتراض جو انہوں نے بنایا ہے انہیں پر الٹتا ہے ایک دفعہ نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار دفعہ الٹ کر پڑتا ہے پہلے یہ تو بتائیں کہ انہیں کے الفاظ میں اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مزعومہ دوسری بعثت کا انکار کر دے یا یہ سب کچھ کرے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو پھر ان کا کیا

فتوی ہوگا؟ یہ محض لفظی چالاکیاں ہیں جن کا نہ تقویٰ سے کوئی تعلق ہے نہ عقل سے، صرف عوام الناس کو شرارت پر اکسانے کے چٹکلے ہیں۔

ہم ایک دفعہ پھر معزز قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ مولوی یوسف لدھیانوی صاحب کے سب اعتراضات پڑھ کر اس کتاب کی فصل اوّل کا مطالعہ کر لیں تو ان کے تمام اعتراضات باطل ہوجاتے ہیں یا ان تمام بزرگان امت پر زیادہ سختی سے وارد ہوجاتے ہیں جن کو لدھیانوی صاحب بزرگ ماننے پر مجبور ہیں۔

درحقیقت مولوی صاحب نے خود یہ نیا شاخسانہ کھڑا کیا ہے اس کا حقیقی جواب یہ ہے کہ جو شخص بھی قرآن کریم اور سنت پر سختی سے اور دل و جان سے عمل پیرا ہو اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے موعود زمانہ کا انکار کر دے سوائے اس کے کہ نادانی سے ایسا کرے یا اسے پیغام ہی نہ پہنچا ہو اس صورت میں اس کا فیصلہ خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ باقی آنحضرت ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ حضور اکرم ﷺ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے خود میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے حقیقت میں خود میری ہی نافرمانی کی''

(بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم)

اس ارشاد کی روشنی میں یہ بات قطعی ہے کہ جو بھی امام مہدی کا نافرمان ہوگا وہ رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہوگا۔ اور جو رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہوگا اس کے متعلق یہ کہنا کہ قرآن وسنت پر ظاہری عمل کی وجہ سے نجات یافتہ کہلائے گا یہ ایک مردود تصور ہے۔ ہاں دلوں کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے البتہ اگر کوئی ناسمجھی میں غلطی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے حسب حال

سلوک فرمائے گا۔

لدھیانوی صاحب! آپ دیو بندی ہیں ،کیا آپ کے نزدیک بریلوی اسلام یا مودودی اسلام یا فرقہ اہلحدیث کا اسلام یا خارجی اسلام یا شیعوں کا اسلام یا پرویز صاحب کا اسلام یا سرسید احمد خان کا اسلام یا دیگر تمام مسلمان کہلانے والے فرقوں کا اسلام درست اور موجبِ نجات ہے؟ اگر ہے تو آپ ان تمام فرقوں کو کافر کیوں قرار دیتے ہیں اور دیو بندی فرقہ کو چھوڑ کر ان فرقوں میں شمولیت کیوں نہیں کر لیتے۔ اور اگر آپ کے نزدیک ان فرقوں کا اسلام صحیح نہیں اور موجب نجات نہیں تو جو الزام آپ جماعت احمدیہ پر لگا رہے ہیں۔ کیا یہ آپ پر عائد نہیں ہوتا؟ آپ اپنے بارے میں تو یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی جو تشریح آپ پیش کریں صرف اسے درست اور موجب نجات سمجھا جائے تو پہلے آپ اپنی حیثیت تو بتائیں کہ کس حیثیت سے آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ دوسرے مولویوں کے مقابل پر آپ کی کونسی امتیازی شان ہے کہ اس دعویٰ کا حق آپ کو ہے۔ نہ آپ خدا، نہ آپ خدا کے مقرر کردہ امام، زیادہ سے زیادہ مولویوں میں سے ایک مولوی ہی تو ہیں تو آپ کو یہ حق کیوں نصیب ہو گیا کہ دوسرے عقیدہ کے علماء کے عقائد کو مفسدانہ قرار دے کر ان پر نجات کے دروازے بند کر دیں؟

''عقیدہ نمبر۳''

''جامع کمالات محمدیہ''

اس عنوان کے نیچے لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''جب مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی بناء پر بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا ہے کہ وہ تمام اوصاف وکمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں پورے کے پورے جناب مرزا صاحب کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ جو منصب ومقام تیرھویں صدی تک محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا وہ اب مرزا صاحب

کوتفویض کیا جا چکا ہے اور جس مسندِ رسالت پر پہلے آنحضرت ﷺ جلوہ افروز تھے اب اس پر جناب مرزا صاحب رونق افروز ہیں''(صفحہ ۱۴)

بار بار ہم فصل اوّل کے حوالے نہیں دے سکتے قارئین کے ذہن میں فصل اوّل مستحضر ہوگی۔ وہی ان کے اعتراض کو باطل اور لغو قرار دینے کے لئے کافی ہے لیکن مولوی صاحب خود ہی مفروضے بنا بنا کر بار بار وہی حملے کر رہے ہیں ان کی مثال تو اس جادوگر کی سی ہے جو موم کی پتلی بنا کر اسے سوئیاں چبھوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جس کی پتلی ہے اسے تکلیف پہنچے گی۔ ہم الٹ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو غلام کی حیثیت سے ہوں گے یا آنحضرت ﷺ کی مسند پر قابض ہو جائیں گے کیا امام مہدی کا مقام علماء و بزرگان امت کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے تابع اور امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ اگر ہے تو پھر کیا آپ کے نزدیک ان کا یہی عقیدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کو مسند سے ہٹا کر خود فائز ہو جائیں گے۔

مولوی صاحب!

ایسی جاہلانہ باتیں ان کی طرف منسوب کرنا آپ ہی کو زیب دیتا ہے لہذا پہلے آپ اپنے مسلّمہ علماء اور اولیاء سے قضیہ طے کر لیں پھر ہم سے گفتگو فرمائیں۔ ضمناً یاد آیا کہ علماء و اولیاء امت پر یلغار سے جب فارغ ہوں تو احمدیت کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے بزرگ مولانا قاری محمد طیب صاحب سے نمٹنے کے بعد ہماری طرف رخ فرمایئے۔ آپ کی یادداشت تازہ کرنے کے لئے حسب ذیل اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔

''اہم اور اعظم امور میں اگر حضور کی ذات اقدس سے کسی کو کمال اشتراک و تناسب ثابت ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰ کے ذات مقدس کو۔ شاید اسی بناء پر جبکہ حضورؐ نے نجات ابدی کو اپنی نبوت ماننے پر معلق فرمایا ہے تو باوجودیکہ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت ماننا بھی جزو

ایمان تھا لیکن خصوصیت سے اپنے ساتھ صرف عیسیٰؑ اور ان پر ایمان لانے کو متوازی طریق پر ذکر فرمایا ہے'' (تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۴۱ از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستان۔ایڈیشن اوّل مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر فرماتے ہیں:۔

''بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضورؐ سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت اور مقام خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خلقاً ورتباً ومقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئے''

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستان ایڈیشن اوّل مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

لدھیانوی صاحب نے اس شق میں اس اعتراض کو دہرایا ہے کہ جماعت احمدیہ صرف تیرھویں صدی تک آنحضرت ﷺ کا مقام و منصب اور آپؐ کے کمالات کی قائل ہے اور تیرھویں صدی کے بعد وہ کمالات آنحضرت ﷺ سے چھن کر مسیح موعود کو مل جانے کا عقیدہ رکھتی ہے۔

معزز قارئین! ہم اس کے جواب میں **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اس جواب کے بعد ہم ایک دفعہ پھر جناب یوسف لدھیانوی صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے عقیدے جماعت احمدیہ پر چھوڑ دیں اپنی طرف سے عقیدے افتراء کر کے ان کی طرف منسوب کرنے کی جہالت سے باز آئیں۔آپ نے جب یہ لکھا کہ ''تیرھویں صدی کے بعد وہ کمالات آنحضرت ﷺ سے چھین کر مسیح موعود کو مل جانے کا عقیدہ رکھتی ہے'' تو اپنی صفائی میں قرآن کریم کی زبان میں ہمارے دل سے بے اختیار **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** نکلا اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے اصل عقیدہ کے طور پر

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اس تحریر کی طرف ذہن منتقل ہو گیا اور دل و زبان پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے درود جاری ہو گیا۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

''وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضلیت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۱۹)

اسی طرح آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔''

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۲)

''یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت ﷺ کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اب اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

''آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں''

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۹۰)

قارئین کرام! آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ لدھیانوی صاحب تو سال ہا سال سے جماعت احمدیہ کے خلاف مضمون نگاری کر رہے ہیں اور بزعمِ خویش حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تحریرات سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں اور جن کتب کے اقتباسات ہم نے درج کئے ہیں وہ کتب انہوں نے پڑھی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض فقرات کو اچک کر اپنے مضامین میں اعتراضات کے لئے درج کرتے رہتے ہیں۔ وہ حقیقت حال سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود محض لوگوں کو احمدیت سے متنفر کرنے اور انہیں دھوکہ دینے کے لئے کس طرح کھلم کھلا جھوٹ بول رہے ہیں۔

فصل سوم

''خصوصیات نبویؐ اور مرزا صاحب''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ ظلّی اور بروزی طور پر محمد رسول اللہ ہونے اور آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہونے کی بناء پر مرزا صاحب کے اندر آنحضرت ﷺ کے کمالات اور خصوصیات پیدا ہوگئی ہیں۔ چنانچہ اس کے تحت انہوں نے انیس (۱۹) باتیں بیان کی ہیں جن کا اس فصل میں ہم جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

اصولی طور پر فصل اوّل میں تفصیل کے ساتھ اور فصل دوم میں اختصار کے ساتھ اس امر پر بحث کی جا چکی ہے کہ امت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظہر اور آپؐ کا ظلّ و بروز بن کر آئے گا اس کا باطن آنحضرت ﷺ کا باطن اور اس کے وجود میں آپؐ کے انوار کا عکس ہوگا وہ آپؐ کی خصوصیات اور کمالات میں شریک اور آپؐ کا روحانی بیٹا ہونے کے سبب آپؐ کے خصائص وکمالات کا وارث ہوگا۔ ان حوالہ جات کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ معزز قارئین ان حوالہ جات کا مطالعہ کر ہی چکے ہیں۔ کچھ طمع باقی ہو تو دوبارہ فصل اوّل اور فصل دوم میں ان حوالہ جات کو ملاحظہ فرمالیں۔

اس اصولی گذارش کے بعد اب ہم لدھیانوی صاحب کے اس فصل میں موجود اعتراضات کا نمبروار جائزہ لیتے ہیں۔

''عقیدہ نمبر ۱''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ '' قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ'' کا مصداق آنحضرت ﷺ ہیں۔ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی تعریف وتوصیف میں نازل ہوئی۔'' (صفحہ ۱۶)

جواب:۔ لدھیانوی صاحب نے یہ اعتراض کر کے پبلک کو دھوکہ دینے کی خاطر بڑا

واضح جھوٹ بولا ہے کیونکہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں میرا اور میری جماعت کا ذکر ہے۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ یہ آیت مجھ پر بھی خدا نے الہام کی ہے۔قرآن کریم کی آیت کا کسی اور پر الہام ہونا قابل اعتراض امر نہیں ہے۔ چنانچہ اولیائے کرام جنہیں یہ سعادت نصیب ہوئی وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔لیکن خشک مولوی جو اہل اللہ کی باتوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔سرتاجِ صوفیاء شیخِ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''تَنَزُّلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَآءِ مَا انْقَطَعَ مَعَ کَوْنِہٖ مَحْفُوْظًالَّھُمْ وَلٰکِنْ لَھُمْ ذَوْقُ الْاِنْزَالِ وَھٰذَالِبَعْضِھِمْ. ''

(فتوحات مکیہ جلد۲ صفحہ ۲۵۸، باب نمبر ۱۵۹ فی مقام الرسالۃ البشریۃ مطبوعہ بیروت)

یعنی قرآن کریم کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں باوجودیکہ وہ ان کے پاس اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے لیکن اولیاء کو نزول قرآنی کا ذائقہ چکھانے کی خاطر قرآن ان پر نازل ہوتا ہے اور یہ شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یوں لکھتے ہیں:۔

''فَیُرْسَلُ وَلِیًّا ذَا نُبُوَّۃٍ مُّطْلَقَۃٍ وَیُلْھَمُ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ''

(الیواقیت والجواہر جلد۲ صفحہ ۸۹ بحث ۴۷ الطبعۃ الثالثہ۔ بالمطبعۃ الازہریۃ المصریۃ ۱۳۲۱ھ)

یعنی مسیح موعود ایسے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا۔ جو نبوتِ مطلقہ کا حامل ہوگا اور اس پر شریعتِ محمدیہ الہاماً نازل ہوگی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے فرزند شاہ محمد یحیٰ کی پیدائش پر الہام ہوا۔

''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰ'' (مقامات امام ربانی صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دہلی)

حضرت خواجہ میر درد مرحوم نے اپنی کتاب ''علم الکتاب'' میں اپنے الہامات درج فرمائے ہیں۔ان میں دو درجن سے زائد الہامات آیات قرآنی پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک الہام یہ بھی ہے ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' (علم الکتاب صفحہ ۶۴)

مولوی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص ہے اور کوئی اس میں شریک نہیں۔خاص آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کہ خاندان کے اقرباء کو (خدا کی پکڑ سے) ڈراؤ۔کیا مولوی صاحب کے نزدیک خواجہ میر درد بعینہ محمد رسول اللہ بن گئے تھے؟

حضرت مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور صاحب کشف والہام ہوئے ہیں۔آپؒ کو درج ذیل آیات قرآنیہ الہام ہوئیں جن میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے۔

۱۔''سَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى'' یہ آیت آپ کو بار بار الہام ہوئی۔

(سوانح مولوی عبد اللہ غزنوی مؤلفہ عبد الجبار غزنوی وغلام رسول مطبوعہ القرآن والسنۃ امرتسر)

۲۔''وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ'' (ایضاً صفحہ ۱۵)

۳۔''وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ'' (ایضاً صفحہ ۳۵)

۴۔''فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ'' (ایضاً صفحہ ۳۵)

۵۔''لَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَاقَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا''

(ایضاً صفحہ ۳۶)

۶۔ ''وَلَسُوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضیٰ'' (ایضاً صفحہ ۳۷)

۷۔ ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ'' (ایضاً صفحہ ۳۷)

اسی وجہ سے اس وقت کے مولویوں نے شدید طوفان برپا کیا تھا۔ مثلاً مولوی غلام علی قصوری نے سخت مخالفت کی۔ لیکن حضرت مولوی عبداللہ غزنوی کے صاحبزادے نے بڑے متوازن اور سلجھے ہوئے انداز سے حسب ذیل الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی کہ:۔

''اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اس کے مضمون کو اپنے حال کے مطابق کرے گا اور نصیحت پکڑے گا......اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق میں نازل فرمائی ہے اسے اپنے پر وارد کرے اور اس کے امر و نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا۔ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ'' کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی. فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ. فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ. وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَوَجَدَكَ ضَالًا فَهَدٰی 'تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے علیٰ حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی وغیرہ میں اس کو آنحضرتؐ کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔'' (اثبات الالہام والبیعتہ صفحہ ۱۴۲،۱۴۳)

مذکورہ بالا یہ تمام حوالہ جات صاف بتا رہے ہیں کہ نہ تو قرآن کریم کی آیات کا محمد رسول اللہ ﷺ کے امتیوں میں سے کسی پر نازل ہونا تعجب یا اعتراض کا موجب ہے نہ ہی ایسی آیات کا نازل ہونا محل اعتراض ہے جو خاص حضرت محمد رسول اللہؐ کے حق میں نازل ہوتی

ہیں یا آپؐ کو مخاطب کر کے نازل فرمائی گئی ہیں۔

اصل سوال ہمیشہ یہی رہے گا کہ جس شخص کے دل پر ایسی آیات قرآنیہ الہام ہوئی ہوں وہ آنحضور ﷺ کی نسبت سے خود اپنی نظر میں اپنا کیا مقام سمجھتا ہے اور کیا مرتبہ تصور کرتا ہے۔

اگر وہ یہ اعلان کرے کہ میں محمد ﷺ کا ثانی بن کر پیدا ہوا ہوں (نعوذ باللہ) اور پرانے محمد رسول اللہؐ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور اب نیا محمد دنیا میں پیدا ہو چکا ہے۔ تو اس کا یہ اعلان کفر صریح پر مشتمل ہوگا۔ لیکن ایسے الہامات کے باوجود اگر ایسا شخص آنحضرت ﷺ کے مقابل پر بے انتہاء انکسار اور خاکساری سے کام لیتا رہے اور کامل یقین رکھتا ہو اور اسی کا برملا اظہار کرتا ہو کہ جو فیض بھی اس کو عطا ہوا ہے محمد رسول ﷺ کے صدقے عطا ہوا ہے۔ اور آپؐ کی محبت کے نتیجہ میں خدا اس پر مہربان ہے اور قیامت تک کوئی شخص پاک محمد مصطفیٰؐ کے وسیلے کے بغیر کوئی فیض کسی سے پا نہیں سکتا اور امت محمدیہ میں جو بکثرت فیض رساں وجود نظر آتے ہیں وہ اپنا نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا فیض بانٹنے والے ہیں جو خود محمد رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہیں۔ تو ایسے شخص پر اگر لدھیانوی صاحب کی اوقات کا انسان بڑھ چڑھ کر گند بولے اور لعنتیں ڈالے تو سوائے اس کے کہ وہ خود اپنی عاقبت برباد کر رہا ہوگا۔ ہم اور کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کے ہاتھوں سے عاقبت کی بربادی ان کے اپنے تک ہی محدود رہے اور دوسرے بندگان خدا اس سے محفوظ رہیں۔ دیکھئے حضرت مرزا صاحب کے جس الہام پر اعتراض کرتے ہوئے لدھیانوی صاحب اپنی دانست میں یہ ثابت کر رہے ہیں کہ گویا مرزا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور جس کے بعد ہر فیضان محمد مصطفیٰ ﷺ کی بجائے انہوں نے اپنی ذات سے جاری کرنے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقابل پر اپنی حیثیت کیا بیان کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

یعنی معارف وحقائق کا جو چشمہ میں خدا کی مخلوق میں تقسیم کر رہا ہوں یہ میرا مال نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کے سمندر کے بے شمار قطروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ نیز فرمایا ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا　　نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں　　وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا　　وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۶)

فرمایا:۔

''خداوند کریم نے اسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات وعنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت ومحبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد　　وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۴۵، ۶۴۶ حاشیہ نمبر ۱۱)

فرمایا:۔

''سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔سو میں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۶۴،۶۵)

جہاں تک محمد رسول اللہ ﷺ کی معیت عطا ہونے کا تعلق ہے وہ معیت رسول ﷺ کے زمانے کے ساتھ ختم تو نہیں ہوگئی۔قرآن کریم تو صاف صاف بتا رہا ہے کہ آخری زمانہ میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کو محمد رسول اللہ ﷺ کی معیت حاصل ہوگی۔فرمایا

''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ'' (سورۃ الجمعہ:۴)

ترجمہ:۔اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔

یعنی کچھ اور لوگ بھی صحابہؓ میں شامل ہو جائیں گے لیکن ابھی تک وہ صحابہؓ سے نہیں ملے۔پس قرآن کریم جس معیت اور فیض کا ذکر فرماتا ہے۔اگر یوسف لدھیانوی صاحب اس فیض سے محروم ہیں تو اس میں ان خوش نصیبوں کا تو کوئی قصور نہیں جو اس موعودہ معیت سے فیض یافتہ ہیں۔لدھیانوی صاحب کا یہ کہنا کہ مذکورہ بالا آیت میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کی بجائے مرزا صاحب اور ان کے ساتھیوں کی توصیف کا بیان جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے واضح اور سراسر جھوٹ ہے۔

حضرت مرزا صاحب،آپؑ کے خلفاء یا کسی بھی احمدی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ آیت قرآنیہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ** سے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ مراد نہیں ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ** میں حضرت رسول کریم ﷺ کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ ہے۔'' (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

''عقیدہ نمبر۲''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ''قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کوتمام انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا ہے مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔'' (صفحہ۱۶)

قارئین کرام!

اس سے قبل اس رسالہ میں آپ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی متعدد تحریرات کا مطالعہ کر چکے ہیں جو کھلم کھلا لدھیانوی صاحب کے اس افتراء کی تکذیب اور تردید کر رہی ہیں۔ ایسے قارئین جو خدا کا خوف رکھتے ہیں بلاشبہ ان کے دل گواہی دیں گے کہ لدھیانوی صاحب اپنی اوقات سے بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور خدا کے بندوں کو جو عاشقان رسول ﷺ ہیں ظالمانہ طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے والے ہیں۔ ان کے ان بہیمانہ حملوں کا کوئی جواز نہیں لدھیانوی صاحب کا مذکورہ بالا حملہ بھی اسی قماش کا ایک حملہ ہے۔ لدھیانوی صاحب پبلک کو دھوکا دینے کے لئے بتا رہے ہیں کہ احمدی تیرھویں صدی تک آنحضرت ﷺ کو رسول مانتے تھے اور چودھویں صدی سے آپؐ کے دور رسالت کا اختتام مانتے ہیں اور اب مرزا صاحب کو تمام انسانیت کا رسول مانتے ہیں۔

ہم ایک دفعہ پھر ببانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ وہ نہیں جو اس ظالم نے احمدیوں کی طرف منسوب کیا ہے۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب مطہر پر جو شریعت نازل ہوئی وہ قیامت تک کے لئے ہے اور ایک شعشہ بھی اس شریعت کا اور اس کلام کا جو آپؐ پر نازل ہوا کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آپؐ کا زمانہ بھی قیامت تک حاوی ہے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کا سکہ قیامت تک چلے گا اور کوئی نہیں جو ایک حرف بھی آنحضرتؐ کے ارشاد کا منسوخ کر سکے۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو واجب العمل نہ سمجھے اس کا ایسا گمان اس کے ایمان کو باطل کرنے والا ہے۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ تیرہ صدیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صدیاں تھیں اسی طرح آئندہ صدیاں بھی صرف حضرت محمد رسول اللہؐ کی صدیاں ہی رہیں گی اور ان صدیوں میں صرف وہی دوسروں کو ہدایت دینے کا موجب بنے گا جو پہلے آپ ہدایت یافتہ ہو۔ یہی مطلب جماعت احمدیہ امام مہدی کی آمد کا سمجھتی ہے اور انہی معنوں میں اسے امام مہدی تسلیم کرتی ہے۔ اگر یہ امام مہدی نہیں تو ہم دیکھیں گے وہ امام مہدیؑ جنہیں لدھیانوی صاحب جیسے لوگ تسلیم کرنے والے ہوں گے ان کی آمد کی بعد لدھیانوی صاحب صدیوں کی تقسیم کس طرح کریں گے۔ کیا لدھیانوی صاحب آنے والے امام مہدی کے متعلق بعینہ وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو احمدیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا اس کے آنے کے بعد آئندہ صدیاں محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوں گی یا محمد رسول اللہ ﷺ کی صدیاں اسی لمحے اختتام پذیر ہو جائیں گی جس لمحے امام مہدی دعویٰ کریں گے۔ ظاہر ہے یہ محض کھوکھلی اور جاہلانہ باتیں ہیں اور عقل اور سمجھ سے خالی چالاکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی حیثیت نہیں اور اگر کوئی حیثیت ہے تو پھر ان کے اعتراضوں سے وہ شخص بھی بچ نہیں سکتا جو ان کی دانست میں خدا کی طرف سے بھیجا جائے گا۔

''عقیدہ نمبر ۳''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے لئے بشیر و نذیر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب دنیا کا بشیر و نذیر مرزا غلام احمد ہے'' (صفحہ ۱۷)

معزز قارئین! یہ وہی اعتراض ہے جو لدھیانوی صاحب نے ''عقیدہ نمبر ۲'' کے تحت کیا ہے۔ لیکن محض نمبر شمار بڑھانے کے لئے الفاظ بدل کر وہی بات انہوں نے ''عقیدہ

نمبر۳'' کے تحت لکھ دی ہے۔اس لئے جو جواب ہم پہلے دے چکے ہیں وہی کافی ہے۔

''عقیدہ نمبر۴''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ'' قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین آنحضرت ﷺ ہیں۔مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد صاحب ہیں'' (صفحہ ۱۷)

یہ بھی وہی اعتراض ہے۔صرف اپنی دانست میں نمبر بڑھائے ہیں لیکن ساتھ ہی انسانیت کے لحاظ سے اپنے نمبر گراتے جا رہے ہیں۔مولوی صاحب! آپ عجیب وغریب عقل کے مالک ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو رحمۃ للعالمینؐ کا غلام ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رحمۃ للعالمین بننے کی سچی کوشش کرے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمۃ للعالمین بننے کی کوشش کرے اور اگر وہ اخلاص کے ساتھ کوشش کرے اور اس کوشش میں وہ سچا ثابت ہو تو ظلّی اور تمثیلی طور پر رحمۃ للعالمین کہنا ہرگز سنت ابرار کے مخالف نہیں اور یہ کلمہ کفر نہیں بن جاتا۔اور اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا کہ اگر غلامان محمدؐ میں سے کسی کو رحمۃ للعالمین کہا جائے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم پلہ اور ہمسر بن جاتا ہے۔

چنانچہ اولیاء امت میں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کو کئی مرتبہ آیت قرآنی ''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ 'الہام ہوئی ۔لکھا ہے''حضرت مخدوم (گیسو دراز۔ناقل) نے فرمایا کہ حضرت شیخ (نظام الدین۔ناقل) فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میں سرہانے ایک خوب رو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ''میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا یہ کیا کہتے ہو۔یہ خطاب حضرت پیغمبر ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے۔''

(جوامع الکلم ملفوظات گیسودراز صفحہ ۲۲۶،ڈائری روز دوشنبہ ۳۰ شعبان ۸۰۲ھ)

جہاں تک حضرت نظام الدینؒ کے عجز کا تعلق ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے بے شمار حوالے اس بات پر گواہ ہیں کہ آپؑ نے بھی ایسے الہامات کی وجہ سے کبھی بھی اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا ہم پلہ اور ہمسر نہیں سمجھا بلکہ ایسے الہامات کے باوجود ہمیشہ یہی اقرار اور اعتراف کرتے رہے کہ

''آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں''

(چشمہ معرفت ۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۸)

پھر فرماتے ہیں:۔ یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ''

(چشمہ مسیحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۴)

لیکن جناب لدھیانوی صاحب سے بحث یہیں ختم نہیں ہو جاتی اب ہم آپ کے پیرو مرشد اور واجب الاحترام بزرگ جناب قاری محمد طیب اور جناب شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کی یہ تحریریں پیش کرتے ہیں اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے صوفیانہ کلمات واقعی نہایت ہی خطرناک ہتک رسول کا درجہ رکھتے ہیں تو پھر ہتک رسول کرنے والوں کے ساتھ جہاد اپنے گھر سے شروع کریں اور ان بزرگوں کا تابڑ توڑ حملے کر کے قلع قمع کریں جو یہ فرماتے ہیں کہ

''حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خلقاً وخُلقاً رتباً ومقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئیے''

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۲۹ از قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

نیز اپنے ایک اور بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا اپنے استاد محترم رشید احمد گنگوہی صاحب کی وفات پر لکھا مرثیہ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ لکھتے

ہیں:۔

زباں پر اہل ھواء کی ہے اعل ھبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلامؐ کا ثانی

(مرثیہ از مولوی محمود الحسن دیو بندی مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

مزید لکھتے ہیں:۔

وفات سرور عالمؐ کا نقشہ آپ کی رحلت تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ صفحہ۱۲ ایضاً)

’’عقیدہ نمبر۵‘‘

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں’’ قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ممکن ہے اور قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا صاحب کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔‘‘(صفحہ۱۸)

لدھیانوی صاحب کو ہم کس طرح عقل کی باتیں سمجھائیں معلوم ہوتا ہے کہ عقل ان کے قریب بھی نہیں پھٹکی ہم بار بار سمجھا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی الگ تعلیم کوئی نہیں ہے۔تمام تعلیم جو آپؑ نے پیش کی ہے قرآن ہی کی بیان کردہ تعلیم ہے اور ایک نکتہ بھی اس سے باہر نہیں۔احمدی عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ اگر ایک حرف بھی قرآن کریم کے خلاف تعلیم ہو تو ہرگز واجب التعمیل نہیں۔حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے۔

قارئین! ان مولوی صاحب کی عقل کا اندازہ لگائیں کہ ایک طرف انہوں نے کتابیں پڑھ کر اور کھنگال کر چن چن کر اعتراضات کی کچلیاں نکالی ہیں اور دوسری طرف ان تمام تحریرات کو قارئین سے چھپائے بیٹھے ہیں جو ان کے اعتراضات کو جھٹلانے والی اور ان کے پھیلائے ہوئے زہر کا تریاق ہیں۔

نجات حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے وابستہ ہے یا رسول اللہؐ کی اتباع سے۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کی ہزارہا تحریریں واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہی ہیں کہ آج

نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے جو محمد رسول اللہؐ سے وابستہ ہے۔ چند تحریریں نمونۃً ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھیں کہ اس معترض کی دیانت اور اس کے تقویٰ کا کیا حال ہوگا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

''حضرت مقدس نبویؐ کی تعلیم یہ ہے کہ **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائے گا...... خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے۔ آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔''

(نور القرآن ۲۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۱۹)

فرمایا:۔

''نجات اپنی کوشش سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا کرتی ہے اس فضل کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا قانون ٹھہرایا ہوا ہے وہ اسے کبھی باطل نہیں کرتا وہ قانون یہ ہے۔ **اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ** (آل عمران: ۳۲) اور **وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ**۔'' (آل عمران: ۸۶)

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸)

فرمایا:۔

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر

الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

لدھیانوی صاحب! مرزا صاحب جو مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہیں ان پر اعتراض کرنے سے پہلے ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائیں کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جنہیں آپ کا دیوبندی فرقہ ایک بزرگ ولی اللہ بلکہ مجدد تسلیم کرتا ہے انہوں نے کئی بار فرمایا:۔

’’سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر‘‘

(تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷ مؤلفہ عاشق الٰہی میرٹھی، مطبوعہ شمس المطابع وعزیز المطابع ونامی پریس وارثی پریس میرٹھ)

فرمایئے جناب لدھیانوی صاحب آپ رشید احمد گنگوہی صاحب کو جب تک دائرہ اسلام سے خارج کر کے واپس نہیں آتے اس وقت تک آپ کو احمدیوں پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن آپ سے زیادہ تو ہم آپ کے اس بزرگ سے عدل کا سلوک کرتے ہیں اور آپ کی طرح ان پر چڑھ دوڑنے کی بجائے ان پر حسن ظن سے کام لیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب صوفیانہ باتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی متابعت اور غلامی میں انہیں یہ سب کچھ نصیب ہو رہا ہے نہ کہ رسول اللہؐ کے بالمقابل یا مخالف طور پر۔ لیکن آپ چونکہ حسن ظن کے قائل نہیں ہیں اس لئے واجب ہے کہ رشید گنگوہی صاحب پر بھرپور حملہ کریں اور جب تک ان

کے ذکر کو صفحہ ہستی سے مٹانہ لیں احمدیت کی طرف متوجہ ہونے کی آپ کو چنداں ضرورت نہیں ہے۔

''عقیدہ نمبر ۶''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ''قرآنی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب یہ منصب بروزی طور پر غلام احمد قادیانی کا ہے'' (صفحہ ۱۸)

الجواب:۔

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ فرماتے ہیں۔''ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے''

(اربعین نمبر ۴۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۶)

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں رہے اور اب میں خاتم النبیین ہوں۔ بلکہ آپ نے یہی لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر خاتم النبیین ہوں۔ چنانچہ خود لدھیانوی صاحب نے بھی اس عنوان کے نیچے لکھا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

۱۔''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں'' (ایک غلطی کا ازالہ)

۲۔''پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے کام کے، بلکہ اس نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں'' (نزول المسیح صفحہ ۲)

(بحوالہ لدھیانوی صاحب کا رسالہ ''قادیانیوں کو دعوت اسلام'' صفحہ ۱۸)

قارئین کرام! دوسرے حوالہ میں مظہر کا لفظ ہی قابل غور ہے جو بتاتا ہے کہ اصل خاتم

النبیین آپؐ نہیں ہیں۔اصل خاتم النبیین کوئی اور ہےاور آپؐ اس کے مظہر ہیں۔

جہاں تک لدھیانوی صاحب کی اس کوشش کا تعلق ہے کہ یہ تاثر پیدا کریں کہ بروزی طور پر خاتم ہونے کے دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ گویا مرزا صاحب کے نزدیک اصل کا زمانہ بروز کے ظاہر ہونے کے ساتھ ختم ہوگیا اور جب بروز ظاہر ہوگیا تو اس کا زمانہ شروع ہوگیا سراسر جماعت احمدیہ پر بہتان ہےاور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے۔جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ خود مولانا صاحب کے پیرومرشد بھی لفظ ظلؔ اور بروز کا استعمال کر چکے ہیں اور اس کی تشریح بھی کر چکے ہیں۔

بروز ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اصل ختم اور بروز شروع۔ بروز رہتا ہی اس وقت تک ہے جب تک اصل اپنی پوری شان کے ساتھ موجود رہے۔

بروز کا معنی اس سے مختلف سمجھنے والے کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی بے وقوف شیشے میں سورج کا عکس دیکھ کر کہے کہ سورج کی اب کوئی حیثیت نہیں رہی بلکہ عکس ہی اصل ہے۔یا چاند کی وساطت سے سورج کی روشنی پا کر سمجھے کہ چاند نے سورج کو منسوخ کر دیا یا کسی کا سایہ دیکھ کر یہ جاہلانہ دعویٰ کرے کہ اس سایہ نے اس کو کالعدم کر دیا جس کا یہ سایہ تھا۔پس جیسا کہ گذشتہ بزرگوں کی واضح تحریرات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ اگر کوئی بروز محمدؐ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ شیطانی خیال ہرگز اس کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے نعوذ باللہ محمد ﷺ کو معزول یا کالعدم کرنے کی خبیثانہ جسارت کی ہے اسی طرح بروز خاتم ہونے کے دعویدار کے متعلق یہ جاہلانہ حملہ کہ وہ اسی کو ختم کرنے کا دعویدار ہے جس کے بروز ہونے کا وہ دعویٰ کر رہا ہے، یا تو پرلے درجے کی جہالت ہے یا پھر حد سے بڑھا ہوا بغض وعناد ہے اس کے سوا کوئی اور معنے نہیں لئے جا سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے مقام کے بارہ میں جو تحریرات گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں بہت کافی ہیں۔ان سے اہل بصیرت مطمئن ہو چکے ہیں لیکن چونکہ لدھیانوی

صاحب بار بار اپنے دعوے کو دہرا رہے ہیں اس لئے اگر حضرت مرزا صاحب کی ایسی تحریرات سے ایک دو اور اقتباس پیش کر دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں قبل اس کے کہ ہم یہ اقتباس پیش کریں ہم مولوی صاحب کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ یہ اعتراض اس سے بہت بڑھ کر عیسیٰ علیہ السلام پر وارد ہوگا اگر وہ دوبارہ امت محمدیہؐ میں تشریف لائے جیسا کہ ان مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کیونکہ عیسیٰؑ کی بعثت ثانی کے بارہ میں خود مولوی صاحب کے بزرگ جناب قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔

''بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضورؐ سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت اور مقام خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت ومناسبت دی گئی۔جس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خُلْقًا وَ خَلْقًا، رُتْباً وَمَقَاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔''

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ بات تو محض ان کو اعتراض کا مزہ چکھانے کے لئے کی گئی تھی تا کہ معتدل ہوکر بات کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اب حضرت مرزا صاحب کی مزید دو تحریرات اس پر روشنی ڈالنے کے لئے پیش کرتے ہیں جن سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ کا بروز ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو آنحضرت ﷺ کے مقابل پر اپنا کیا مقام سمجھا ہے۔

فرمایا:۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّتَحَنُّنٍ   یَاسَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانٖ

ترجمہ:۔اے میرے آقا میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں مجھ پر محبت وشفقت کی نظر ڈالیں۔

پھر فرمایا۔ ''ہم پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں یہ سب رسول اکرمؐ کے فیض سے ہی ہیں۔ آنحضرتؐ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرتؐ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ و ریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خبر تک نہیں۔ کوئی ہزار تپسیا کرے، جپ کرے، ریاضت شاقہ، اور مشقتوں سے مشت استخوان ہی کیوں نہ رہ جائے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آنحضرتؐ کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آ سکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں۔'' (الحکم ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

''عقیدہ نمبر ۷''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ''قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت ﷺ ہیں اور قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ آیت اِنَّـآ اَعْـطَيْـنٰكَ الْـكَوْثَرَ مرزا صاحب کے حق میں ہے۔'' (صفحہ ۱۹)

یہ بھی سراسر ایک شیطانی جھوٹ ہے۔ ہمارا تو یہ ایمان ہے جو شخص یہ سمجھے کہ یہ آیت کریمہ رسول اکرم ﷺ کے متعلق نہیں بلکہ کسی اور کے متعلق ہے وہ ایک بد بخت انسان ہے۔ لدھیانوی صاحب نے محض نمبر شمار بڑھانے کے لئے حضرت مرزا صاحب کا ایک اور الہام درج کر کے جو قرآن کریم کی آیت بھی ہے عقیدہ نمبر ۷ کے تحت دہرا دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ آیت اِنَّـآ اَعْـطَيْـنٰكَ الْـكَوْثَرَ کے مخاطب آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ میں مخاطب ہوں۔

''عقیدہ نمبر ۸''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ''قرآنی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء رسول اللہ ﷺ ہیں مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء بھی مرزا صاحب ہیں کیونکہ آیت ''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ'' ان پر نازل ہوئی۔ (صفحہ ۱۹)

قارئین کرام! حضرت مرزا صاحب نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ صاحب اسراء رسول اللہ

ﷺ نہیں ہیں اور نہ ہی یہ لکھا ہے کہ آیت ''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ '' آنحضرت ﷺ کے بارہ میں نہیں ہے بلکہ خود مرزا صاحب کے بارے میں ہے۔ اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ قرآنی آیات کا کسی امتی پر نازل ہوجانا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اشارۃً یا کنایۃً کہیں بھی نہیں فرمایا کہ آپؑ کو آنحضرت ﷺ کی طرح ویسے ہی اسراء اور معراج ہوا تھا جیسا رسول اللہ ﷺ کو ہوا تھا۔ پس قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ قرآنی آیات جو رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازل ہوئیں اگر کسی اور کے حق میں نازل ہوں تو وہ ہرگز اپنے مقام کو رسول اللہ ﷺ کے مقام کے برابر قرار نہیں دیتا۔ نہ ہی وہ اپنے تئیں خود کو اس کا اصل سمجھتا ہے بلکہ تکبر کی بجائے انکسار میں بڑھتا ہے۔ یہی حال حضرت مرزا صاحب سے پہلے امتیوں کا تھا جن کو وہ آیات الہام ہوئیں جن کے مخاطب آنحضرت ﷺ تھے۔ پس یہ الہام معاملہ کی نوعیت کو واضح اور ہر قسم کے اعتراض کو باطل کرنے والا ہے۔

مولوی صاحب ایک کے بعد دوسرا اعتراض کرتے جارہے ہیں اور محض اپنی کم ظرفی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ ایک ہی قسم کے چند بے بنیاد اعتراضات ہیں جو ایک ہی شق کے تحت آنے چاہئیں تھے مگر ان کو نمبر بڑھانے کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ اس نوع کے تفصیلی شافی و کافی جواب ہم فصل سوم کے عقیدہ نمبر ۱ کے جواب میں دے چکے ہیں۔

''عقیدہ نمبر ۹''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ تمام مسلمان آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کے قائل ہیں لیکن مرزا صاحب معراج جسمانی کے قائل نہیں بلکہ معراج روحانی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ معراج نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ دوم۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اس قسم کے کشوف مجھے بھی ہوتے ہیں۔ گویا مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی اس خصوصیت کے بھی اپنے وجود میں پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں۔

کیا معراج جسمانی تھا؟

اس سے تو ہمیں انکار نہیں کہ گذشتہ صدیوں میں علماء کی ایک کثیر تعداد نظر آتی ہے جو روحانی معراج کی بجائے جسمانی معراج کی قائل ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کہ صحابہؓ کی کثیر تعداد بھی رفع جسمانی کی قائل دکھائی دیتی ہے۔ یہاں بھی ایک اجماع کا سا منظر پیدا ہو جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ اجماع محض دور سے دکھائی دینے والا اجماع ہے۔اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس اجماع کے خلاف حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بخاری شریف میں یہ قطعی گواہی ملتی ہے کہ اسراء کے دوران رسول خداؐ کا جسم زمین سے غائب نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کا اسراء کیا تھا اور آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو آپ مسجد الحرام میں تھے۔

پس دو باتوں میں سے ایک لازماً ماننی پڑے گی۔ یا حضرت عائشہ صدیقہؓ کی قطعی گواہی سے جسے علماء اجماع سمجھ رہے ہیں وہ اجماع نہیں رہا تھا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی اس شہادت نے اس اجماع کو توڑ دیا یا پھر یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اجماع کے خلاف تھیں۔اس لئے آج کل کے علماء کو نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے خلاف بھی منکر اجماع والے فتوے دینے پڑیں گے۔پس عافیت اسی میں ہے کہ اس مسئلہ کو اجماع کے مسئلہ سے قطع نظر قرآن وسنت اور عقل کی کسوٹی پر مزید پرکھا جائے اور معلوم کیا جائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا مسلک درست تھا جن سے آدھا دین امت نے سیکھا ہے یا دیگر صحابہؓ کا۔

پس اگر معراج جسمانی کے انکار اور معراج کے کشفی ہونے کا اقرار کرنے کی بناء پر حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت پر خلافِ اجماعِ امت اور ''صریح کفر'' کا فتویٰ لگانا درست ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں لدھیانوی صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے۔

معزز قارئین! اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ واقعی حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا معراج کو کشفی تسلیم کرتی تھیں۔ نیز حضرت معاویہؓ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی

حضرت عائشہؓ کے ہم خیال ہیں:۔

ا۔سیرۃ ابن ھشام میں لکھا ہے:۔

''قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِیْ بَعْضُ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِہٖ.... ''(سیرۃ ابن ھشام جلداول ذکر الاسراء والمعراج زیر عنوان حدیث عائشۃ عن مسراہ ﷺ صفحہ ۳۹۹)

آنحضرت ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ اسراء کے دوران رسول خدا ﷺ کا جسم زمین سے غائب نہیں ہوا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح کو سیر کرائی۔

''اَنَّ مَعَاوِیَّۃَ ابْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ کَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْرٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ کَانَتْ رُؤْیاً مِنَ اللّٰہِ صَادِقَۃً''

(سیرۃ ابن ھشام جلداول ذکر الاسراء والمعراج زیر عنوان حدیث معاویۃ عن مسراہ ﷺ صفحہ ۴۰۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب بھی اسراء کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو آپ یہی جواب دیتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچی خواب تھی۔

سیرۃ ابن ھشام کے مصنف لکھتے ہیں۔''فَلَمْ یُنْکَرْ ذٰلِکَ مِنْ قَوْلِھِمَا ،لِقَوْلِ الْحَسَنِ: اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ، قَوْلُ اللّٰہِ تَبَارَکَ تَعَالیٰ ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنَاکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِلنَّاسِ''

(سیرۃ ابن ھشام جلداول ذکر الاسراء والمعراج زیر عنوان جواز ان یکون الاسراء رؤیا۔صفحہ ۴۰۰)

ترجمہ:۔حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسراء روحانی کا عقیدہ جھٹلایا نہیں جا سکتا۔کیونکہ حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت اسراء کے بارے میں نازل

ہوئی ہے۔وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا......الخ

ابن اسحاق ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور ابن ھشام کی وفات ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

سیرت کے اعتبار سے یہ دونوں ہی قدیم ترین ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں بھی لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ، حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حسن بصریؒ اسراء روحانی کے قائل تھے۔

(تفسیر ابن جریر جلد نمبر ۸ سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہ صفحہ ۱۳)

تفسیر ابن جریر کے مصنف ۳۱۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔

تفسیر کشاف کے مصنف امام زمخشریؒ لکھتے ہیں:۔

''وَاخْتُلِفَ فِيْ اَنَّهٗ كَانَ فِي الْيَقْظَةِ اَمْ فِي الْمَنَامِ فَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ عُرِجَ بِرُوْحِهٖ وَعَنْ مَعَاوِيَةَ اَنَّمَا عُرِجَ بِرُوْحِهٖ وَعَنِ الْحَسَنِ كَانَ فِي الْمَنَامِ رُؤْيَا رَاٰهَا''

(تفسیر کشاف جلد اول سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت سبحن الذی اسریٰ بعبدہ صفحہ ۵۴۰)

ترجمہ:۔اس بات میں اختلاف ہے کہ اسراء بیداری کی حالت میں ہوا یا نیند کے دوران ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے۔اللہ کی قسم اسراء کے دوران آپؐ کا جسم زمین سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپؐ کی روح کو معراج ہوا ہے حضرت معاویہؓ بھی معراج روحانی کے قائل ہیں حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ اسراء کے واقعات خواب کے نظارے ہیں جو آپ نے دیکھے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:۔''اسراء کی کیفیت میں اختلاف کیا گیا ہے مسلمانوں میں سے اکثر گروہ اسراء کے جسمانی ہونے پر متفق ہیں اور قلیل تعداد یہ کہتی ہے کہ اسراء روحانی تھا۔امام ابن جریر سے ان کی تفسیر میں حذیفہؓ سے مروی ہے کہ یہ خواب تھی اور آپؐ کا جسم زمین سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپؐ کی روح کو اسراء ہوا تھا اسی طرح امام ابن جریر

نے حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسراء روحانی کا عقیدہ بھی درج کیا ہے۔''

(تفسیر رازی جزو نمبر ۲۰ سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہ صفحہ ۱۴۷)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب زادالمعاد کی جلد اول صفحہ ۳۰۲ پر مذکورہ بالا مسلک نقل کیا ہے نیز لکھا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:۔

''عبداللہ بن عباسؓ اور بہت سے صحابہؓ کا اعتقاد تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج میں خدا کو آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) نہایت اصرار سے اس کے مخالف تھیں۔ امیر معاویہؓ کو معراج جسمانی سے انکار تھا۔''

(سیرۃ النعمان مصنفہ شبلی جلد ۲ صفحہ ۹۸)

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے معراج کے واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ ''فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ''

(بخاری کتاب التوحید باب وقولہ کلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما)

کہ آنحضرت ﷺ پھر بیدار ہو گئے اور آپ اس وقت مسجد حرام میں تھے۔ مندرجہ بالا حوالہ جات اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ کوئی شریف النفس مسلمان حضرت مرزا صاحب کے معراج جسمانی کے انکار سے ان پر کفر والحاد کے تیروں سے یلغار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی اس یلغار کی زد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی آ جائیں گے۔ اس طرح سوائے اس کے کہ وہ خود اپنی بدبختی پر مہر ثبت کرے اس کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بھی اعلیٰ درجہ کے کشف ہوتے رہے ہیں تو یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے اس سے پہلے یہ بحث گزر چکی ہے کہ ہر دور میں آنحضرت ﷺ کے سچے امتیوں کو رؤیا وکشوف اور الہامات سے نوازا گیا

ہے۔نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ سب کے سب لوگ آنحضرت ﷺ کی برابری کرنے اور شریک ہونے کے دعویدار تھے۔ہم بار بار قارئین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کا افتراء ہے۔ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز ہرگز آنحضرت ﷺ کا ہم پلہ اور برابر نہیں سمجھتے۔اگر کوئی حضرت مرزا صاحب کے دل کی کیفیت معلوم کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئیے کہ نظم ونثر میں آپؑ کا وہ کلام پڑھے جو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا لا فانی و لا ثانی کلام ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دوسرا کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر گیا۔وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔'' (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۲،۳۰۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی......سو

آخری وصیت یہی ہے کہ ہر روشنی ہم نے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص اس کی پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔''

(سراج منیر۔روحانی خزائن جلد نمبر۱۲ صفحہ۸۲)

پھر آپؑ لکھتے ہیں:۔

''اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔''
(تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۱۱،۴۱۲)

پھر اپنے اردو منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکا یا ہم نے | کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے | یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ | اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۲۲۴،۲۲۵)

پھر اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے محبوب کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ وَ تَحَنُّنٍ   یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

(اے میرے محبوب) مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کیجئے اے میرے آقا میں آپ کا ناچیز غلام ہوں۔

مِنْ ذِکْرِ وَجْھِكَ یَاحَدِیْقَةَ بَھْجَتِیْ   لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَ لَا فِی اٰنٖ

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۵۹۴)

اے میری خوشی اور مسرت کے چشمے! میں کسی لحظہ اور کسی وقت آپ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتا۔

اپنے فارسی منظوم کلام میں اپنے آقا سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ   دلم ہر وقت قربان محمدؐ

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۳۸۲)

میرا سر احمد ﷺ کی خاک پر فدا ہے اور میرا دل ہر وقت آپؐ پر قربان۔

دگر استاد را نامے ندانم   کہ خواندم در دبستان محمدؐ

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۳۸۲)

مجھے کسی اور استاد کا نام معلوم نہیں کیونکہ میں نے محمد ﷺ کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی ہے۔

آپؑ تو آنحضرتؐ کے مقابل پر اپنی حقیقت ہی کوئی نہیں سمجھتے بلکہ جو کچھ آپؑ نے پایا سب آنحضرتؐ کا ہی فیض قرار دیتے ہیں۔

''عقیدہ نمبر۱۰''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''قرآنی عقیدہ ہے کہ قاب قوسین کا مقام آنحضرت ﷺ کے لئے مختص ہے مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ منصب مرزا صاحب کو حاصل ہے۔'' (صفحہ۱۹)

معزز قارئین!

یہ بھی وہی افتراء چل رہا ہے جسے لدھیانوی صاحب مختلف نمبروں کے تحت لاتے ہیں۔

اس کا کافی وشافی جواب دیا جا چکا ہے۔ یہاں صرف مرزا صاحب کی حسب ذیل عبارتوں پر اکتفاء کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب پر ایسا بیہودہ الزام لگانے والے کو مفتری ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور اس بات پر ہمیشہ کے لئے گواہ ہیں کہ حضرت مرزا صاحب آیت دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کا مصداق ہر چند کہ یہ آپ پر بھی الہام ہوئی، اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہی یقین کرتے تھے۔

آپؑ فرماتے ہیں

''سید الانبیاء وخیر الوریٰ مولانا وسیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کرآئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے۔دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی''(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱صفحہ۲۲۰)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

''مقام شفاعت کی طرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کرآنحضرت ﷺ کے انسان کامل ہونے کی شان میں فرمایاہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی''
(ریویوآف ریلیجنز جلد ا نمبر ۵ صفحہ۱۸۳)

علاوہ ازیں اپنی کتاب ''سرمہ چشم آریہ'' میں حضرت مرزا صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ مذکورہ بالا آیت کی بیسیوں صفحات پر مشتمل انتہائی دقیق تفسیر بیان فرماتے ہوئے اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہی اس مقام ارفع واعلیٰ واکمل کا مصداق قرار دیا ہے۔

اصل بات صرف اتنی ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مجھ پر بطور الہام نازل ہوئی ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔جیسا کہ آپ اسی فصل کے عقیدہ نمبر ا کے جواب میں اس کی تفصیل پڑھ چکے ہیں۔سرراہ ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ حملہ آور لدھیانوی صاحب کی نظرتو امت کے گزشتہ صالحین کے اقوال پر پڑی ہی نہیں یا پھر حضرت مرزا صاحب پر حملہ کرتے وقت انہوں نے قارئین سے ان کو چھپالیا ہے۔چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی اگرچہ آنحضرت ﷺ سے ہی مختص ہے مگر ہر وہ مومن جو کمینگی کی پستی سے نکل آئے ایک رنگ میں اس مقام رفع کی زیارت کی سعادت پاتا ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں:۔

ازیں حفیض دناءت چو بگذری شائد　　　　که تا دنی فتدلی صعود خود بینی

(دیوان معین الدین ردیف الیاء)

کہ اگر تو کمینگی کی پستی سے باہر نکل جائے تو روحانی بلندیوں میں ترقی کرتے کرتے دنیٰ فتدلیٰ کے مقام پر چڑھ جائے گا۔اسی طرح بحرالعلوم مولوی عبدالعلی صاحب فرماتے ہیں:۔

''وایں مقام باصالت خاص بہ خاتم النبیین است و بہ وراثت کمال متابعت اوکمل اولیاء رازیں خطے است''　　　　(مثنوی دفتر دوئم حاشیہ صفحہ ۷۷)

یعنی قاب قوسین کا یہ مقام اصلی طور پر تو خاتم النبیینؐ کے ساتھ مختص ہے اور کامل درجہ کے اولیاء کو بھی آپ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں وراثت کے طور پر اس مقام سے حصہ ملتا ہے۔

''عقیدہ نمبر ۱۱''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآنی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر مرزا صاحب کی تعریف کرتا ہے اور اس پر درود بھیجتا ہے''(صفحہ ۲۰)

یہاں لدھیانوی صاحب نے حسب عادت ایک تو اپنی اسی کمینگی کو دہرایا ہے کہ سراسر ظلم اور تعدی کی راہ سے جماعت احمدیہ کی طرف عقیدے بنا کر منسوب کرتے چلے جارہے ہیں۔ایک بھی احمدی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب پر سلام اور درود بھیجتے ہیں۔دوسرے نمبر پر لدھیانوی صاحب نے اس دجل سے کام لیا ہے کہ گویا قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضرت ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں لیکن آپؐ کے امتیوں کی طرف اس بات کو منسوب کرنا گویا قرآن کریم کے خلاف ہے اور کلمہ کفر

ہے۔ پتہ نہیں مولوی صاحب کس مدرسے میں قرآن پڑھے ہیں یا کتنی بار قرآن پڑھے ہیں جن کو اس آیت کا علم ہی نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً۔(احزاب:۴۴)

کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سب مومنوں پر درود بھیجتے ہیں تا کہ وہ اندھیروں سے روشنی میں نکلیں۔ گویا عرش کا خدا اور اس کے فرشتوں کا سب سچے مومنوں پر درود بھیجنا نہ صرف یہ کہ قرآن سے ثابت ہے بلکہ اس درود کے نتیجہ میں قسما قسم کی ظلمتوں سے نکل کر نور میں داخل ہوتے ہیں۔ پس اگر لدھیانوی صاحب کی یہ بدنصیبی ہے کہ نہ انہیں ایسے مومنوں کا علم ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے جن پر درود بھیجتے ہیں اور نہ کبھی خود خدا اور اس کے فرشتوں کے درود کے مورد بنے ہیں تو ہمیشہ کے اندھیروں کی جو زندگی انہوں نے اپنے لئے قبول کر لی ہے انہیں مبارک ہو۔

جہاں تک رسول کریم ﷺ پر خدا کے درود کا تعلق ہے وہ تو مومنوں پر درود سے بہت ارفع اور اعلیٰ ہے اور حسب مراتب اپنی ایک الگ شکل رکھتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد ﷺ ہے۔''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً'' (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۰۱)

''عقیدہ نمبر ۱۲''

لدھیانوی صاحب اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

''مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وجود گرامی باعث تخلیق کائنات ہے۔

آپؐ کا وجود باجود نہ ہوتا تو کائنات وجود میں نہ آتی۔لیکن قادیانیوں کا عقیدہ ہے کائنات صرف مرزا غلام احمد صاحب کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔وہ نہ ہوتے تو نہ آسمان وزمین وجود میں آتے نہ کوئی نبی ولی پیدا ہوتا۔چنانچہ مرزا صاحب کا الہام ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹) یعنی اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا''(صفحہ ۲۰)

معزز قارئین!

اس حدیث قدسی کا ایک تو ظاہر و باہر معنی یہ ہے کہ تمام کائنات حجر و شجر اور تمام تر مخلوقات پیدا کرنے کا اعلیٰ وارفع مقصد خلیفۃ اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنا تھا۔اور اگر یہ اعلیٰ وارفع مقصد پیش نظر نہ ہوتا تو یہ ساری پیدائش عبث ہو جاتی یہ وہ معانی ہیں جن پر سو فیصدی بغیر کسی استثناء اور بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایمان لائے تھے اور جماعت احمدیہ کا بھی انہی معنوں پر مکمل غیر مشروط ایمان ہے۔

یہ امر کہ مولوی صاحب بالا رادہ فریب کاری سے کام لے رہے ہیں اس ایک بات سے ہی قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کے جس صفحہ پر یہ الہام درج فرمایا ہے اور جس کا حوالہ لدھیانوی صاحب نے دیا ہے اس صفحہ پر اس الہام کی حسب ذیل تشریح درج ہے جو یقیناً مولوی صاحب نے پڑھی ہو گی اور اس کے باجود ظالمانہ حملے کرنے سے باز نہیں آئے۔جس شخص کو کوئی الہام ہوتا ہے وہی اس کے معنی بتانے کا سب سے اوّل اہل اور حقدار ہے۔وہی اس کے معنوں کو صحیح سمجھتا ہے اور اس کے برعکس تشریح کر کے اس کی طرف منسوب کرنے کا ہرگز کوئی مجاز نہیں لیکن افسوس کہ اس لدھیانوی مولوی نے اپنی خصلت بنا رکھی ہے کہ پہلے ایک غلط توجیہہ اور عقیدہ کسی کی طرف ناحق منسوب کرتے ہیں اور پھر بیبا کانہ حملہ شروع کر دیتے ہیں۔اب قارئین وہ تشریح خود پڑھیں۔حضرت مرزا صاحب اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

''ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی

جاتی ہے یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے''

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد نمبر۲۲ صفحہ۱۰۲ حاشیہ)

اس حوالے میں مزید قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک ان معنوں کا محدود اطلاق صرف آپؑ پر ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء اور مامورین پر ہوتا ہے۔اس ضمن میں ہم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہدیہ قارئین کرتے ہیں تاکہ مولوی صاحب کے فاسدانہ خیالات کا موازنہ بزرگان سلف سے کرکے حقیقت حال کو سمجھ جائیں۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''هُمْ شِحَنُ الْبِلَادِ وَالْعِبَادِ بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنِ الْخَلْقِ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ بِهِمْ يُمْطِرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ وَبِهِمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ''

(الفتح الربانی مجلس نمبر۱۲ صفحہ ۷۱ ملک چنن الدین تاجر کتب کوچہ ککےزیاں کشمیری بازار لاہور)

یعنی اولیاء اللہ کی وجہ سے آسمان بارش برساتا اور زمین نباتات اگاتی ہے اور وہ ملکوں اور انسانوں کے محافظ ہیں انہیں کی وجہ سے مخلوقات پر سے بلا ٹلتی ہے۔

''عقیدہ نمبر۱۳''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیاء سے افضل ہیں'' (صفحہ ۲۰)

معزز قارئین!

مولوی صاحب کو افتراء کرنے کی ایسی گندی عادت پڑ چکی ہے کہ کلی بیباک ہو چکے ہیں ان کے گزشتہ تمام اعتراضات بھی جھوٹ ہی تھے مگر یہ تو جھوٹ کے اوپر ایک اور جھوٹ کا طومار ہے۔

اس مسئلہ کا اصل حل تو یہی ہے کہ قارئین حضرت مرزا صاحب کی ان تحریرات کا خود

مطالعہ کریں جو نظم ونثر میں اپنے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں آپؑ نے تحریر فرمائی ہیں۔اس نوع کی پہلے بہت سی تحریریں گزر چکی ہیں لیکن نمونۃً حسب ذیل چند تحریریں ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں تا کہ ان میں سے ہر منصف مزاج اس حقیقت کو پا جائے کہ لدھیانوی صاحب ظلم و افتراء میں سب حدیں پھلانگ گئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے'' (کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

''ہمارے نبی ﷺ جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے''

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔وہ ملائک میں نہیں تھا۔نجوم میں نہیں تھا۔قمر میں نہیں تھا۔آفتاب میں بھی نہیں تھا۔وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

مزید لکھتے ہیں:۔

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے

مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

ایک اور جگہ پر یوں فرماتے ہیں:۔

''اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں......اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچے ہمدردی کے دکھلائے۔لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات لکھ رکھو......اے سننے والو! سنو! اور سوچنے والو! سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

دراصل یہ مولوی صاحب تلبیس اور دجل میں چوٹی کے ماہر ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور دیگر احمدیوں کی تحریرات کو ایسے ایسے معنے پہناتے ہیں کہ جن کا تصور بھی کسی احمدی کے لئے کفر کا درجہ رکھتا ہے۔پہلے یہ من گھڑت کفران کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر کافر کافر کا شور مچاتے ہیں۔

مولوی صاحب نے اپنے اعتراض کی ایک بناء تو حضرت مرزا صاحب کے اس الہام پر ڈالی ہے کہ

''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا''

اور ساتھ ہی یہ الزام بھی لگا دیا کہ نعوذ باللہ اس الہام سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم

سے لے کر مرزا صاحب کے زمانہ تک جتنے تخت آسمان سے اتارے گئے ان میں سب سے اونچا تخت مرزا صاحب کا تھا نہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا۔

حیرت ہے کہ مولوی ہو کر اور عالم دین ہونے کے دعویدار بن کر کس طرح دلیری سے جھوٹ بولتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کا یہ معنی جو یہ مولوی صاحب اس الہام کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور ہر احمدی کے نزدیک کفر ہے۔ اس کا صرف اتنا معنی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اولیاء اور علماء کو جو روحانی مراتب عطا ہونگے ان میں مرزا صاحب کا مرتبہ اس وجہ سے سب سے بالا ہے کہ امت محمدیہؐ میں آپ کو الامام المہدی کا منصب عطا ہوا ہے اور یہ وہ منصب ہے جس کے متعلق گزشتہ بہت سے رفیع المرتبہ بزرگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ امت محمدیہؐ میں مختلف روحانی درجے پانے والوں میں سے سب سے اونچا درجہ امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔

مذکورہ بالا الہام کے علاوہ حضرت مرزا صاحب کے بعض اشعار پیش کر کے بھی مولوی صاحب نے اپنے بہتان کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً آپؑ کا یہ شعر

ا:۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفاں نہ کم ترم ز کسے

یہ شعر لکھ کر بڑے فخریہ انداز میں مولوی صاحب نے یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب انبیاء میں سے کسی سے کم تر نہ ہونے کے دعوے دار ہیں اور آنحضرت ﷺ بھی اس زمرے میں شامل ہیں جن کی مرزا صاحب بات کر رہے ہیں۔

ہم جو بار باران لدھیانوی صاحب کو دجل اور تلبیس کا ماہر قرار دے رہے ہیں یہ کوئی ناواجب بات نہیں۔ یہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ اگلا شعر بالبداہت یہ بتا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب جب کل انبیاء کی بات کرتے ہیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بلا ریب سب سے افضل قرار دیتے ہیں اور جہاں محمد رسول اللہ کے سوا دیگر انبیاء کی

معرفت کی بات کرتے ہیں وہاں آپؐ کی امت میں پیدا ہونے والے امام مہدی کو معرفت میں کسی اور سے کم نہیں سمجھتے کیونکہ امام مہدی نے معرفت کے پیالے حضرت رسول اکرم ﷺ کے کوثر سے پیئے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے سوا کسی اور نبی کو عرفان کا ایسا کوثر عطا نہیں کیا چنانچہ مولوی صاحب کے پیش کردہ شعر سے بالکل اگلا شعر یہ ہے۔

وارث مصطفیٰؐ شدم بہ یقین　　شدہ رنگین برنگ یار حسین

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷)

کہ میں اگر دوسرے انبیاء سے شان میں کم تر نہیں ہوں تو وجہ یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا وارث ہوں اور اپنے سب سے حسین یار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں رنگین ہوں اب بتایئے کہ جس مولوی صاحب نے پہلا شعر پڑھ لیا تھا اور اسے احباب کے سامنے پیش کیا ہے اس کو دوسرا شعر لکھتے ہوئے آخر کیا تکلیف تھی اور کیوں اس شعر کو قارئین سے چھپائے رکھا؟ وجہ واضح ہے کہ ان کی تلبیس کا بھانڈا پھوٹ جاتا اور لوگ جان لیتے کہ پہلے شعر میں جس زمرہ انبیاء کا ذکر ہے اس میں حضرت محمد ﷺ شامل نہیں بلکہ آپ ان سے بالا تر مقام پر فائز ہیں جو سید الانبیاء کا مقام ہے۔ جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے کہ حضرت مرزا صاحب کس رنگ میں علم و معرفت میں آنحضرت ﷺ کے سوا گزشتہ انبیاء میں سے کسی سے کم تر نہیں تھے تو یہ دعویٰ منکرین مرزا صاحب کے لئے بے شک تکلیف کا باعث ہو لیکن ہرگز ایسا دعویٰ نہیں جسے غیر اسلامی اور باطل قرار دیا جا سکے۔ تمام دنیا پر یہ بات خوب روشن ہو چکی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا اصل دعویٰ یہی ہے کہ آپؑ وہی موعود امام مہدی ہیں جن کی بعثت کا وعدہ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا۔

پس آپؑ چونکہ یہ کامل یقین رکھتے تھے اس لئے لازم تھا کہ آپؑ کامل یقین کے ساتھ اپنا وہی مقام سمجھتے جو امام مہدی کا مرتبہ اور مقام ہے۔ اس سلسلہ میں کبار علماء اور صالحین امت کی حسب ذیل تحریرات ہر منصف مزاج قاری کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہونگی۔

چنانچہ لکھا ہے اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْئُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَكُوْنُ فِی الْاَحْكَامِ الشَّرْعِیَّةَ تَابِعًا لِّمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِی المَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَةِ تَكُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ كُلُّهُمْ۔

(شرح فصوص الحکم عبدالرزاق قاشانیؒ صفحہ ۵۲،۵۳ مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصری)

کہ آخری زمانہ میں جو مہدی آئے گا وہ شرعی احکام میں تو محمد ﷺ کے تابع ہوگا لیکن معارف، علوم اور حقیقت کے لحاظ سے آپؐ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے اور اس کی وجہ وہ اگلے فقرے میں یوں بیان فرماتے ہیں لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ کہ مہدی کا باطن حضرت محمد ﷺ کا باطن ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب امت محمدیہؐ میں آنے والے مسیح کی شان میں لکھتے ہیں:۔

وَحَقٌّ لَّهٗ اَنْ یَنْعَكِسَ فِیْهِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَیَزْعَمُ الْعَامَةُ اَنَّهٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّةِ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَةٌ مُنْتَسَخَةٌ مِنْهُ ۔(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ مدینہ پریس بجنور)

یعنی آنے والے مسیح موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار کا عکس ہو عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب وہ دنیا میں آئے گا تو وہ محض ایک امتی ہوگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اس کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہوگا پس اس میں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہوگا۔

پھر گیارہویں صدی کے مشہور شیعہ مجدد علامہ باقر مجلسیؒ اپنی کتاب بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔

''یَقُوْلُ (الْمَهْدِیُّ) یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ فَهَا اَنَاذَا اِبْرَاهِیْمُ وَاِسْمٰعِیْلُ. اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی

مُـوْسـىٰ وَيُـوْشَـعَ فَهَـا اَنَـا ذَا مُوْسىٰ وَيُوْشَعُ. اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى عِيْسىٰ وَشَـمْعُوْنَ فَهَا اَنَاذَا عِيْسىٰ وَشَمْعُوْنُ .اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) فَهَا اَنَاذَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔''

(بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

یعنی جب امام مہدی آئے گا تو یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیم اور اسمٰعیل کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ اور اسمٰعیل ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی موسیٰ اور یوشع ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰ اور شمعون کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ عیسیٰ اور شمعون میں ہی ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین (علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین میں ہی ہوں۔

پھر عارف ربانی محبوب سبحانی سید عبدالکریم جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

''اس (امام مہدی ناقل) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحب مقام محمدی ہے۔ اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے۔''

(انسان کامل اردو باب نمبر ۶۱ مہدی علیہ السلام کا ذکر صفحہ ۳۷۵ نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''حضرت آدم سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارز ہیں۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے......اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ امام مہدی میں بروز فرمائیں گے۔ پس حضرت آدم سے امام مہدی تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے تمام روح محمدی ﷺ کے مظاہر ہیں'' (مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ مؤلفہ رکن الدین مطبوعہ مفید عام پریس اگست ۱۳۲۱ھ)

قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:۔

''لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے۔مگراس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان ، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرادیا جانا مصلحت، اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔عام مجددین اورارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برانہ ہوسکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک موثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاورشامل نہ ہو۔تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجزاس کے اور کیا ہوسکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست ونابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کرسکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو۔محض مرتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت بھی برداشت کر سکے۔ چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ تاکہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔اس کی صورت بجزاس کے اور کیا ہوسکتی تھی کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حد تک خاتمیت کی شان رکھتا ہو اس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبہ تشریع لیے ہوئے نہ ہو۔ بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے۔اور خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے۔''

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۸،۲۲۹ ازقاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ءشائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

۲۔۳: دوسرااور تیسرا شعر لدھیانوی صاحب نے یہ پیش کیا ہے:۔

آنچہ داداست ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بہ تمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ان اشعار میں بھی انبیاء سے فضیلت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ یہاں پر بھی وہی مضمون بیان کرنا مقصود ہے کہ عرفان الٰہی اور یقین کا جو جام ہر نبی کو دیا گیا تھا وہی جام خدا تعالیٰ نے مجھے بھی پورے کا پورا دے دیا ہے اور خدا کی ہستی پر یقین اور ایمان کے لحاظ سے میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ نبی ہوتا ہی وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ کامل یقین اور عرفان عطا فرمائے جو انسان یقین اور عرفان میں کامل نہ ہو وہ نبی ہو ہی نہیں سکتا اسی لئے آپؑ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہر نبی کو یقین کامل دیا گیا مجھے بھی اسی طرح یقین کامل دیا گیا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ پہلے انبیاء کو تو کامل یقین دیا گیا تھا لیکن مجھے کامل یقین نہیں دیا گیا وہ جھوٹا ہے۔

۴: لدھیانوی صاحب نے چوتھا شعر یہ پیش کیا ہے۔

منم مسیحِ زمان و منم کلیم خدا　　منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اس شعر میں بھی انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ صرف یہ کہا گیا ہے کہ میں ظلی اور بروزی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مظہر بن کر آیا ہوں اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔

''عرش کیا ہے فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کرسی کیا ہے فرمایا میں ہوں۔ پوچھا لوح و قلم کیا ہے فرمایا میں ہوں پوچھا کہتے ہیں ابراہیم، موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں'' (تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

اگر مذکورہ بالا شعر کی بناء پر حضرت بانی جماعت احمدیہ پر تمام رسولوں سے افضل ہونے کے دعویٰ کا الزام درست ہے تو لدھیانوی صاحب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد دہلوی نے تمام نبیوں کا بروز ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

آدم وشیث ونوح وھود غیر حقیقتم نہ بود　　صاحب ہر عصر منم من نہ منم نہ من منم

عیسیٰ مریمی منم احمد ہاشمی منم　　حیدر شیر نر منم من نہ منم نہ من منم

یعنی آدم، شیث، نوح، ہود، عیسیٰ مریمی، احمد ہاشمی، حیدر شیر خدا بلکہ ہر صاحب عصر میں ہوں۔ (دیوان نیاز صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ)

کیا لدھیانوی صاحب حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب دہلوی پر بھی وہی فتویٰ لگانے کو تیار ہیں جو مرزا صاحب پر اس شعر کی بناء پر لگاتے ہیں؟

۵: لدھیانوی صاحب نے پانچواں شعر یہ پیش کیا ہے کہ۔

اندہ شد ہر نبی بآمدنم　　ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اس شعر میں بھی انبیاء سے افضلیت کا دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یقینی کلام حاصل کرنے کے لحاظ سے اور ہر نبی کی کسی خاص صفت کا مظہر ہونے کے لحاظ سے میری آمد پر ہر نبی زندہ ہوا اور ثابت ہو گیا کہ وہ معاملات جو ان کے مخالفین نے ان سے کئے تھے اور اس کے مقابلہ میں وہ تائیدات جو خدا تعالیٰ نے ان کی فرمائی تھیں وہ سب صحیح اور درست ہیں۔ اس الحاد، دہریت اور گمراہی کے زمانہ میں اکثر لوگوں نے انبیاء کی نبوتوں کا انکار کر دیا تھا اور طرح طرح کے ان پر حملے کئے۔ میں نے تمام نبیوں کی طرف سے اس زمانے میں جنگ مدافعت کی اور جو اعتراضات ان پر کئے جاتے تھے وہ دور کر کے ان کے اصل مدارج و مراتب سے ناواقفوں کو واقف اور واقفوں کو واقف تر بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں عظمت

اور وقار کے لحاظ سے گویا ہر نبی کو زندگی مل گئی اور آنحضرت ﷺ کی غلامی کے نتیجہ میں مجھے خدا تعالیٰ نے تمام نبیوں کا مظہر بنا دیا اور تمام نبیوں کے مخالفین اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء سے جو سلوک کرتے رہے وہ سلوک آج میرے مخالفین نے میرے ساتھ شروع کر دیا اور تمام انبیاء کی جس طرح اللہ تعالیٰ تائید کرتا رہا اسی طرح آج خدا نے ہر مرحلہ پر میری تائید فرمائی۔

٦: لدھیانوی صاحب نے چھٹا شعر یہ پیش کیا ہے کہ:۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم   عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم

اس شعر کا صرف یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بشارات کے مطابق میں آیا ہوں وہ عیسیٰ کہاں ہے تا وہ میرے منبر پر پاؤں رکھ سکے یعنی عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ نہیں ہیں بلکہ وفات پا گئے ہیں۔اس لئے وہ امت محمدیہ میں آنحضرت ﷺ کے نائب اور مظہر بن کر نہیں آسکتے۔چنانچہ اس سے اگلے شعر میں ان کے نہ آنے کی یہ وجہ بیان کی ہے:۔

آں را کہ حق بجنتِ خلدش مقام داد   چوں بر خلاف وعدہ بروں آرد از ارم

کہ حضرت عیسیٰ کو تو اللہ تعالیٰ نے بعد وفات جنت میں جگہ دے دی ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کہ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (سورۃ الحجر:۴۹) کہ جنت سے کوئی نکالا نہیں جائے گا کے مطابق انہیں جنت سے باہر نکال کر کیسے بھیجے گا۔

''عقیدہ نمبر۱۴''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اسلامی عقیدہ ہے کہ صاحب مقام محمود آنحضرت ﷺ ہیں اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب'' (صفحہ۲۱)

حضرت مرزا صاحب مسیح ومہدی ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے روحانی بیٹا ہونے کی بناء پر اس مقام پر فائز ہیں چنانچہ یہ بھی مولوی نے افتراء کا ایک اور شگوفہ کھلایا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے غلاموں کو آپؐ کی متابعت میں

مقام محمود عطا ہونا قابل اعتراض ہے کہ نہیں لدھیانوی صاحب سراسر ظلم کی راہ سے جانتے بوجھتے ہوئے یہ غلط بات حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں کہ گویا وہ محمد ﷺ کو مقام محمود سے ہٹا کر آپ اس پر فائز ہو چکے ہیں۔ یہ ایک شیطانی خیال ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا عشق محمد ﷺ کا مقام تو بہت بلند ہے لیکن ایک ادنیٰ سے ادنیٰ احمدی بھی ایسے خیال کو کفر صریح اور باطل سمجھتا ہے۔ جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے کہ کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں مہدی علیہ السلام کو مقام محمود عطا ہونا تھا یا کہ نہیں تو اس کے متعلق شرح فصوص الحکم کا حوالہ لدھیانوی صاحب کو یاد دلاتے ہیں اور قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ امام مہدی کے ذکر میں شرح فصوص الحکم میں یہ بات بطور پیشگوئی کے درج ہے کہ **فلہ المقام المحمود۔**

(شرح فصوص الحکم شیخ عبدالرزاق قاشانیؒ مصطفیٰ البابی الحلبی مصری صفحہ ۵۳)

یعنی مہدی موعود کو بھی مقام محمود حاصل ہوگا۔

لیکن جناب لدھیانوی صاحب بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی امت محمدیہؐ کے چار بزرگ ترین صوفی فرقوں میں سے سہروردی فرقہ کے بانی حضرت شہاب الدینؒ سہروردی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ:۔

''وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ لَا یُشَارِكُهٗ فِیْهِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ اِلَّا اَوْلِیَآءَ اُمَّتِهٖ'' (ھدیہ مجددیہ صفحہ ۷۰)

کہ مقام محمود میں آنحضرت ﷺ کا انبیاء اور رسولوں میں سے کوئی شریک نہیں سوائے ان اولیاء کے جو آپؐ کی امت میں سے ہوں۔ پس جبکہ اولیاء کو بھی یہ مرتبہ مل سکتا ہے تو مسیح موعود کو کیوں نہیں مل سکتا اب لدھیانوی صاحب بتائیں کہ کیا سہروردیؒ صاحب اور دنیا بھر میں آپ کے تمام مرید آپ کے نزدیک کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے؟

''عقیدہ نمبر ۱۵''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب کسی احمدی کا اخبار الفضل میں سے یہ فقرہ لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود کی پیروی کرتے۔(صفحہ ۲۱)

اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ:۔

''اَلْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْئُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ تَابِعًا لِّمُحَمَّدَ ﷺ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَۃِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَہٗ کُلُّھُم وَھٰذَا لَا یُنَاقِضُ مَا ذَکَرْنَاہُ لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ'' (شرح فصوص الحکم مصری صفحہ ۵۲، ۵۳ مصنف عبدالرزاق قاشانیؒ)

یعنی امام مہدیؑ جو آخری زمانہ میں آئیں گے احکام شرعیہ میں آنحضور ﷺ کے تابع ہوں گے، اور معارف وعلوم اور حقیقت کے لحاظ سے تمام انبیاء اور اولیاء اس مہدی علیہ السلام کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن آنحضرت ﷺ ہی کا باطن ہے۔

اس سلسلہ میں فصل اول میں بڑی تفصیل کے ساتھ حوالہ جات درج کئے جا چکے ہیں جن سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مہدی و مسیح آنحضرت ﷺ کی دوسری کاپی بن کر آئے گا جن کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ وہ بہت سے گزشتہ انبیاء سے افضل ہوگا۔ مزید برآں لدھیانوی صاحب کا خود اپنا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن یہ تلبیس سے کام لے کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ خود اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو مہدی اس کا امام ہوگا اور مہدی اس کی امامت کرے گا۔

چنانچہ لدھیانوی صاحب بعض روایات کے مطابق اپنا عقیدہ خود یہ لکھتے ہیں:۔

''دجال جب شام کا رخ کرے گا تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الرضوان قسطنطنیہ کے محاذ پر ہوں گے خروج دجال کی خبر سن کر شام واپس آئیں گے اور دجال کے

مقابلے میں صف آراء ہوں گے نماز فجر کے وقت جبکہ نماز کی امامت ہو چکی ہو گی عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز کے لئے آگے کریں گے اور خود پیچھے ہٹ آئیں گے مگر حضرت عیسیٰ انہی کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں گے۔'' (شناخت صفحہ ۱۹ از مولانا محمد یوسف لدھیانوی زیر اہتمام مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان)

پس افسوس کہ یہ کس قدر نا قابل اعتماد مولوی صاحب ہیں کہ بنی نوع انسان کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے عقیدے بھی چھپاتے ہیں اور وہی بات اگر کوئی دوسرا کہے تو اس پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

''عقیدہ نمبر ۱۶''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو امت کی مائیں فرمایا ہے۔ وَاَزْوَاجُـهٗ اُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب) لیکن قادیانی مذہب میں یہ لقب جناب مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ کا ہے'' (صفحہ ۲۱)

یہ بھی مولوی صاحب کی احمقانہ تلبیس کی ایک عجیب مثال ہے۔ اور بھی سوال عقلاً اس موقعہ پر اٹھ سکتے ہیں کہ کیا امہات المومنین کے سوا جو یقیناً ازواج رسول اللہ ﷺ ہیں کسی اور امتی کی زوجہ کو ام المومنین کہنا جائز ہے کہ نہیں دوسرا سوال عقلاً یہ اٹھتا ہے کہ جب احمدی حضرات بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زوجہ محترمہ کو ام المومنین کہتے ہیں تو ساری امت محمدیہ میں آغاز سے لے کر قیامت تک وہ مومنوں کی ماں ہیں یا ام المومنین سے مراد جماعت احمدیہ سے منسلک وہ مومنین ہیں جو فی الحقیقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زوجہ کا ایک سچی ماں کی طرح احترام کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا ہمسر اور شریک نہیں سمجھتے۔

جہاں تک اس دوسری بات کا تعلق ہے یہ تو ہر معقول آدمی سمجھ جائے گا کہ اس احمدی مؤقف کو دنیا کے سامنے دیانتداری کے ساتھ پیش کیا جائے تو کسی کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ جہاں تک پہلے پہلو کا تعلق ہے ہم یہ بات خوب کھول دینا چاہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں ایسی دوسری مثالیں بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ اولیاء اور صالحین اور مومنین کی ازواج کو ام المومنین کہا جا سکتا ہے۔

چنانچہ

۱۔ گلدستہ کرامات مؤلفہ مفتی غلام سرور صاحب مطبوعہ مطبع افتخار دہلی کے صفحہ ۱۸ پر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کو ام المومنین کہا گیا ہے۔

۲۔ اشارات فریدی حصہ دوئم صفحہ ۹۱ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۱ھ میں حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ کی اہلیہ محترمہ کو ام المومنین لکھا ہے۔

۳۔ سیر الاولیاء تالیف سید محمد بن مبارک کرمانی میسر خورد کے صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ اپنی ایک خادمہ کو ام المومنین کہا کرتے تھے۔

۴۔ تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی کے صفحہ ۱۶۴ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ کی ایک خادمہ جو بڑی عابدہ اور صالحہ تھیں لوگ اسے ام المومنین کہا کرتے تھے۔

۵۔ پھر پی ایل او کے سربراہ یاسر عرفات کی بہن بھی ام المومنین کہلاتی ہیں۔

The PLO chairman is knwon to have two living brothers-fathy' The hospital director' and Gamal' who represents the PLO in Yemen and a sister in Cairo who is known by the nom de guerre Um al Mumeneen ' "Mother of the faith-ful."

(Los Angeles time' march 19'1988)

پس ان حوالوں کو پڑھ کر شریف النفس مسلمان لدھیانوی صاحب کے اس اعتراض سے بریت کا اعلان کرے گا اور ملامت کرے گا کہ تم اچھے عالم دین ہو کہ ان باتوں سے بے خبر ہو یا ناجائز طور پر ایک سے آنکھ بند کر کے دوسرے پر حملہ کرتے ہو۔

''عقیدہ نمبر ۱۷''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مسلمانوں کے نزدیک محمدؐ عربی کالایا ہوا قرآن معجزہ ہے اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب کی وحی کے علاوہ ان کی تصنیف ''اعجاز احمدی'' اور اعجاز المسیح معجزہ ہیں'' (صفحہ ۲۱)

لدھیانوی صاحب یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ احمدی محمد عربی ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کریم کو معجزہ تسلیم نہیں کرتے یا پھر قرآن کریم کے مقابل پر اپنا ایک الگ معجزہ بنا رکھا ہے۔ یہ دونوں الزام سراسر بہتان طرازی ہیں۔ سچائی سے اس کا کوئی بھی واسطہ نہیں ان دونوں الزامات میں مولوی صاحب نے سخت بہتان طرازی سے کام لیا ہے۔ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

یاد رہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا

تھا......کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف ودقائق اپنے اندر رکھتا ہے......

یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے''

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷)

نیز فرماتے ہیں:۔

''ہماری طرف سے یہ دعویٰ ہے جس کو ہم بمقابل ہر یک فریق کے ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور معارف اور برکات اور علوم میں ہر یک وحی سے اقویٰ واعلیٰ ہے''(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد۲ حاشیہ صفحہ ۲۹۸)

مزید فرمایا:۔

''فی الحقیقت قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے''

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد نمبر۲ صفحہ ۲۹۸)

ان تحریرات کو پڑھ کر ہر ایک پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اعجاز المسیح یا اعجاز احمدی کے طور پر یا کسی اور رنگ میں اگر کوئی اعجاز عطا ہوا ہے تو وہ یقیناً اور بلا شبہ قرآن کریم کی برکت سے ہی ملا ہے نہ کہ اس سے الگ اور آزادنہ طور پر۔حضرت مرزا صاحب کے نزدیک دراصل یہ اعجاز قرآن کا اعجاز ہے اور دنیا پر قرآن کریم کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن سے محبت کرنے والوں کو اعجاز عطا فرماتا ہے۔اب ہم حضرت مرزا صاحب کی اس عبارت کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں جو اس ضمن میں حرف آخر ہے۔

فرمایا:۔

''قران شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی'' (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد۲۳صفحہ ۴۰۹)

لدھیانوی صاحب یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ احمدی قرآن کریم کے مقابلہ میں اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کو بطور نشان پیش کرتے ہیں۔ یہ ان کا اسی طرح کا جھوٹ ہے جس کا نمونہ وہ اپنے اس رسالہ میں بار ہا دکھا چکے ہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس نشان کو قرآن کریم کے بالمقابل ہرگز قرار نہیں دیا بلکہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف وحقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہوگئی تھی اس کو کلام الٰہی کا خادم بنایا جائے''
(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد۱۸صفحہ ۴۳۷)

ایک اور جگہ فرمایا

''میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کرسکے'' (ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد۱۳صفحہ ۴۹۶)

قرآن کریم کی برکت سے اور قرآن شریف کے معجزہ کے ظل کے طور پر اللہ تعالیٰ سے حضرت مرزا صاحب کو عربی زبان میں انشاء پردازی کی جو طاقت ملی اس کے نتیجہ میں آپؑ نے معارف وحقائق قرآنی بیان کرنے کے لئے عربی زبان میں دو درجن کے قریب فصیح وبلیغ کتابیں لکھیں اور اپنے مخالفین کے سامنے انہیں انعامی چیلنج کے طور پر پیش فرمایا۔اعجاز المسیح کا جواب لکھنے پر مبلغ =/500 روپے اور اعجاز احمدی کا جواب لکھنے پر مبلغ =/10000 ہزار روپے انعام مقرر فرمایا۔مگر اس بھاری انعامی رقوم کی پیشکش کے باوجود لدھیانوی صاحب

کے بزرگوں سمیت کسی بھی مخالف کو خدا تعالیٰ نے ان کا جواب لکھنے کی توفیق نہ دی۔

لدھیانوی صاحب نصرت الٰہی کے اس نشان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اس پر یہ کہہ کر اعتراض کر رہے ہیں کہ اس معجزہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کی معجزانہ شان کا انکار کر رہی ہے۔ یہ جو سراسر بہتان ہے۔ گزشتہ صفحات میں آپ اس کی تفصیل پڑھ چکے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب تو عشق قرآن میں اور قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لحاظ سے دنیا میں عالمگیر شہرت پا گئے ہیں۔ کوئی شریف النفس انسان جو آپؑ کی نظم ونثر کا مطالعہ کرتا ہو۔ آپؑ کے قرآن سے عشق، محبت اور عزت سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ جیسی مدح سرائی قرآن کریم کی آپ نے کی ہے اگر کسی مولوی نے اس کا عشر عشیر بھی کیا ہو تو لدھیانوی صاحب نکال کر دکھائیں۔ ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی قرآن کریم کے بارے میں مدح سرائی رکھ لیں اور دوسری طرف اپنے پیروں اور مرشدوں کی قرآن کی مدح سرائی رکھ لیں پھر دیکھیں کون مدح سرائی میں بڑھا ہوا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نظم ونثر سے چند نمونے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

جمال وحسن قرآن نور جان ہر ...... ہے   قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا   بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں   نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز   اگر لولوئے عمّاں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰)

پھر فرماتے ہیں:۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا   پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا   ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ ایک عالم ہے   جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں   مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہے جہاں میں تشبیہہ   وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۰۵)

مزید فرماتے ہیں:۔

تو نے سکھایا قرآں جو ہے مدار ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دور ہووے شیطاں
یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضان
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
(محمود کی آمین روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۲ تا ۳۳۴)

پھر فرمایا:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں   قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۷)

مزید فرماتے ہیں:۔

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے بےاس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۲)

فرماتے ہیں:۔

''ہماری طرف سے یہ دعویٰ ہے جس کو ہم بالمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور اپنے معارف اور برکات اور علوم میں ہر ایک وحی سے اقویٰ واعلیٰ ہے'' (سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد۲ صفحہ۲۴۸ حاشیہ)

مزید بیان فرمایا:۔

''میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن شریف تمام برکات دینیہ کا مجموعہ ہے'' (سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد۲ صفحہ۱۸۸)

پھر فرمایا:۔

''بلاشبہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حکمت میں آنحضرت ﷺ کی طاقت ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر واعلیٰ اور بجز علیم مطلق اور قادر کامل کے اور کسی سے وہ کلام بن نہیں سکتا'' (فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۲۲ حاشیہ)

فرمایا:۔

''میں اپنے دل کو قرآن کریم اور اس کے دقائق، معارف اور نکات کی طرف مائل پاتا تھا۔قرآن نے مجھے محبت کی وجہ سے اپنا لٹو بنالیا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ مجھے مختلف اقسام کے معارف اور قسم قسم کے پھل دیتا ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ انہیں مجھ سے ہٹایا جائے گا اور میں نے دیکھا ہے کہ قرآن کریم ایمان کو مضبوط کرتا اور یقین میں زیادتی کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی قسم وہ ایک لاثانی موتی ہے اس کا ظاہر بھی نور ہے اور اس کا باطن بھی نور

ہے اور اس کے ہر لفظ اور ہر کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے نہایت قریب ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہر ثمرِ سعادت اس میں پایا جاتا ہے اور (جرأت ایمان کے لئے) ہر شعلہ اس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا محض خشک کانٹوں پر ہاتھ مارنا ہے۔ اس کے فیض کے گھاٹ نہایت خوشگوار ہیں۔ پس پینے والوں کو مبارک ہو میرے اندر اس کے ایسے نور ڈالے گئے ہیں کہ انہیں کسی اور طریق سے حاصل کرنا میرے لئے مشکل تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا۔ میں نے اس کے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے پس میں اس کی طرف انتہائی طور پر مائل ہو گیا اور وہ میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ اس نے مجھے اس طرح پرورش کیا ہے جیسے رحم میں بچہ کی پرورش کی جاتی ہے اس کا میرے دل پر عجیب اثر ہے اس کے حسن نے مجھے پھسلا لیا ہے اور میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ ''حظیرۃ القدس'' قرآن کریم کے پانی کے ساتھ سیراب کیا جاتا ہے اور وہ یعنی قرآن کریم زندگی کے پانی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ نہ صرف خود زندہ رہے گا بلکہ وہ اوروں کی زندگی کا بھی موجب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا چہرہ ہر شے سے زیادہ خوبصورت ہے وہ ایک ایسا چہرہ ہے جسے خوبصورتی کے سانچہ میں ڈالا گیا ہے اور کمال حسن کا جبہ پہنایا گیا ہے اور یقیناً میں اسے خوبصورت اور موزوں قد نوجوانوں کی طرح پاتا ہوں جس کے رخسار دراز اور ملائم ہوں اور اسے تناسب اعضاء سے حصہ وافر عطا ہوا ہو اور اس پر ہر ملاحت اور ہر نور مکمل طور پر پورا ہو چکا ہو وہ ایک پاکیزہ اور خوبصورت نوجوان کی طرح ہے جسے ہر اس پسندیدہ اعتدال اور چنیدہ ملاحت سے پورا پورا حصہ دیا گیا ہے جس کی کسی محبوب کے لئے ضرورت ہے جیسے آنکھوں کا سیاہ ہونا۔ کشادہ ابرو ہونا۔ رخساروں کا بھڑکیلا پن ہونا۔ کمر کا نازک ہونا۔ دانتوں کی آبداری، لبوں میں فاصلہ۔ ناک کی بلندی۔ نیم وا مخمور آنکھیں۔ پوروں کی نزاکت۔ مزین زلف اور ہر وہ چیز جو دلوں کو موہ لے۔ آنکھوں کو سرور بخشے اور کسی حسین میں اچھی معلوم ہو۔

قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام کتب ناقص روح کی طرح ہیں یا وہ اس لوتھڑے کی مانند ہیں جو نامکمل ہونے کی صورت میں گر گیا ہو۔ اگر آنکھ ہے تو ناک نہیں اور اگر ناک ہے تو آنکھ نہیں۔ اور تو دیکھے گا کہ ان کے چہرے مکروہ اور بے رونق ہیں اور ان میں ویرانی پائی جاتی ہے ان کی مثال اس عورت کی سی ہے کہ جس کے چہرہ سے اس کی اوڑھنی اور برقع ہٹایا جائے تو وہ انتہائی بدصورت نظر آئے۔ اس کی آنکھیں گلی ہوئی ہوں اس کے رخسار داغدار ہوں اور اس کے سر کے بال اڑے ہوئے ہوں اس کے دانتوں پر میل جمی ہوئی ہو۔ اس کا گلاب کے پھول کا سا چہرہ مرجھایا ہوا ہو اس کے منہ کی نفیس ہوا دھوئیں میں بدل گئی ہو۔ اس کے چودھویں رات کے چاند کی روشنی میں کمی آ گئی ہو اور وہ پھٹ گیا ہو اس کی شعاع دھوئیں میں بدل گئی ہو۔ اس کے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں اور وہ ایک گلے سڑے اور بدبودار مردار کی طرح ہو جس کے سونگھنے سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو۔ اور وہ آنکھوں کے سرور کو ختم کر دیتا ہو اور اس کے گھر والے اپنی رسوائی کی وجہ سے آنسو بہاتے ہوں اور پاک وصاف لوگ اس بات کی تمنا کرتے ہوں کہ اسے مٹی میں دبا دیں یا اسے اپنے سے دور کر کے اسفل السافلین میں پھینک دیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس نے مجھے قرآن کریم کے انوار سے وافر حصہ دیا ہے اور اسکے موتیوں سے میرے فقر کو دور کر دیا ہے۔ اس نے مجھے اس کے پھلوں سے سیر کر دیا ہے مجھے ظاہری اور باطنی نعماء سے نوازا ہے اور مجھے اپنی طرف جذب کر لیا ہے۔ میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری یہ حالت رہی ہے کہ جب بھی میں نے کسی دروازہ کو کھولنا چاہا وہ میں نے کھول لیا۔ اور جب مجھے کسی نعمت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ مجھے عطا کی گئی اور جب بھی میں نے کسی امر پر سے پردہ ہٹانا چاہا تو وہ میں نے ہٹا لیا اور جب بھی میں نے تضرع سے دعا کی وہ قبول ہوئی۔ اور یہ سب کچھ میری اس محبت کی وجہ سے ہے جو مجھے قرآن کریم اور اپنے آقا اور امام سید المرسلین ﷺ سے ہے‘‘

(ترجمہ از عربی آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۴۵ تا ۵۴۷)

”عقیدہ نمبر ۱۸“

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

”مسلمان تو جب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے ان کی مراد آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہوتی ہے۔لیکن قادیانی جب یہی کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے بعثت اولیٰ کے محمد رسول اللہ مراد نہیں ہوتے بلکہ وہ دوسری بعثت ،قادیانی بعثت کے محمد رسول اللہ یعنی مرزا صاحب مراد ہوتے ہیں اور یہ الزام نہیں بلکہ مرزا صاحب کی بعثت ثانیہ کا منطقی نتیجہ ہے“ (صفحہ ۲۲)

حضرات! لدھیانوی صاحب نے یہاں بھی حسب عادت بڑا خوفناک جھوٹ بولا ہے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ نے یا آپؑ کے خلفاء نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد مسیح موعود کا وجود ہے اور نہ ہی کہیں اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب تم کلمہ طیبہ پڑھو تو محمد رسول اللہ کے فقرہ سے آنحضرت ﷺ کو مراد نہ لیا کرو بلکہ اس سے مراد مسیح موعود کا وجود لیا کرو۔

اگر مہدی معہود کے آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظہر اور آنحضرت ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کی بناء پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلمہ طیبہ کے مفہوم میں تبدیلی ہوگئی اور محمد رسول اللہ سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں رہے تو لدھیانوی صاحب ذرا تکلیف کر کے ہماری اس کتاب کی فصل اوّل دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور ان تمام بزرگان پر بھی وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں کیا وہ سب بھی کلمہ طیبہ میں رسول اللہ سے آنحضرت ﷺ مراد نہیں لیتے بلکہ مہدی اور مسیح کا وجود مراد لیتے ہیں۔اب کچھ مزید حوالہ جات بھی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:۔

”هٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا وُجُوْدُ عَبْدِ الْقَادِرِ“

(گلدستہ کرامات صفحہ ۱۰، کتاب مناقب تاج الاولیاء صفحہ ۳۵)

کہ یہ عبد القادر کا وجود نہیں بلکہ میرے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے۔اس فقرہ میں بھی آپؒ نے اپنے وجود کو ظلی اور بروزی طور پر ہی محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔

(۲) سلسلہ احمدیہ کے مشہور معاند مولانا محمد عالم آسی کی کتاب ''کاویہ علی الغاویہ'' میں لکھا ہے۔''کتاب سیف ربانی صفحہ ۸۰ مصنفہ محمد مکی میں ہے کہ حضرت عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بار ایسا محو کر دیا کہ میں یوں کہہ رہا تھا کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَّمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ تو مجھے معلوم ہوا کہ میں فنا فی الرسول ہوں۔ پھر ایک دفعہ محو ہوا تو میں کہہ رہا تھا انا سید ولد ادم ولا فخر جس سے معلوم ہو گیا کہ میں اس وقت محمدؐ بن گیا تھا ورنہ ایسے لفظ بطور دعویٰ مجھ سے ظاہر نہ ہوتے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے مرید سے فرمایا تھا کہ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو مرید نے اس کی تصدیق کی تھی''(کاویہ علی الغاویہ صفحہ ۴۹ بار اول مارچ ۱۹۳۱ء)

اب کیا فتویٰ دیتے ہیں جناب لدھیانوی صاحب حضرت عبد القادر جیلانیؒ اور آپؒ کو بزرگ اور ولی ماننے والوں پر۔جناب لدھیانوی صاحب آپ جس رسالہ میں یہ فتویٰ صادر فرمائیں اس کے نسخہ جات جماعت احمدیہ کے ممبران کو بھی ارسال فرماویں۔

(۳) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔

پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔

پوچھا لوح کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔

پوچھا کہتے ہیں ابراہیم موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں۔(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

لدھیانوی صاحب اب فرمائیے اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہو تو لا کر دکھایئے۔یہ عارفانہ کلام پڑھ کر ہمیں تو سمجھ آ گئی ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ

لگانے والے کس قماش کے آدمی تھے اور کیا کچھ آپ کے پلے بات پڑی کہ نہیں؟

(۴) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے۔ایک شخص نے خواجہ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ مرید ہو جاؤں کہا **لاالـه الا الـلـه چشتی رسول الله** کہو اس نے ایسا ہی کہا خواجہ نے اسے مرید کر لیا۔

(حسنات العارفین فارسی صفحہ ۱۹ از زیر عنوان شطح خواجہ معین الدینؒ)

ہندوستان و پاکستان میں کروڑہا بندگان خدا جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو امت محمدیہ کے عظیم ترین اولیاء اور بزرگوں میں شمار کرتے ہیں اور ان کی عقیدت کا دم بھرتے اور ان پر اپنی جان چھڑکتے ہیں وہ سب اس کلمہ یعنی **لاالـه الا الـلـه چشتی رسول الله** کو درست سمجھتے ہیں ان سب کے متعلق آنجناب کا کیا فتویٰ ہے کیا ان کے مرشد و امام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلمہ کے بعد کیا ان کا کلمہ وہی **لاالـه الا الـلـه محمد رسول الله** رہتا ہے۔کیا وہ سب کلیۃً دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے۔کیا وہ جب بھی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھیں گے اس سے مراد چشتی رسول اللہ لیں گے یا پھر ان کے ہاں بھی دو محمد کا تصور موجود ہے اور دو کلمے رائج ہیں۔ایک محمد رسول اللہ کا اور ایک چشتی رسول اللہ کا۔مہربانی فرما کر اس بارہ میں خوب اچھی طرح وضاحت فرما کر غیر مبہم الفاظ میں فتویٰ صادر فرمایئے اور اس فتوے کی نقول گولڑہ شریف کے گدی نشینوں کو بھی ارسال فرمایئے۔اور دنیا میں جہاں جہاں چشتی فرقہ کے لوگ رہتے ہیں انہیں بتادیں کہ ان کا کلمہ شہادت اور دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔اس عظیم دینی مہم سے فارغ ہونے کے بعد بے شک احمدیوں کی طرف رخ موڑ لیں (اگر اس وقت تک رخ باقی بچا) تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔

(۵) پھر تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے:۔

''حضرت ابوبکر شبلیؒ نے ایک مرید سے کہا تھا کہ **لاالہ الا اللہ شبلی رسول اللہ**

کہواس نے انکار کر دیا۔آپؒ نے اس کی محبت توڑ ڈالی‘‘

(تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۲۰ ملفوظات وحالات سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتیؒ۔مولفہ مولانا شاہ گل حسن صاحب (خلیفہ خاص) ناشر دارالاشاعت بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

لدھیانوی صاحب لیجئے!ایک اور مہم دینیہ کا میدان کھل گیا اب اپنا ڈنڈا اٹھا کر شبلیوں کے پیچھے پڑ جائیں اور جب تک ان کے سر نہ توڑ لیں اس وقت تک احمدی بیچاروں کی طرف رخ کرنے کا آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔

ہمارے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں انہوں نے کبھی ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بجائے میرا یعنی غلام احمد قادیانی کا کلمہ پڑھا کرو۔ضمناً گزارش ہے کہ شبلیوں اور چشتیوں کے سر آپ نے کیا توڑنے ہیں آپ کے ڈنڈے تو کمزوروں پر پڑتے ہیں۔ہمیں تو فکر ہے کہ اس مہم میں خود آپ کے سر کی خیر ہو۔شبلیوں کے خلاف مزید آپ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ایک دلچسپ حوالہ پیش خدمت ہے۔

حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

’’اَلَا تَرَاهُ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ فِيْ صُوْرَةِ الشِّبْلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الشِّبْلِيُّ لِتَلْمِيْذِهٖ اشْهَدْ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ التَّلْمِيْذُ صَاحِبَ كَشْفٍ فَعَرَفَهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ (الانسان الکامل جلد نمبر ۲ باب ۶۰ صفحہ ۱۰۳ اردو ترجمہ مولوی محمد ظہیر صاحب ظہیری السہوانی مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروز پور شہر ۱۹۰۸ء)

یعنی کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جب آنحضرت ﷺ نے شبلیؒ کی صورت میں ظہور فرمایا تو آپؒ نے ایک شاگرد سے جو صاحب کشف تھا فرمایا گواہی دو کہ میں (شبلی) اللہ کا رسول ہوں۔سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تو اللہ کا رسول ہے۔

(۶) حضرت مولانا شاہ نیاز احمد دہلویؒ نے تمام نبیوں کے بروز ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

آدمؑ وشیثؑ نوحؑ وھودؑ غیر حقیقتم نہ بود   صاحب ہرعصر منم من نہ منم نہ من منم
عیسیٰؑ مریمی منم احمد ھاشمی منم   حیدر شیر نر منم من نہ منم نہ من منم

(دیوان نیاز مطبوعہ ۱۲۹۰ھ صفحہ ۲۲)

یعنی آدم، شیث، نوح، ھود، عیسیٰ مریمی، احمد ہاشمی، حیدر شیرِ خدا بلکہ صاحب ہر عصر میں ہوں۔

(۷) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

''کاتب الحروف نے حضرت والد ماجد کی روح کو آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کے سائے میں لینے کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے یوں محسوس ہوتا تھا گویا میرا وجود آنحضرت ﷺ کے وجود سے مل کر ایک ہوگیا ہے۔ خارج میں میرے وجود کی کوئی حیثیت نہیں تھی''

(انفاس العارفین صفحہ ۱۰۳ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مترجم سید محمد فاروق القادری ایم۔اے مطبوعہ مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۳۹۴ھ ناشر المعارف لاہور)

پھر حضرت شاہ صاحب اپنے چچا حضرت شیخ ابوالرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ:۔

''حضرت پیغمبر ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا جیسے مجھے اپنی ذات مبارک کے ساتھ اس انداز سے قرب واتصال بخشا کہ جیسے ہم متحد الوجود ہوگئے ہیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا عین پایا'' (انفاس العارفین صفحہ ۱۹۶ ایضاً)

(۸) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے وقت کے مرشد کامل کی شان بیان کرتے ہوئے مثنوی میں فرماتے ہیں:۔

کہ نبی وقت خویش است اے مرید   زاں کہ او نور نبی آمد پدید

(مثنوی دفتر پنجم زیر عنوان در بیان آنکہ ماسوی اللہ ہمہ آکل وماکول اند)

کہ پیر حکمت جو سلوک کی منازل سے آشنا ہوتا ہے وہ نبی وقت ہوتا ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

''میں خدائے وقت ہوں اور مصطفائے وقت ہوں''

(تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۳۶۸ باب ۷۷ ابوالحسن خرقانی شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور)

ظاہر ہے کہ حضرت خرقانیؒ ظلی اور بروزی طور پر ہی اپنے آپ کو خدائے وقت اور مصطفٰے قرار دے رہے ہیں نہ کہ حقیقی اور جسمانی طور پر۔ اگر ظلی اور بروزی طور پر محمدؐ کہنے کے سبب جماعت احمدیہ پر کلمہ طیبہ میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہونے کا اعتراض درست ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت خرقانیؒ کلمہ طیبہ میں اللہ اور رسول سے مراد دونوں جگہ اپنا وجود لیتے ہیں۔

دیو بندی فرقہ کے قابل احترام بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو ان کے ایک مرید نے لکھا کہ:۔

''کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہوں محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (مولوی اشرف علی تھانوی۔ناقل) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کا صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ پڑھتا ہوں......لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی نکل جاتا ہے......کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مولانا** اشرف علی''

مولوی تھانوی صاحب اس خط کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے''

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

جناب لدھیانوی صاحب یہ حوالہ پیش کرنے کے بعد تو شاید یہ مناسب نہ ہو کہ آپ

کسی دوسرے فرقہ کے خلاف کوئی مہم جاری فرمائیں اب تو خیرات گھر سے ہی شروع کرنی پڑے گی۔آپ کے پیرومرشد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے مرید کو یہ نہیں لکھا کہ خواب شیطانی ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ کلمہ پڑھتے وقت اشرف علی رسول اللہ کہنا لعنتیوں کا کام ہے اس لئے یہ رؤیا مردود ہے۔توبہ کرو ورنہ جہنم میں جاؤ گے بلکہ اس رؤیا کو قبول فرماتے ہوئے اس پر صاد کیا اور اس کی تاویل کر دی۔مگر لطف کی بات یہ ہے کہ اس تاویل کے باوجود آپ کے ایک اور مرشد نے جو مطلب سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی اپنے استاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر مرثیہ لکھتے ہوئے ان کے بارے میں کہتے ہیں:۔

زباں پر اہل اھواء کی ہے کیوں اعل ھبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ صفحہ ٦ بر وفات رشید گنگوہی صاحب از مولانا محمود الحسن دیو بندی مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

پھر ایک اور شعر میں کہتے ہیں:۔

وفات سرور عالمؐ کا نقشہ آپ کی رحلت تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ صفحہ ١٢ ایضاً)

پس جب آپ احمدیوں کو یا چشتیوں کو یا شبلیوں کو کسی تاویل کی اجازت نہیں دیتے اور ان سے یہ حق چھین لیتے ہیں کہ وہ اس قسم کی عبارتوں کو عارفانہ کلام کہیں نہ کہ حقیقی دعوے قرار دیں تو اب بتایئے کہ آپ یا آپ کے ہم عقیدہ دیو بندیوں کا کیا حق رہا ہے کہ جب کوئی اشرف علی رسول اللہ کہے تو تاویل کریں۔لہذا اب تو آپ پر گھر سے جہاد کرنا واجب ہو گیا ہے۔فرمایئے اس حال میں دوسرے دیو بندیوں کا قلع قمع کرنا آپ پر شرعی فریضہ بنتا ہے یا پہلے آپ پر خود کشی واجب ہوتی ہے۔پس آپ کے لئے دو میں سے ایک بات لازم ہو چکی ہے کہ یا تو ہر اس شخص سے تاویل کا حق چھین لیں اور عالم اسلام میں ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم کر دیں یا پھر جماعت احمدیہ کے لئے بھی یہ حق تسلیم کر لیں جس کے تمام مرد و زن بلا استثناء حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلامِ محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر درجہ

نہیں دیتے اور جہاں بھی آپؐ کے لئے مجازاً لفظ محمدؐ استعمال ہوا ہے، کامل یقین کے ساتھ اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ آپؑ محمد رسول اللہؐ کے عشق میں کامل طور پر فنا تھے اور آپؑ نے اپنے وجود کا کوئی حصہ باقی نہ چھوڑا مگر تابع فرمانِ محمدؐ کر دیا۔ اس کے سوا کوئی احمدی ہرگز محمد رسول اللہؐ کی ہمسری سے بالا ہونا تو درکنار آپؐ کی ہمسری کو ارتکاب کفر سمجھ کر مردود قرار دیتا ہے۔ یہ تو ہے ہمارے دل کا حال جو ہم جانتے ہیں اب اے عالم الغیب ہونے کے دعویدار مولوی صاحب! بتایئے کہ آپ ہمارے دل کا کیا حال جانتے ہیں؟

قارئین کرام! لدھیانوی صاحب کے مزاج سے آپ خوب اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں کہ وہ کس طرح قائل کے قول کو اور مصنف کی عبارت کو ان معنوں کے بالکل برعکس معنے پہنانے کے ماہر ہیں کہ جن معنوں میں اس نے کلام نہیں کیا یا عبارت نہیں لکھی۔

لدھیانوی صاحب نے اپنے اعتراض کو ثابت کرنے کے لئے کلمۃ الفصل کی عبارت پیش کی ہے۔

مصنف کتاب ''کلمۃ الفصل'' کی اس تحریر سے متعلق جسے انتہائی بھیانک کلمہ کفر کے طور پر مولوی صاحب پیش فرما رہے ہیں ہم قارئین پر خوب اچھی طرح واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ لدھیانوی صاحب نے جو معنے اس تحریر کو پہنانے کی کوشش کی ہے سراسر ظلم اور افتراء ہے اور ویسا ہی ظلم وافتراء ہے جیسا کہ کوئی شخص ان بزرگانِ امت پر حملہ کرے جن کا پہلے ذکر گزر چکا ہے اور ان کی تحریرات اور فرمودات سے کفر والحاد کے معنے اخذ کرے۔

لدھیانوی صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب کی جس عبارت پر اپنے افتراء کی عمارت تعمیر کی ہے وہ یہ ہے:۔

''مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۵۸)

قارئین کرام! دراصل یہ تحریر ایک ایسے معترض کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے جو خود تسلیم

کرتا تھا کہ احمدیوں کا کوئی الگ کلمہ نہیں ہے اور اس طرح چالاکی سے احمدی علم کلام پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ غرض یہ تھی کہ احمدیوں کو ملزم کرے کہ اگر تمہارا یعنی حضرت مرزا صاحب کا الگ کلمہ نہیں ہے تو وہ کسی معنوں میں بھی نبی نہیں کہلا سکتے اور اگر کلمہ الگ ہے تو امت محمدیہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

چالاکی کے اس پھندے سے نکلنے کی کوشش سے حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے یہ عبارت لکھی جس پر جناب لدھیانوی صاحب بھپر بھپر کر حملہ کر رہے ہیں۔ درحقیقت اس کا جواب جو مصنف کتاب ''کلمۃ الفصل'' دینا چاہتے تھے اور وہی آج بھی ہر احمدی کا جواب ہے جو یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی الگ کلمہ نہیں اور مولوی صاحب جو یہ بات پیش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا کوئی الگ کلمہ ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔

جماعت احمدیہ کا وہی کلمہ ہے جو **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل پر آزاد نبی کے طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام اور تابع کو اگر امتی نبی کے مقام پر سرفراز فرمایا جائے تو ہرگز نئے کلمے کی ضرورت نہیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ ہی قیامت تک کے لئے حاوی ہے اور غیر متبدل ہے۔

یہ بات معترض کو سمجھاتے ہوئے مصنف ''کلمۃ الفصل'' نے ایک یہ طرز بھی اختیار کی کہ اسے بتائیں کہ اصل میں محمدؐ نام اور محمدؐ مقام اتنے عظیم ہیں کہ صرف گزشتہ زمانوں پر ہی حاوی نہیں آئندہ زمانوں پر بھی حاوی ہیں۔ پر جس طرح یہ کہنا درست ہوگا کہ جملہ انبیاء کے نام جیسے آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ وغیرہ محمدؐ نام کے تابع اور اس کلمہ میں شامل ہیں اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہے کہ بعد میں محمد رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہو کر اگر کسی امتی کو مقام نبوت عطا ہو تو وہ بھی اسم محمدؐ کی جامعیت میں داخل ہوگا۔ یہ استدلال کوئی محض ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے جس پر ان ظاہری مولویوں کی نظر نہیں۔

اسم محمدؐ کی تصدیق میں اس لئے دوسرے انبیاء کی تصدیق شامل ہو جاتی ہے خواہ وہ

بعد میں ہوں یا پہلے ہوں، کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے دیگر تمام انبیاء کی تصدیق بنائے ایمان میں داخل کر دی اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے ہر شخص پر لازم کر دیا کہ محض یہ ایمان کافی نہیں جبکہ تم خدا کے دیگر انبیاء میں کسی ایک کا انکار کرنے والے ہو۔

پس یہ محمد ﷺ کا عظیم احسان ہے کہ آپؐ دوسرے انبیاء کے بھی مصدق بن گئے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی، کسی بھی زمانہ میں پیدا ہوئے ہوں۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان ہی ہے جس کو بیان کرتے ہوئے مصنف کتاب ''کلمۃ الفصل'' نے معترض کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایسا مقام ہے کہ ان کے نام میں ہر نبی کی تصدیق شامل ہوگئی۔ تمہارے اور ہمارے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ تم صرف گزشتہ انبیاء کی تصدیق اس نام میں سمجھتے ہو، ہم اس کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونے والے امام مہدیؑ کو بھی جس کا درجہ ہم امتی نبی کا درجہ سمجھتے ہیں اس تصدیق میں داخل سمجھتے ہیں۔

پس محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کے لئے کسی اور کا کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر کلمہ محمد ﷺ کے کلمہ میں داخل ہو چکا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کو نبی تسلیم کرنے والے پر یہ حاجت نہیں رہی کہ ابراہیم رسول اللہ، موسیٰ رسول اللہ، عیسیٰ رسول اللہ یا کسی اور نبی کا کلمہ پڑھے، اسی طرح احمدیوں کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے کے بعد احمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

یہ وہ نہایت عالمانہ اور عارفانہ نکتہ تھا جسے سمجھانے کی حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب مصنف کتاب ''کلمۃ الفصل'' نے کوشش فرمائی لیکن انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ ان کے مخالفین میں بہت سارے غبی بھی شامل ہیں جو حسن نیت کے ساتھ محض بات سمجھنے والے نہیں بلکہ محض اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں اور حق جوئی سے ان کی کوئی غرض نہیں۔ یہ لدھیانوی صاحب بھی اسی قبیل کے لوگوں میں صف اوّل میں ہیں۔ مولوی صاحب! جو بات ہم نے سمجھائی ہے اسے سمجھیں اور توبہ کریں کیونکہ یہ عقیدہ مبنی بر قرآن و حدیث ہے کہ محمد رسول اللہ

ﷺ سب نبیوں کے مصدق بنے اور یہی آیت خاتم النبیین کے معانی میں سے اہم معنیٰ ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء کے مصدق بن گئے۔پس جس نے آپؐ کی تصدیق کی اس نے گویا ہر نبی کی تصدیق کردی۔خواہ پہلا ہو یا بعد میں ہو۔

اس وضاحت کے بعد اگر پھر بھی یہ مولوی صاحب ازراہ عناد ناواجب اور ناحق حملوں سے باز نہ آئے تو ہمیں ان سے کلام نہیں، ہماری ان پر حجت تمام ہو چکی۔

پس اس صورت میں آخری صورت یہی بنے گی کہ احمدیوں کا یقیناً کوئی اور کلمہ نہیں جیسا کہ ہم یقین کرتے ہیں اور ہمارے مخالفین بھی یہی تسلیم کرتے ہیں اسی لئے تو اعتراض پیدا ہوا ہے۔

احمدیوں کو اس سے الگ کلمہ کی ضرورت نہیں کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمہ میں تمام انبیاء کی تصدیق داخل سمجھتے لیکن لدھیانوی صاحب چونکہ اس عقیدہ کو ملحدانہ عقیدہ سمجھتے ہیں شاید اسی لئے ان کے بزرگ اور مرشد نے اپنا الگ کلمہ بنا لیا اور ان کے متبعین کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ ''اشرف علی رسول اللہ'' کے نعرے لگائیں۔

(رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

''عقیدہ نمبر ۱۹''

لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''چونکہ مسلمان آنحضرت ﷺ کے دنیا میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد صاحب کو محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے اس لئے قادیانیوں کے نزدیک وہ قادیانی کلمہ کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''

اس اعتراض سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی صاحب اندرونی طور پر کیسے ٹیڑھے ہیں۔ جس طرح ہڈیوں کا مریض بعض اوقات ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی ہیئت عجیب دکھائی دیتی ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ روحانی بیماریوں کی وجہ سے ٹیڑھے میڑھے ہو جاتے ہیں۔

اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے پہلے کس طرح جھوٹی بات

جماعت کی طرف منسوب کی اور پھر حملہ شروع کر دیا۔اوّل تو یہ بات بالکل جھوٹ ہے کہ احمدی محمد رسول اللہ ﷺ کے بنفسہٖ دوبارہ دنیا میں آنے کے قائل ہیں۔دوسرے یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ اگر معنوی بعثت مراد لی جائے تو دوسرے مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کے معنوی طور پر دوبارہ آنے کے قائل نہیں۔

یہ دونوں باتیں غلط اور ٹیڑھی ہیں۔جہاں تک بنفسہٖ آنحضرت ﷺ کے دوبارہ آنے کا سوال ہے نہ دوسرے مسلمان اس کے قائل ہیں اور نہ احمدی اس کے قائل ہیں۔اگر کسی پرانے رسول کا بنفسہٖ آنے کا کوئی قائل ہے تو خود لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی بجائے عیسیٰ علیہ السلام کے بنفسہٖ پرانے جسم سمیت دوبارہ دنیا میں آنے کے قائل ہیں۔

جہاں تک معنوی بعثت کا تعلق ہے جو کامل غلامی کی صورت میں یا فنا فی الرسول کی صورت میں ہونی ممکن ہے تو اس کے نہ صرف یہ کہ احمدی قائل ہیں بلکہ قرآن کریم کی رو سے اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

اور اگر یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا کوئی نائب آپؐ کی غلامی میں آپؐ کی بعثت ثانیہ کا مظہر بنے گا،مولوی صاحب کے نزدیک قابل قبول نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کو قرآن سے ہی انحراف ہے۔اور احادیث صحیحہ سے بھی توبہ کر لیں۔دیکھئے سورۃ جمعہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر کر کے جو پیشگوئی فرمائی کہ **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔**

کیا جناب مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ اس پیشگوئی کی تشریح میں خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ گواہی بخاری کی حدیث صحیح میں درج ہے کہ۔

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَالثُّرَیَّا لَنَا لَہُ رِجَالٌ اَو رَجُلٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ کہ اگر آخری زمانہ میں ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو سلمان فارسی کی قوم میں سے بعض اشخاص یا ایک اور

روایت کے مطابق ایک شخص اسے واپس زمین پر کھینچ لائے گا۔اب بتایئے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی معنوی بعثت ثانی کا ذکر نہیں تو پھر اور کیا ذکر ہے۔کیا محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر لدھیانوی صاحب کو فہمِ قرآن کا دعویٰ ہے۔کیا یہ قطعی اور سب سے بالا گواہی سننے کے باوجود یہ مولوی صاحب اب بھی یہ دعویٰ کرنے کی جرأت کریں گے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی معنوی اور تمثیلی بعثت کا دنیا کا کوئی مسلمان قائل نہیں۔کیا محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر بھی اور کوئی گواہی ہوگی؟

بزرگان امت کی نظر میں مہدی معہود اور مسیح موعود کا مقام

لدھیانوی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں امت محمدیہؐ میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ ہوگی اور کوئی شخص آپؐ کا ظل اور بروز بن کر آئے گا۔

قارئین کرام لدھیانوی صاحب کے اس اعتراض کی تردید ہم فصل اوّل میں مفصل کر چکے ہیں یہاں دوبارہ بزرگان امت کے بعض ایسے اقوال پیش کرتے ہیں جن میں امت محمدیہؐ میں آنے والے مہدی معہود اور مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت کا مظہر اور آپؐ کا ظل اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

ان تحریرات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولوی صاحب بزرگان امت کے ان عقائد اور تعلیمات سے آشنا ہی نہیں تو پھر ان کو مذہبی امور میں ایسے دعوے کرنے کوئی حق نہیں یا پھر ان سب باتوں کا علم رکھنے کے باوجود محض جھوٹ سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ایسی تحریریں امت مسلمہ کے لٹریچر میں کثرت سے موجود ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے اور آنے والے موعود کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظل اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جنہیں دیو بندی بھی بارھویں صدی

ہجری کا مجدد قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں:۔

''اَعْظَمُ الْاَنْبِیَآءِ شَاْنًا مَنْ لَہٗ نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الْبَعْثِ اَیْضًا وَ ذٰلِکَ اَنْ یَّکُوْنَ مُرَادَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ اَنْ یَکُوْنَ سَبَبًا لِخُرُوْجِ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاَنْ یَّکُوْنَ قَوْمُہٗ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فَیَکُوْنُ بَعْثُہٗ یَتَنَاوَلُ بَعْثًا اٰخَرَ''

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ وخواصھا صفحہ ۸۳ مطبوعہ مصر ۱۲۸۴ھ)

''یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہوگی اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو اور اس کی قوم خیرِ امت ہو جو تمام لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو لہٰذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہوگی''

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروز حقیقی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اَمَّا الْحَقِیْقِیُّ فَعَلٰی ضُرُوْبٍ.... وَتَارَۃً اُخْرٰی بِاَنْ تَشْتَبِکَ بِحَقِیْقَۃِ رَجُلٍ مِنْ اٰلِہٖ اَوِالْمُتَوَسِّلِیْنَ اِلَیْہِ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا ﷺ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی ظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ.'' (تفہیمات الٰہیہ جزو ثانی تفہیم نمبر ۲۲۸ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور ۱۹۳۶ء)

یعنی حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں...... کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کی مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔ یعنی مہدی آنحضرت ﷺ کا حقیقی بروز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں:۔

''حَقٌّ لَّہٗ اَنْ یَنْعَکِسَ فِیْہِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَیَزْعَمُ الْعَامَّۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلاسْمِ الْجَامِعِ

الْمُحَمَّدِیّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسَخَۃٌ مِنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍمِّنَ الْاُمَّۃِ‘‘

(الخیرالکثیر صفحہ۲۷ مطبوعہ بجنور)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا۔ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا پس اس میں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ نے آنے والے مسیح کو آنحضرت ﷺ کے انوار کا پورا عکس اور آپؐ کا کامل ظل و بروز قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے:۔

’’اَلْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْئُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ تَابِعًا لِّمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَۃِ تکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَہٗ کُلُّھُمْ۔۔۔۔لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ‘‘

(شرح فصوص الحکم از مولانا عبدالرزاق قاشانیؒ صفحہ۵۲ مطبوعہ مصر)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوگا لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپؐ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے۔کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ ﷺ کا باطن ہے۔یہ قول سید عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔اس میں انہوں نے امام مہدی کے باطن کو آنحضرت ﷺ کا باطن قرار دے کر انہیں آپؐ کا عکس اور ظل و بروز ہی قرار دیا ہے۔

(۳) شیخ محمد اکرم صاحب صابری لکھتے ہیں:۔

’’محمد بود کہ بصورت آدم در مبداء ظہور نمود یعنی بطور بروز در ابتداء عالم،روحانیت محمد مصطفیٰ ﷺ در آدم متجلی شد۔وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم

الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ ﷺ بروز وظہور خواہد کرد وتصرفہا خواہد نمود‘‘
(اقتباس الانوار صفحہ ۵۲)

یعنی وہ محمد ﷺ ہی تھے جنہوں نے آدم کی صورت میں دنیا کی ابتداء میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدمؑ میں ظاہر ہوئی اور محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہوں گے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدی کی شکل میں ظاہر ہوں گے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانیت مہدی میں بروز اور ظہور کرے گی۔

اس عبارت میں بھی امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کا بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۴) حضرت ملا جامی خاتم الولایت امام مہدی کے درجے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’فَمِشْکٰوۃُ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ هِیَ الْوَلَایَۃُ الْخَاصَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ وَهِیَ بِعَیْنِهَا مِشْکٰوۃُ خَاتَمِ الْاَوْلِیَاءِ لِاَنَّہٗ قَائِمٌ بِمَظْهَرِیَّتِهَا‘‘ (شرح فصوص الحکم ہندی صفحہ ۶۹)

یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدی ولایت خاصہ ہے اور وہی بجنسہ خاتم الاولیاء (حضرت امام مہدی علیہ السلام) کا مشکوٰۃ باطن ہے کیونکہ امام موصوف آنحضرت ﷺ کے ہی مظہر کامل ہیں۔

اس عبارت میں بھی امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کی صفات کا مظہر اور بروز قرار دیا گیا ہے۔

(۵) عارف ربّانی محبوب سبحانی حضرت سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

’’اس (یعنی امام مہدی۔ ناقل) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحب مقام محمدی ہے اور ہر کامل کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے‘‘ (انسان کامل اردو۔ باب ۶۱ علامات قیامت کے بیان میں۔ صفحہ ۲۷۰۔ مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور بار اول)

(۲) حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارز ہیں۔ پہلی بار آپؐ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے اور پہلے قطب حضرت آدم علیہ السلام ہوئے ہیں۔ دوسری بار حضرت شیث علیہ السلام میں بروز کیا ہے اس طرح تمام انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم میں بروز فرمایا ہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اپنے جسد عنصری (جسم) سے تعلق پیدا کر کے جلوہ گر ہوئے اور دائرہ نبوت کو ختم کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ میں بروز فرمایا ہے پھر حضرت عمرؓ میں بروز فرمایا پھر حضرت عثمانؓ میں بروز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ میں بروز فرمایا ہے۔ اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا ہے اور کرتے رہیں گے حتی کہ امام مہدی میں بروز فرماویں گے۔ پس حضرت آدمؑ سے امام مہدیؑ تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے ہیں تمام روح محمد ﷺ کے مظاہر ہیں اور روح محمدی نے ان کے اندر بروز فرمایا ہے۔ پس یہاں دو روح ہوئے ہیں ایک حضرت محمد ﷺ کی روح جو بارز ہے دوسری اس نبی یا ولی کی روح جو مبروز فیہ اور مظہر ہے''

(مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ مؤلفہ رکن الدین مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ)

اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے خلفاءؓ اور امت میں پیدا ہونے والے جملہ اولیاءؒ اور مجددینؒ سب کے سب آنحضرت ﷺ کے بروز بن کر آئے تھے اسی طرح امام مہدی بھی بروز محمد ﷺ بن کر آئے گا۔

آپ نے بروزیت اور عینیت کے متعلق گزشتہ بزرگوں کے حوالے تو پڑھ لئے لیکن آپ کو چونکہ امت محمدیہ میں ایسی شان کے آدمی پیدا ہونے پر شدید اعتراض ہے اس لئے ہم آپ کو آپ کے بزرگ قاری محمد طیب صاحب کے الفاظ یاد دلاتے ہیں کہ آپ سب کا یہ عقیدہ

ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو نہ صرف محمد ﷺ کے عین اور بروز ہوں گے بلکہ شانِ خاتمیت رکھتے ہوں گے۔

(۷) دیوبندی فرقہ کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند آنے والے مسیح کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں تشریف لانا مناسب، نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم قرار دیا جانا مصلحت اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبتِ تامّہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہٖ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہوتا کہ خاتمِ مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ انبیائے سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حد تک

خاتمیت کی شان رکھتا ہواس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبہ تشریح لئے ہوئے نہ ہو بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے اور خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے'' (تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

(۸) اردو کے مشہور شاعر جناب امام بخش ناسخ امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اول و آخر کی نسبت ہوگئی صادق یہاں — صورت معنی شبیہہ مصطفیٰ پیدا ہوا
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گمان — یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد دوم صفحہ ۵۴ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

درحقیقت کفر و اسلام کی بحث میں جماعت احمدیہ کا مسلک کسی دوسرے فرقے سے الگ نہیں۔ امت محمدیہ کے تمام بڑے بڑے فرقے باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سبھی کلمہ گو ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے قائل ہیں پھر بھی دیگر وجوہات اور اختلافِ عقائد کی بناء پر ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں۔ احمدی جب دوسرے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں تو محض اس بناء پر کہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کو امام مہدی تسلیم کرنے سے کھلا کھلا انکار کرتے ہیں۔ پس عقلاً احمدیوں کے لئے کوئی اور راہ ہی نہیں رہتی کہ وہ جس کو خدا کا بھیجا ہوا امام تسلیم کریں اس کے منکر کو کافر قرار دیں یہ کوئی غلط بات دوسروں کی طرف منسوب نہیں کی جارہی یہ ایسی بات ہے جس پر وہ خود فخر کرتے ہیں کہ اس بات پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے۔

پس اگر لدھیانوی صاحب امام مہدی کے انکار کرنے پر فخر کرتے ہیں تو ان کو کفر کے فتویٰ سے تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ انہیں یہی کہنا چاہئے کہ اگر یہ کفر ہے تو ہم اس پر فخر

کرتے ہیں۔ دیکھئے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک نوع کے کفر پر کس شان سے اظہار فخر فرمایا ہے۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

کہ خدا کے بعد اگر محمد ﷺ کے عشق میں گرفتار ہونا ہی کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

اب آخر پر ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ خود لدھیانوی صاحب معترض کا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو یہ سچا مہدی سمجھیں گے اس کا منکر کافر ہوگا کیونکہ امام خدا بناتا ہے۔ جس امام کو خدا بنائے اس کے انکار پر کفر لازم آتا ہے۔ پس اگر یہ عقیدہ لدھیانوی صاحب اختیار کریں تو یہ عقیدہ جرم اور گناہ نہیں اور اگر احمدی یہی عقیدہ اختیار کریں تو یہ جرم اور گناہ بن جاتا ہے۔ یہ کونسی شرافت ہے اگر ہم یہ غلط کہتے ہیں تو لدھیانوی صاحب اعلان کرائیں اور کثرت سے اس اعلان کو شائع کرائیں کہ امام مہدی کا منکر اور ان پر سبّ وشتم کرنے والا ہرگز کافر نہیں ہوگا۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَنْکَرَ خُرُوْجَ الْمَهْدِیِّ فَقَدْ اَنْکَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ''

(ینابیع المودہ الباب الثامن والسبعون از علامہ الشیخ سلیمان بن شیخ ابراہیم المتوفی ۱۲۹۴ء)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مہدی کے ظہور کا انکار کیا اس نے گویا ان باتوں کا انکار کیا جو محمدؐ پر نازل ہوئیں۔

پھر آپؐ فرماتے ہیں:۔

''مَنْ کَذَّبَ بِالْمَهْدِیِّ فَقَدْ کَفَرَ''

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱ از نواب سید محمد صدیق حسن خان بھوپالوی مطبع شاہجہان پریس بھوپال)

جس نے مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔

اب ہم اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ ہر اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب ٹھوس اور مدلّل حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔

پس ایک دفعہ ہم پھر خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ انیس کے انیس اعتراض جو ان لدھیانوی صاحب نے اٹھائے ہیں یہ سراسر باطل اور جھوٹے اور حقیقت کے خلاف ہیں ہم ان کا معاملہ حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ ہماری جگہ اگر غالب ہوتا تو شاید اپنا یہ مصرعہ پڑھ دیتا کہ

''وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے''

فصل چہارم

’’مکی بعثت پر قادیانی بعثت کی فضیلت‘‘

فصل چہارم کا لدھیانوی صاحب نے مندرجہ بالا عنوان قائم کیا ہے جس سے وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کا بروز اور آپ ؐ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہونے کی بناء پر آنحضرت ﷺ سے افضل ہیں اپنے اس دعویٰ کی تائید میں انہوں نے انیس عناوین قائم کئے ہیں۔

معزز قارئین! گذشتہ اوراق میں متعدد مقامات پر ہم حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی عارفانہ تحریرات درج کر چکے ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کو تمام نبیوں سے افضل، رسولوں کا سردار اور آقا تسلیم کیا گیا ہے اور جن میں مرزا صاحب نے خود اپنے آپ کو حضرت رسول کریم ﷺ کا کامل غلام اور خادم بیان کیا ہے لیکن چونکہ لفظ انیس مولوی صاحب کے دماغ پر بہت بری طرح حاوی ہے اور اس اعتراض کی بھی انیس شکلیں بنائی ہیں اس لئے یہی انیس کا عدد اپنی تمام شدّت اور قوت کے ساتھ ان پر الٹانے کی غرض سے ہم لدھیانوی صاحب کے ایک ایک نکتہ کا علیحدہ علیحدہ جواب قلمبند کرتے ہیں۔

’’عقیدہ نمبر۱‘‘

دوسری بعثت اقویٰ اور اکمل اور اشدّ

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے درج ذیل اقتباس درج کیا ہے۔

’’جس شخص نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سال سے تعلق نہیں رکھتی جیسا کہ پانچویں ہزار سال سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نصِ قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں (مرزا صاحب کی بعثت کے زمانے میں) بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشدّ ہے‘‘ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۷۲)

لدھیانوی صاحب کی پیش کردہ عبارت کے بعد جو دوسرا فقرہ ہے اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ’’ اِخْتَارَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِبَعْثِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ عِدَّةً مِنَ الْمِاٰتِ كَعِدَّةِ لَيْلَةِ الْبَدْرِ مِنْ هِجْرَةِ سَيِّدِنَا خَيْرِ الْكَائِنَاتِ‘‘

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۲)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو ہمارے آقا جو پوری کائنات سے افضل وجود ہیں کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا (یعنی چودھویں صدی) لدھیانوی صاحب کو نہ جانے یہ دوسرا فقرہ کیوں نظر نہیں آیا جس میں آنحضرت ﷺ کو مرزا صاحب نے ’’اپنا آقا‘‘ قرار دیا ہے اور آپؐ کو ’’خیرالکائنات‘‘ پوری مخلوق میں سب سے افضل مانا ہے اس جملہ سے صرف ایک جملہ اوپر کی عبارت سے لدھیانوی صاحب سیاق وسباق کو نظر انداز کر کے یہ مفہوم اخذ کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے وجود کو آنحضرت ﷺ سے افضل قرار دے رہے ہیں۔

قارئین کرام! لدھیانوی صاحب کو خطبہ الہامیہ کی یہ عبارت بھی نظر نہیں آئی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

’’میری نسبت اس (ﷺ) کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خداتعالیٰ کا یہ قول کہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنے آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں‘‘ (خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۸،۲۵۹)

لدھیانوی صاحب کو خطبہ الہامیہ کے شروع میں ’’الاعلان‘‘ کے زیرعنوان صفحہ ’’ج‘‘

روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۱ کا یہ فقرہ بھی نظر نہیں آیا کہ

''لَمَّا کَانَ شَاْنُ الْمَسِیْحِ الْمُحَمَّدِیّ کَذٰلِکَ فَمَا اَکْبَرَشَاْنُ نَبِیٍّ ھُوَ مِنْ اُمَّتِہٖ ''یعنی جب مسیح محمدی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی کتنی بلند شان ہوگی، مسیح محمدی جس کی امت کا ایک فرد ہے۔

ضمیمہ خطبہ الہامیہ کے حاشیہ صفحہ ''ح'' روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۳ میں فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت ﷺ خیر الاولین وآخرین ہیں''

نیز فرماتے ہیں

فَارَتْ رَحْمَتِیْ کَسَیِّدِیْ اَحْمَدَ۔ (خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۶۲)

میری رحمت میرے سردار احمد ﷺ کی طرح جوش میں ہے۔

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:۔

ھُوَ سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَتْقٰی وَاَسْعَدُوَاِمَامُ الْخَلِیْقَۃِ

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۰)

یعنی آنحضرت ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں آپ ساری مخلوق کے امام وپیشوا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تقویٰ شعار اور سعید بخت تھے۔

مولوی لدھیانوی صاحب کے دجل کی یہ حالت ہے کہ جس خطبہ سے یہ عبارت نقل کر کے اپنا سا معنی لیتے ہیں اس کی یہ عبارات یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ان عبارات کے ہوتے ہوئے اگر پہلی عبارت کا کوئی اور مطلب نکالے تو اسے بددیانتی نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

قارئین کرام! پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ آیت ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصود اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ دینا ہے اور چونکہ آپؐ کی زندگی میں بوجہ عدم وسائل ایسا نہ ہو سکا اس

لئے مسیح موعود کے زمانے میں اس کے ہاتھوں یہ کام انجام پائے گا۔ چنانچہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال میں بھی پیشگوئی لکھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

يُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ

یعنی اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے زمانے میں اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو دلائل کے لحاظ سے مردہ ثابت کردے گا۔

چنانچہ لدھیانوی صاحب کی مزید تسلی کے لئے ہم ان کے لئے ایک مسلم بزرگ شہید بالاکوٹ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کا قول درج کرتے ہیں۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''وظاہراست کہ ابتدائے ظہور دین درزمان پیغمبر ﷺ بوقوع آمدہ واتمام آں ازدست حضرت مہدی واقع خواہد گردید'' (منصب امامت از مولانا محمد اسماعیل شہید صفحہ ۷۰ مطبوعہ آئینہ ادب چوک مینارانارکلی لاہور ۱۹۶۷ء)

یعنی ظاہر ہے کہ دین کی ابتداء حضرت رسول مقبول ﷺ سے ہوئی لیکن اس کا اتمام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا۔

پھر آیت **قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً** کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

''وظاہراست کہ تبلیغ رسالت بہ نسبت جمیع ناس ازآنجناب متحقق نگشتہ بلکہ امردعوت ازشروع گردیدہ یومافیوما بواسطہ خلفاء راشدین وائمہ مہدیین روبہ تزاید کشید تا اینکہ بواسطہ امام مہدی باتمام خواھد رسید۔'' (منصب امامت از مولانا محمد اسماعیل شہید صفحہ ۷۱ مطبوعہ آئینہ ادب چوک مینارانارکلی لاہور ۱۹۶۷ء)

یعنی آنحضرت ﷺ کی رسالت کی تبلیغ حضور ﷺ کے زمانہ میں تمام لوگوں کو نہیں ہوئی بلکہ آہستہ آہستہ خلفاء راشدینؓ اور دیگر ائمہؒ کے ذریعہ بڑھتی رہی اور اب امام مہدیؑ کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوگی۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی آیت قرآن کریم میں تین مقامات پر آئی ہے سورۃ توبہ آیت ۳۳، سورۃ الفتح آیت ۲۹ اور سورۃ الصّف آیت ۱۰۔ ہم بعض پرانی تفاسیر کے حوالہ جات مذکورہ بالا تشریح کی تائید میں یہاں درج کرتے ہیں تا قارئین کو اس کے مضمون کی بابت اندازہ ہو سکے۔

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے:۔

''وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ''

(الجزءالعاشر سورہ توبہ صفحہ ۷۷ زیر آیت ھذا)

یعنی اکثر مفسرین اس امر کے قائل ہیں کہ یہ وعدہ مسیح موعود کے زمانہ میں پورا ہوگا۔

پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں ''وَقِيْلَ اِنَّ تَمَامَ هٰذَا الْاِ عْلَاءِ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى''

(روح المعانی جز و نمبر ۲۶ سورہ الفتح صفحہ ۱۲ زیر آیت ھذا)

کہ یہ وعدہ مسیح موعود کے زمانہ میں پورا ہوگا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ هٰذَا وَعْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بِاَنَّهٗ تَعَالٰى يَجْعَلُ الْاِسْلَامَ عَالِيًا عَلٰى جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَتَمَامُ هٰذَا اِنَّمَا يَحْصُلُ عِنْدَ خُرُوْجِ عِيْسٰى وَقَالَ السُدِّيُّ ذٰلِكَ عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِيّ''

(تفسیر رازی جز و ۱۶ تفسیر سورہ توبہ صفحہ ۴۰ زیر آیت ھذا زیر عنوان الوجہ الثانی)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرے گا اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہوگی، اور سدی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ مہدی موعود کے زمانہ میں پورا ہوگا۔

تفسیر قرطبی میں لکھا ہے:۔

''قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالضَّحَاكُ هٰذَا عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ

السُّدِیُّ ذَاکَ عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیْ‘‘

(تفسیر قرطبی جز ونمبر ۸ سورۃ توبہ زیر آیت ھذا صفحہ ۱۲۱)

کہ حضرت ابو ہریرہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ وعدہ نزول مسیح کے وقت پورا ہوگا اور سدّی کہتے ہیں کہ ظہور مہدی پر یہ وعدہ پورا ہوگا۔

پس اگر امام مہدیؑ اور موعود عیسیٰؑ کے زمانہ میں مقصد اسلام پایہ تکمیل کو پہنچے تو یقیناً محمد رسول اللہؐ کی شان اقویٰ اور ارفع ہوکر دنیا میں ظاہر ہوگی نہ کہ خود عیسیٰؑ اور مہدیؑ کی شان اقویٰ اور ارفع ہوگی۔ پس جب بھی جماعت احمدیہ کے علم کلام میں ایسا کلام ملتا ہے وہاں بلا شبہ اور بغیر شک کے ہمیشہ یہی مراد ہوتی ہے کہ جب بھی رسول اللہ کا دین اکمل اور ارفع ہوگا اور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے زمانہ میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کا دین پوری شان سے ادیان باطلہ پر غالب آئے گا تو یہ دور محمد رسول اللہ ﷺ کے دور کو پہلے سے بڑھ کر روشن اور قوی کر کے ظاہر کرے گا۔

غالباً اس مضمون کی طرف آنحضرت ﷺ کی یہی حدیث اشارہ فرما رہی ہے کہ میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا دوسرا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ثالث صفحہ ۱۳۰ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

بہت ہی غبی انسان ہوگا جو اس حدیث کا یہ مطلب نکالے کہ بارش کا کوئی حصہ آنحضرت ﷺ کا حصہ نہیں۔ گویا اول بارش محمد ﷺ کا دور اور آخر بارش کسی اور کا دور ہے اور وہ حصہ محمد رسول اللہ کے حصہ سے افضل ثابت ہوگا۔

اس عارفانہ حدیث کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں نکل سکتا کہ پہلا دور بابرکت ثابت ہو یا آخری دونوں صورتوں میں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی برکتوں والی بارش ہی ہوگی۔

پس آخری دور میں یہ فتح بھی ہر چند کہ وہ فتح محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے

ذریعہ ہواس کا سہرا محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی سر ہوگا۔اس طرف حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام اشارہ فرمارہا ہے۔

''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد''

مسیح موعود علیہ السلام نے اس عمارت کی بناڈال دی ہے کہ جو خواہ کتنی بھی بلند ہو اس کی رفعتوں پر ہمیشہ محمد رسول اللہ کا قدم رہے گا اور اس کی بلندی سے محمد رسول اللہ کا بلند تر مقام دنیا میں ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔

''عقیدہ نمبر۲''

روحانی ترقیات کی ابتداء اور انتہاء

اس عنوان کے تحت درج ذیل اقتباس درج کیا گیا ہے:۔

''ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ (مکہ میں) ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہاء کا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (قادیان میں) پوری تجلی فرمائی'' (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷)

یہ عبارت خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ کے صفحہ ۲۶۶ پر ہے، خطبہ الہامیہ کی اصل عبارت عربی میں ہے اس کے نیچے فارسی اور اردو میں ترجمہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ لدھیانوی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ درج کیا ہے اور ترجمہ درج کرتے ہوئے انہوں نے اپنی طرف سے عبارت کے اندر دو بریکٹس ڈال دی ہیں جو نہ اصل عربی عبارت میں ہیں اور نہ اردو ترجمہ میں۔

ان کی بریکٹس بتا رہی ہیں کہ بہتان سے کام لینے کے لئے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں تصرف سے کام لیا ہے تا کہ مکہ کے مقابل پر نعوذ باللہ قادیان کو رکھ کر اشتعال انگیزی کریں یہاں نہ مکہ کا ذکر ہے نہ قادیان کا صرف آنحضورؐ کی روحانیت کے آغاز اور اس

کے دن بدن روشن تر ہونے کا ذکر ہے جو آخری زمانہ میں پہلے سے بڑھ کر دنیا میں جلوہ گر ہو رہی ہے اور شان محمد ﷺ کے ہمیشہ بڑھتے رہنے کے عقیدہ کی سند قرآن کریم میں ہے ایک تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو سب دوسرے دینوں پر غالب کر دے گا اور سب دوسرے دینوں پر غالب آنے سے جو روحانیت ظاہر ہوگی وہ محمد ﷺ کی شان ہی ہوگی نہ کہ کسی دوسرے کی۔

دوسرے سورۃ الضحیٰ میں فرمایا۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کہ ’’تیرا آخر تیرے اول سے بہتر ہوگا‘‘ یہ پیشگوئی اس پر شاہد ناطق ہے کہ محمد ﷺ کی شان آئندہ بڑھے گی اور جو غلامان محمد ﷺ شان بڑھانے میں مدد کریں گے یہ ان کی نہیں بلکہ ’’محمد ﷺ کی شان ہوگی‘‘۔ قرون اولیٰ میں صحابہؓ نے قربانیاں دیں وہ بھی دراصل محمد ﷺ کی شان تھی جو صحابہؓ میں جلوہ گر تھی۔ پس یہی معنی ہیں حضرت مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کے۔ اس میں نہ مکہ اور قادیان کا ذکر ہے اور نہ قادیان کی مکہ پر فضیلت کا دعویٰ کیا گیا ہے ہمارے نزدیک ایسا خیال شیطانی ہے جس سے ہرگز ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

یہی بات بعینہٖ خطبہ الہامیہ میں زیر نظر عبارت کی تیسری سطر میں خوب کھول کر پیش کر دی گئی ہے جو یہ ہے۔

’’خیر الرسل ؐ کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا‘‘

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۷)

اس میں مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کو خیر الرسل یعنی تمام رسولوں سے افضل قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کا مظہر۔

اس سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے مخالف کس قدر بغض وعناد میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ لدھیانوی صاحب کی نظر اس عبارت سے آگے نہ گئی ہو اور اسی جگہ رک گئی ہو اگر انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں تیسری سطر کیوں نہ دکھائی دی؟

''عقیدہ نمبر۳''

پہلے سے بڑی اور زیادہ فتح مبین

اس عنوان کے تحت وہ درج ذیل اقتباس درج کرتے ہیں۔

''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے قول میں اشارہ ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ''(خطبہ الہامیہ صفحہ۱۹۳)

یہ عبارت خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد۱۶ کے صفحہ۲۸۸ پر ہے اور یہاں پر اس عبارت کے سیاق وسباق میں یہ مضمون بیان ہو رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مخالفینِ اسلام نے اسلام کو دلائل سے مٹانے کی کوشش نہیں کی بلکہ تلوار کے ذریعے جنگیں کر کے مسلمانوں کو زدوکوب اور شہید کر کے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی تھی چنانچہ آپؐ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے تمام ملک عرب پر آپؐ کو فتحِ مبین عطا فرمائی۔لیکن آپ کے دین کا مقابلہ مسیح موعود کے زمانے میں کیونکہ دنیا کے تمام ادیان سے ہونا مقدر تھا جیسا کہ آیت لیظھرہ ......کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔اس کے نتیجہ میں صرف ایک ملک نہیں بلکہ دنیا کی تمام اقوام اور تمام ممالک دلائل کے ذریعے اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گے اور پیشگوئیوں کے مطابق دلائل کے ذریعے مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کو تمام ملکوں اور تمام دینوں پر فتح عطا فرمائے گا جو آنحضرت ﷺ کے فیضان کا نتیجہ ہونے کی بناء پر آپؐ ہی کی فتح مبین ہوگی۔ظاہر ہے کہ اسلام جو آج تک دنیا کی آبادی کا بیسواں حصہ ہے جب یہ تمام ادیان پر

غالب آجائے گا تو بنی نوع انسان کے سب سے بڑے مذہب کے طور پر ابھرے گا جو دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی فتح ہے جو پہلے سے عظیم تر ہے اس لئے ایک فتح کا دوسری فتح سے موازنہ کرنا جو قرآن کریم کے عین مطابق ہے اگر لدھیانوی کو سب کجی دکھائی دیتی ہے تو ان کی ذہنی کیفیت کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ محض کجروی کی بنا پر عبادتوں کو بگاڑ کر سادہ لوح عوام کو جنہوں نے کتابیں نہیں پڑھیں دھوکا دیتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ﷺ سے برتر ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اور پھر اس کے ثبوت کے طور پر یہ پیش کر دیا ہے کہ میری فتح دراصل بڑی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہاں زمانہ اوّل کا آخر سے مقابلہ پیش کیا جا رہا ہے جس سے قرآن کریم کی صداقت کا مظاہرہ ہو رہا ہے اور یہ آیت وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے جو غبی لوگوں کو پتہ نہیں سمجھ میں نہیں آتا یا جان بوجھ کر وہ شرارت سے کام لیتے ہیں۔

ہم قبل ازیں اسی فصل چہارم میں سب سے پہلے اعتراض بعنوان ''دوسری بعثت اقویٰ اور اکمل اور اشدّ'' کے جواب میں بزرگان دین کے اقوال درج کر چکے ہیں کہ آخری زمانہ یعنی مسیح و مہدی کے زمانہ میں اسلام ساری دنیا کے تمام مذاہب پر غالب آئے گا۔

عجیب بات ہے کہ وہ بات جو لدھیانوی صاحب کے مسلّم بزرگ بیان کرتے چلے آئے ہیں اگر وہی بات حضرت مرزا صاحب لکھ دیں تو لدھیانوی صاحب کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور بپھر کر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں کاش لدھیانوی صاحب ہم پر حملہ کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ کیا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے کہ کسی جرنیل کے کسی ماتحت کی فتوحات کو جرنیل کے مقابل پر پیش کیا جائے یا کسی جرنیل کی فتوحات کو فرمانروائے سلطنت کے مقابل پر پیش کر کے اس کا رتبہ بڑھایا جائے۔ یہ محض جہالت اور تعصب کی باتیں ہیں اس

کے سوا ان کی کوئی حیثیت نہیں ۔کیا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ اپنی فتوحات کو حضرت عمرؓ کے مقابل پر پیش کیا کرتے تھے یا خلفاء راشدین کو جو فتوحات ہوئیں وہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر پیش کی گئیں؟ یہی جماعت احمدیہ کا مسلّمہ عقیدہ ہے جو تمام دنیا کے احمدیوں کا اٹل اور غیر متزلزل اعتقاد ہے۔پس ایسی پاک جماعت اور اس کے پاک امام پر ایسے بیہودہ خیالات اپنی طرف سے پیش کر کے ناپاک حملے کرنا شرفاء کو زیب نہیں دیتا۔

''عقیدہ نمبر۴''

زمان البرکات

اس عنوان کے تحت یہ اقتباس دیا گیا ہے۔

''غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع البلیات تھا''

(اشتہار ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء تبلیغ رسالت صفحہ۴۴ ج ۵)

اس عبارت میں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے صرف یہ بیان کیا جارہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اسلام اور اہل اسلام کو کفار کی جانب سے بڑے بڑے خطرات تھے اور ہر وہ شخص جو مسلمان ہوتا تھا اس پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی زندگی میں ان مصائب کو دور کیا اور کفار کے بالمقابل آپؐ کو اپنی تائیدات سے نوازا لیکن مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کے مخالفین اسلام کی تعلیمات میں اپنے دلائل، اعتراضات اور وساوس کے ذریعہ خامیاں اور عیوب تلاش کرتے ہیں اس لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلامی تعلیم کی خوبیاں، اس کی حکمتیں اور برکات کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ مضمون ہے جس کو مختلف عناوین کے تحت پیش کر کے عامۃ الناس کی نظر سے چھپایا جارہا ہے۔کوئی قاری اگر اس عنوان کے تابع مضمون پڑھ لے تو اس کے علاوہ اسے کوئی مضمون

دکھائی نہ دے گا۔کاش مولوی صاحب تقویٰ سے کام لیں آخر خدا کو جان دینی ہے وہاں پر ضرور پوچھے جائیں گے۔

''عقیدہ نمبر۵''

ہلال اور بدر

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب یہ پیراگراف درج کرتے ہیں۔

''اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجامکار آخر زمانہ میں بدر(چودھویں کے چاند کی طرح کامل ومکمل) ہوجائے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کے مشابہ ہو(یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ **لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ**''(خطبہ الہامیہ صفحہ۱۸۴)

یہ اقتباس خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۷۵ پر ہے اور لدھیانوی صاحب نے اس عبارت میں خود ہی بریکٹس ڈال کر عبارت کو قابل اعتراض بنانے کی کوشش کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان بریکٹوں کے باوجود اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ اسلام کی تدریجی ترقی کا ذکر ہورہا ہے جو لازماً بڑھتی چلی جائے گی۔اب اگر اس تدریجی ترقی سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کا ہم کیا کرسکتے ہیں الٰہی وعدے تو ضرور پورے ہوں گے اور اسلام نے بہرحال ضرور بڑھتے چلے جانا ہے یہاں اسلام ہی کی بات ہورہی ہے نعوذ باللہ اسلام کے مقابل کسی اور دین کی بات تو نہیں کی جارہی کہ جس سے لدھیانوی صاحب کو اذیت پہنچے۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ تاثر پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کو ہلال اور اپنے آپ کو بدر کہہ رہے ہیں یہ اتنا بڑا بہتان ہے کہ حیرت ہوتی ہے لدھیانوی صاحب کی جسارت پر۔یہ اس شخص کے بارہ میں اعتراض کررہے ہیں کہ جب وہ اپنے لئے چاند کی تشبیہہ بیان کرتا ہے تو مقابل پر محمد ﷺ کو سورج قرار دیتا ہے اور خود کو محمد

رسول اللہ سے روشنی اخذ کرنے والا چاند قرار دیتا ہے۔ ناممکن ہے کہ لدھیانوی صاحب کی نظر سے یہ عبارتیں نہ گذری ہوں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ یہاں ہلال اور بدر سے رسول اللہؐ اور مرزا صاحب مراد نہیں بلکہ سراجاً منیراً کی وہ روشنی ہے جس نے اسلام کو ہلالی حالت سے بدر میں تبدیل کرنا ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ شَمْسٌ مُنِیْرَۃٌ   وَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَدْرٌ وَّ کَوْکَبٌ

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۷ صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ تو یقیناً روشنی دینے والے سورج ہیں اور آپؐ کے بعد بدر اور کوکب کا زمانہ ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

''وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم پر پڑتی ہے اور اس وقت ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۹)

نیز فرماتے ہیں:۔

''ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسلؐ کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۷۰)

''عقیدہ نمبر ۶''

ظہور کی تکمیل

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے درج ذیل اقتباس درج کیا ہے۔

''قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں وہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے نازل ہوا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے ذریعہ اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ذریعہ سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے۔ ولکل امر وقت معلوم۔ اور جیسا کہ آسمان سے نازل ہوا تھا ویسا ہی آسمان تک اس کا نور پہنچا اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۲)

اس عبارت میں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ تینوں چیزیں وہی ہیں جو پوری امت مسلمہ کے نزدیک مسلّمہ ہیں۔ صحابہؓ کے ذریعہ جو خدمت قرآن ہوئی اس کے نتیجہ میں صحابہؓ کی شان آنحضرت ﷺ سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپؐ کے فیضان کے نتیجے میں صحابہؓ کے ذریعہ اس کی اشاعت ہوئی اور مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جو خدمت قرآن ہوگی اور مخالفین اسلام کے اس میں قرآن کریم کی تعلیمات پر اعتراضات اور وساوس پیدا کرنے کے نتیجہ میں قرآنی تعلیمات کی جو حکمتیں، اسرار اور فضائل کا ظہور ہوگا اور وسائل کی

فراوانی کے سبب پوری دنیا میں اسرار قرآنی پھیلیں گے تو اس کے نتیجہ میں مسیح موعود کی شان آنحضرت ﷺ سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضور ﷺ کے فیضان کے نتیجہ میں ہی مسیح موعود کے ذریعہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہ خدمت قرآن ہوگی۔

سمجھ نہیں آتی کہ مولوی صاحب کو اس میں اعتراض کی کونسی بات نظر آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن پڑھتے ہی نہیں ورنہ قرآن کی آیت ہے جو قرآن کریم کے بارے میں بتاتی ہے اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَانُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بے شمار خزائن ہیں جو زمانہ کے مطابق ظہور کرتے ہیں اسی قرآن کریم میں نہ کسی اور کتاب میں بدلتے ہوئے زمانے کے لحاظ سے جو نئے علوم پیدا ہوئے ہیں ان سے جب بھی اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے تو قرآن کریم میں کافی وشافی دلائل موجود ہوتے ہیں اور جس قدر یہ علوم پھیلتے چلے جاتے ہیں قرآن کریم کے باطنی علوم کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ ان پر اگر مولوی صاحب کی نظر نہیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ یہ مضمون تو شانِ قرآن بڑھانے والا ہے نہ کہ اس کی شان میں گستاخی ہے۔

''عقیدہ نمبر ۷''

حقائق کا انکشاف

لدھیانوی صاحب یہاں یہ اقتباس پیش کرتے ہیں۔

''اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجوہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دآبۃ الارض کی ماہیت ہی ظاہر فرمائی گئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں (مگر بعثت ثانی میں مرزا صاحب پر یہ حقائق پوری طرح منکشف ہو گئے)''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۳)

لدھیانوی صاحب نے اعتراض بنانے کے لئے عبارت کے آگے بریکٹ میں اپنی طرف سے فقرہ درج کر دیا ہے تا اعتراض بن جائے کیونکہ اس فقرہ کے اضافے کے بغیر اعتراض بنتا ہی نہیں۔ قارئین کرام اس عبارت کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ لفظِ ''اگر'' سے شروع ہو رہی ہے اور '' کچھ تعجب کی بات نہیں'' پر ختم ہو رہی ہے اس میں مرزا صاحب نے یہ نہیں بیان فرمایا کہ ان امور کی حقیقت وحی الٰہی نے آپؐ کو نہیں بتلائی بلکہ لفظ اگر سے عبارت شروع ہو رہی ہے کہ اگر خدا نے نہ بتائی ہو اور آپؐ کی بعثت ثانی میں ظاہر ہو گئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

معزز قارئین! اصل بات یہ ہے کہ اس عبارت کے سیاق وسباق میں مرزا صاحب یہ مضمون بیان فرما رہے ہیں کہ مستقبل کے بارے میں جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ تفصیل کہ وہ کب اور کیسے پوری ہوں گی یہ ساری تفصیل اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے نبیوں کو نہیں بتایا کرتا۔ صرف یہ خبر دیا کرتا ہے کہ فلاں بات ہو گی اور اس کی تمام جزئیات اور اخبار کی تفصیل نہیں دیا کرتا۔ جب وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ جب تک پیشگوئی پوری نہ ہو اس کی تفاصیل کے سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے اور بعض اوقات نبیوں کو بھی غلطی لگ جاتی ہے۔ دوسرے یہ معروف بات ہے اور احادیث میں کثرت سے درج ہے کہ دجال کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں جب وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں تو حضور اکرم ﷺ اس جستجو میں رہتے تھے کہ دجال کون ہے کب ظاہر ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ چنانچہ دخان والی حدیث پر غور کر کے دیکھیں۔

انبیاء کو بعض اوقات دور دور کی خبروں سے مطلع کیا جاتا ہے جن کی پوری کیفیت بدلے ہوئے زمانہ میں ہی واضح ہو سکتی ہے اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور ﷺ ابن صیاد کو دجال کیوں سمجھتے۔ پس یہ حدیث قطعی گواہ ہے کہ یہ مضمون نہ صرف یہ کہ غلط نہیں بلکہ احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے لیکن حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے کمال ادب اور عشق کی رو سے اس بات کو اس نظر سے دیکھا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیاں جن کا پورا ہونا آپؐ کی بعثت ثانی کے ساتھ مقدر تھا خدا تعالیٰ نے بعثت ثانی کے وقت ظاہر فرما دیں۔

قارئین کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ اگر وہ دیکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کس قدر محمد رسول اللہؐ کے خادمانہ اور غلامانہ عشق میں مگن ہیں تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپؑ پر آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کا دور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

زیر نظر معاملہ کی مزید وضاحت خود مرزا صاحب کی اس عبارت میں موجود ہے۔ البتہ مولوی صاحب جس طرح کتر و بیونت سے کام لیتے ہیں اس سے مولوی صاحب کی خصلت کا پتہ چل جائے گا۔ جو قابل اعتراض بات انہوں نے نکالی ہے وہ تو حضرت مرزا صاحب نے رسول اللہؐ کے دفاع میں ایک عارفانہ حربے کے طور پر تحریر کی ہے۔ اگر لدھیانوی صاحب اسی عبارت سے منسلکہ تھوڑی سی پہلی عبارت بھی درج کر دیتے تو ان کے اعتراض کی عمارت خود بخود منہدم ہو جاتی۔

حضرت مرزا صاحب نے یہاں کئی ایک مثالیں پیش کی ہیں جن کی وجہ سے دشمن اعتراض کر سکتا ہے۔ مثلا

ا۔ ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ایسے امور میں جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے اور نہ ان کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو وخطا ہے مثلاً اس خواب کی بناء پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مؤمنوں کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل در منزل طے کر کے اس بلدۂ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسر آ جائے گا اور بلا شبہ رسول اللہ صلعم کی خواب وحی

میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا۔ تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائب سفر اٹھا کر مکہ معظّمہ میں پہنچے اگر راہ میں متنبہ کیا جاتا تو آنحضرت ﷺ ضرور مدینہ منورہ میں واپس آ جاتے۔''

۲۔''اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہیں کھلی تھی اور آنحضرت ﷺ کا اول اول یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے مگر آخر میں رائے بدل گئی تھی''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۷۱، ۴۷۲)

بشری تقاضوں کے تحت ہونے والی اجتہادی غلطیوں کی چند دوسری مثالیں دینے کے بعد فرماتے ہیں:۔

''بہر حال ان تمام باتوں سے یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں جس قدر الفاظ وحی کے ہوتے ہیں وہ تو بلا شبہ اوّل درجہ کے سچے ہوتے ہیں مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے ان کی کسی قدر تفصیل کرتے ہیں اور چونکہ وہ انسان ہیں اس لئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا ہوتا ہے لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ ان کی تبلیغ میں من جانب اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے اور وہ نبیوں کو عملی طور پر بھی سکھلائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے نبی ﷺ کو بہشت اور دوزخ بھی دکھایا گیا اور آیات متواترہ محکمہ بینہ سے جنت اور نار کی حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے۔ غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت دقیق راز ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبۂ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج

ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ھی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقتِ ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۷۲، ۴۷۳)

پس اس سیاق وسباق کے ساتھ جناب لدھیانوی صاحب زیر نظر عبارت پیش کرتے تو اعتراض قائم ہونے کی کوئی بنیاد ہی نہ تھی۔

''عقیدہ نمبر ۸''

صرف چاند۔چاند اور سورج دونوں

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے اعجاز احمدی صفحہ ۷۱ سے عربی کا ایک شعر مع ترجمہ لکھا ہے وہ ترجمہ یوں ہے ''اس (یعنی نبی کریم) کے لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا، اب تک تو انکار کرے گا'' (صفحہ ۳۶)

جناب مولوی صاحب اتنے کور باطن انسان ہیں کہ انہیں پتہ نہیں چلتا کہ اعتراض کس پر کر رہے ہیں حقیقت میں مولوی صاحب آنحضرت ﷺ کی حدیث پر اعتراض کر رہے ہیں تمام علماء جانتے ہیں کہ چاند، سورج گرہن کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں چاند گرہن ہوا تھا اور یہی بات حضرت مرزا صاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے اظہار کے لئے بیان کی ہے اور چاند اور سورج کے گرہن کو آج تک کسی احمدی عالم نے حضرت مرزا صاحب کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت کے طور پر پیش نہیں کیا لیکن یہ مولوی اتنے جاہل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی جو ایک مسلمہ حقیقت چلی آرہی ہے اور گزشتہ چودہ سو

سال میں دین کے مفکرین نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے تو صرف ایک چاند ہی کو گرہن لگا تھا اور مہدی کے لئے چاند اور سورج دو کو کیوں گرہن لگے گا۔ اور نہ ہی کسی نے اس وجہ سے مہدی کی حضرت محمد ﷺ پر فضیلت کا سوچا لیکن ان مولوی صاحب کے ذہن میں فتنہ کوندا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تائید میں یہ نشان پیش کر کے محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنی فضیلت کا اعلان کیا ہے۔ یہ مولوی صاحب کی نیت کی کجی نہیں تو اور کیا ہے یہ حملہ تو بظاہر حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں لیکن عملاً ان باتوں پر کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی تخلیق نہیں بلکہ وہ مسائل دینیہ ہیں جن کی سند محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔

اگر چہ کثرت کے ساتھ علماء نے چاند، سورج گرہن کی پیشگوئی والی حدیث کو قبول کیا ہے اور ہندو پاکستان میں حضرت مرزا صاحب سے پہلے اس کا خوب چرچا تھا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ لیکن اب مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد یہ اسے امام باقرؒ کا قول قرار دینے لگے ہیں تا کہ مرزا صاحب سے کسی نہ کسی طریق پر چھٹکارا مل جائے جن کے زمانہ میں ۱۸۹۴ء میں معینہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگا۔

لیکن یہ الگ بحث ہے یہاں زیر نظر محض یہ بحث ہے کہ چاند اور سورج دو کا گرہن ہونا حضرت مرزا صاحب کی ایجاد نہیں کہ ان پر الزام دو کہ مرزا صاحب نے اپنی فضیلت کی خاطر ایک کی بجائے دو گرہن بنا لئے ہیں۔

اسے اگر حدیث نبویؐ نہ بھی مانیں تو یہ امام باقرؒ کی پیشگوئی ثابت ہے جو سینکڑوں سال قبل گزرے ہیں۔ کروڑ ہا شیعہ انہیں امام مانتے ہیں۔ ان کی طرز روایت یہ نہ تھی کہ سلسلہ وار واقعات سناتے کہ انہوں نے فلاں سے سنا اور فلاں نے فلاں سے سنا بلکہ اہلبیت نبوی ﷺ میں ان کی پرورش ہوئی اور جو باتیں وہ وہاں سنتے تھے وہی بیان فرما دیتے تھے۔ اس لئے ان کی بیان فرمودہ روایت کو دوسرے پیمانے سے نہیں پرکھا جائے گا بلکہ ان بزرگ آئمہ کے مقام اور ان کی نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام اور مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو یہ آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کریں اسے بدرجہ اولیٰ ملحوظ رکھنا ہوگا۔ یہ مولوی صاحب مانیں یا نہ

مانیں کروڑہا شیعہ امام باقرؓ کی اس روایت کو ہی ماننے پر مجبور ہیں اور سنی علماء میں سے بھی ایک تعداد اس روایت کا احترام کرتی آئی ہے اور لدھیانوی صاحب جیسے کج بحث بھی اس حقیقت سے بہرحال انکار نہیں کر سکتے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی بنائی ہوئی پیشگوئی نہیں۔ اگر بنائی ہے تو پھر ضرور امام باقرؓ نے بنائی ہے۔ پس کیا امام باقرؓ نے امام مہدیؑ کی رسول اللہؐ پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے ایسا کیا تھا؟

ضمناً یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ روایت حدیث کی کتاب دارقطنی میں موجود ہے جسے سنی علماء ایک پائے کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مولوی صاحب نے اپنی بددیانتی کا یہاں بھی کرشمہ دکھایا ہے جس نظم سے یہ شعر لیا ہے اس میں یہ شعر بھی ہے۔

وَاَنّٰی لِظِلٍّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَهٗ فَمَا فِیْهِ فِیْ وَجْهِیْ یَلُوْحُ وَیَزْهَرُ

یعنی سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۶۹)

اس باب میں آخری کلام یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ مذکورہ بالا عبارت جو ان تمام امور میں فیصلہ کن ہے لدھیانوی صاحب سادہ لوح عوام سے چھپاتے پھرتے ہیں جس کے بعد اس نوع کا یہ اعتراض جیسا انہوں نے کیا ہے مردود ہو جاتا ہے۔

’’عقیدہ نمبر ۹‘‘

تین ہزار اور تین لاکھ کا فرق

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے دو اقتباس درج کئے ہیں ’’تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے‘‘ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳)

''میری تائید میں اس خدا نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ......اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں''

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷۔ کتابچہ لدھیانوی صاحب صفحہ ۲۶)

معزز قارئین! یہ دونوں باتیں مرزا صاحب نے کسی ایک کتاب میں اکھٹی ایک جگہ بیان نہیں کیں تا یہ کہا جا سکے کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے ساتھ موازنہ کر کے اپنے آپ کو افضل ثابت کر رہے ہیں بلکہ یہ دونوں متفرق کتابوں سے علیحدہ علیحدہ فقرے اچک کر ان دونوں کو اوپر نیچے درج کر کے اس کے اوپر اپنی مرضی کا عنوان لگا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گویا مرزا صاحب نے اس معاملہ میں اپنا اور آنحضرت ﷺ کا موازنہ کر کے اپنی افضلیت کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

دو مختلف کتابوں سے یہ دونوں الگ الگ عبارتیں مولوی صاحب اس طرح پیش کرتے ہیں جس طرح نعوذ باللہ مرزا صاحب حضرت رسول کریم ﷺ کے مقابل پر اپنے معجزات کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں اور اس طرح سخت گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں اس اعتراض کا بارہا پہلے جواب دیا جا چکا ہے جو شخص اپنے وجود کو اور اپنی تمام کرامات کو محمد رسول اللہ ﷺ کے اعجاز کا ایک قطرہ قرار دے اس کے متعلق اس قسم کی زبان درازیاں کیا کسی شریف النفس کو زیب دیتی ہیں؟

دیکھئے کہ جب حضرت مرزا صاحب آنحضرت ﷺ سے اپنا موازنہ کرتے ہیں تو کس رنگ میں کرتے ہیں۔ فرمایا

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم　　　　یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

آپؑ آنحضرت ﷺ کے عرفان کو ایک سمندر قرار دیتے ہیں اور اپنے جاری شدہ چشمہ کو اس سمندر کا محض ایک قطرہ قرار دیتے ہیں۔ معلوم نہیں مولوی صاحب کیوں مرزا صاحب کے ایسے اعترافات کو چھپاتے ہیں جن سے اصل حقیقتِ حال روشن ہوتی ہے۔

دوسری چالا کی مولوی صاحب کی یہ ہے کہ معجزے کے مقابل کے نشانات کے لفظ کو اس طرح بیان کیا جیسے ایک ہی بات ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ ایک معجزہ لکھوکھا بلکہ ان گنت نشانات پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے آنحضرت ﷺ کے معجزوں کی حقیقت ۔اور معجزات صرف تعداد کے لحاظ سے نہیں جانچے جاتے بلکہ اپنی کیفیت اور کمیت کی بناء پر جانچے جاتے ہیں مثلاً محمد رسول اللہ ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔ایک معجزہ قرآن ہے جوفی ذاتہ ایک ہونے کے باوجود ہزاروں آیات پر مشتمل ہے یعنی نشانات ہی نہیں بلکہ ایسی ہزار ہا آیات ہیں جو ان گنت مزید نشانات پر مشتمل ہیں اور ایسا عجیب اعجاز ہے کہ خود قرآن کی زبان میں آیت لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّكَلِمَاتِ رَبِّى لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّى وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَداً [1] (کہف:۱۱۰) کی صورت میں پیش ہے۔

پس قرآن کے معارف اور قرآن کے نشانات لامحدود اور ان گنت ہیں اور یہ ایک معجزہ ہے جو تمام انبیاء کے معجزات پر حاوی اور ان سے بڑا ہے۔

پس مرزا صاحب نے جہاں اپنے نشان بیان فرمائے ہیں وہاں نہ مرزا صاحب کا حضرت محمد ﷺ سے موازنہ تھا نہ ایسا تصور کیا جاسکتا ہے۔مثلاً مرزا صاحب ان نشانات میں ان متبعین کو بھی شامل رکھتے ہیں جنہوں نے خدا سے روشنی پاکر آپؑ کو قبول کیا اور سچی رؤیا وکشوف دیکھے۔ایسے نشانات کو حضرت محمد ﷺ کے مقابل پر رکھنے کا تصور کوئی بہت ہی ٹیڑھی سوچ والا مولوی ہی کرسکتا ہے ورنہ ایک حقیقت پسند انسان ہرگز اس کو محلِ اعتراض نہیں سمجھے گا۔

پس اگر ایسے نشانات کی گنتی کو شامل کرنا ہے تو حضرت مرزا صاحب کے نزدیک آغازِ اسلام کے بعد جتنے بزرگ اولیاءؒ پیدا ہوئے اور جن غلامان محمدؐ میں آپؑ بھی شامل ہیں وہ تمام

---

[1] ۔ترجمہ:۔اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے لئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہر ایک سمندر کا پانی ختم ہوجاتا گو اسے زیادہ کرنے کے لئے ہم اتنا ہی پانی سمندر میں لا ڈالتے۔

کے تمام خود حضرت محمد ﷺ کا معجزہ ہیں ۔یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا ہے اور رہے گا لیکن ظاہر پرست ملاں پھر بھی سن کر حملوں سے باز نہیں آئیں گے۔ پہلے انہوں نے کب کسی عارف باللہ، بزرگ اور ولی اللہ کو چھوڑا تھا جواب چھوڑیں گے۔

اب ہم حضرت مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں اس مضمون پر ایک ایسی عبارت پیش کرتے ہیں جس کے بعد معمولی خوف خدا رکھنے والا اور انصاف کی قدر کرنے والا شخص بھی ان حملہ آور مولویوں کی کجروی اور بدنیتی پر تف کرے گا کہ دیکھو یہ عالم دین بھی بنتا ہے اور کس طرح جانتے بوجھتے ہوئے ایک برگزیدہ انسان کی طرف سراسر جھوٹے اور غلط معنی منسوب کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’آنحضرت ﷺ کے معجزات تو چاروں طرف سے چمک رہے ہیں وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں۔صرف وہ معجزات جو صحابہؓ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیشگوئیاں تو شاید دس ہزار سے بھی زیادہ ہوں گی جو اپنے وقتوں پر پوری ہوگئیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ ماسوائے اس کے بعض معجزات و پیشگوئیاں قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ وہ ہمارے لئے بھی جو اس زمانہ میں محسوس و مشہود کا حکم رکھتی ہیں اور کوئی ان سے انکار نہیں کرسکتا۔‘‘

(ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۴۵ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

حقیقۃ الوحی کا لدھیانوی صاحب نے حوالہ دیا ہے اسی کتاب میں حضرت مرزا صاحب لکھتے:۔

’’کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی ﷺ سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور جو کچھ میری

تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۴۶۸،۴۶۹)

قارئین کرام! یہی طریق گزشتہ اولیاء اللہ کا تھا کہ وہ اپنی کرامات کو محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزہ قرار دیا کرتے تھے جیسے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"کرامات اولیاء سب محمد ﷺ کا معجزہ ہیں"

(کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۲۵۷ شائع کردہ برکت علی اینڈ سنز علمی پریس)

"عقیدہ نمبر۱۰"

ذہنی ارتقاء

اس عنوان کے نیچے لدھیانوی صاحب نے ایک احمدی ڈاکٹر شاہنواز صاحب کے مضمون کا ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہے۔" (صفحہ ۲۶)

ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر شاہنواز صاحب کا یہ فقرہ جماعت احمدیہ کے خلاف بطور اعتراض پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت احمدیہ کا ہرگز اس فقرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اخبار الفضل قادیان ۱۹ اگست ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۵ پر اس کی تردید کی ہے۔

"عقیدہ نمبر۱۱"

معاملہ صاف

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے کلمۃ الفصل صفحہ ۱۴۷ کا وہی اقتباس درج کیا ہے جو فصل سوم کے "عقیدہ نمبر۱۹" کے تحت درج کیا تھا جس میں یہ بیان ہے کہ بانی جماعت احمدیہ کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ اور یہی اعتراض لدھیانوی صاحب نے فصل دوم کے "عقیدہ نمبر۲" کے تحت بھی کیا ہے۔ لدھیانوی صاحب اپنی کتاب کے اعتراضات کی

گنتی بڑھانے کے لئے اعتراضات کو بار بار دہراتے ہیں اور ان پر نئے نمبر کا عنوان لگا دیتے ہیں۔ ہم اس پر مفصل گفتگو فصلِ دوم کے عقیدہ نمبر۲ کے تحت کر چکے ہیں۔ اسے اب یہاں دہرانا مناسب نہیں۔ قارئین کرام وہاں سے دوبارہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

''عقیدہ نمبر۱۲''

آگے سے بڑھ کر

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے ایک احمدی مکرم قاضی اکمل صاحب کی ایک نظم کے دو شعر درج کئے ہیں جو اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر۱۹۰۶ء کے حوالہ سے لئے گئے ہیں۔ (صفحہ۲۷)

یہ بھی وہ اشعار ہیں جو جماعت احمدیہ کے عقائد سے ہرگز تعلق نہیں رکھتے نہ ہی یہ شاعر جماعت کی طرف سے مجاز سمجھے جاسکتے ہیں کہ وہ جماعتی مسلک کو بیان کریں۔ لیکن صرف یہی بات نہیں اگر اس طرح ہر کس و ناکس کے خیالات پر فرقوں اور قوموں کو پکڑا جائے تو پھر تو دنیا میں کسی قوم اور فرقے کا امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اب غور سے سن لیجئے جناب مولوی صاحب!

اگر اکمل صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ شخص جو قادیان میں بروز محمدؐ کے طور پر ظاہر ہوا وہ اس محمد ﷺ سے اپنی شان میں بڑھ کر تھا جو مکہ میں پیدا ہوا تو ہرگز یہ عقیدہ نہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے نہ کوئی شریف النفس جو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے واقف ہو اسے احمدیت کی طرف منسوب کرسکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو زندگی بھر آنحضرت ﷺ کے حضور اس طرح عجز سے بچھے رہے جس طرح قدموں کے لئے راہ بچھی ہو حتیٰ کہ آپؑ نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی آل کے کوچے کی خاک کے برابر قرار دیا ہے۔ دیکھئے کس طرح والہانہ عشق کے ساتھ گویا ہیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

اب سنئے اکمل صاحب کے ان اشعار کی بات کہ واقعہ کیا ہوا تھا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ درحقیقت شاعر اپنی شعری دنیا میں بسا اوقات ایسی باتیں بیان کر جاتا ہے جو دراصل اس کے مافی الضمیر کو پوری طرح بیان نہیں کر پاتیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ بعض اوقات شاعر کو خود اپنے شعروں کی وضاحت کرنی پڑتی ہے ان اشعار سے بھی جو غلط تاثر پیدا ہوتا ہے وہ غلط تاثر یقیناً ہر احمدی کے لئے جس نے یہ پڑھا سخت تکلیف کا موجب بنا۔ جب شاعر سے اس بارہ میں جواب طلبیاں ہوئیں اور مختلف احمدی قارئین نے ان اشعار کی طرز پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو ان صاحب نے ان اشعار کا جو مضمون خود پیش کیا وہ حسب ذیل ہے۔

''مندرجہ بالا شعر دربار مصطفوی میں عقیدت کا شعر ہے۔ اور خدا جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے شاہد ہے کہ میرے واہمہ نے بھی کبھی اس جاہ وجلال کے نبی حضرت ختمیت مآب کے مقابل پر کسی شخصیت کو تجویز نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ بات میرے خیال تک میں نہ آئی کہ میں یہ شعر (آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں) کہہ کر حضرت افضل الرسلؐ کے مقابل میں کسی کو لا رہا ہوں۔ بلکہ میں نے تو یہ کہا '' کہ محمد مصطفیٰ کا نزول ہوا۔ یعنی بعثت ثانیہ اور یہ تمام احمدیوں کا عقیدہ ہے'' کہ نہ تو تناسخ صحیح ہے نہ دوسرے جسم میں روح کا حلول۔ بلکہ نزول سے مراد اس کی روحانیت کا ظہور ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ہر آنے والے دن میں تیری شان پہلے سے زیادہ نمایاں اور افزوں ہوگی۔ بوجہ درود شریف اور اعمال حسنہ امت محمدیہ جن کا ثواب جیسا کہ عمل کرنے والے کے نام لکھا جاتا ہے۔ ویسا ہی محرک ومعلم کے نام بھی۔ اس لئے کچھ شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شان ہر وقت بڑھ رہی ہے۔ اور بڑھتی رہے گی اور خدا کے وسیع خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ پس میں نے صرف یہی کہا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات وفیوض کا نزول پھر ہو رہا ہے۔ اور آپ کے اترنے سے یہی مراد ہوسکتی ہے۔ اور آپ کی شان پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی

شعر میں کسی دوسرے وجود کا مطلق ذکر نہیں بلکہ اسی نظم میں آخری شعر یہ ہے۔

غلامِ احمدِ مختار ہو کر

یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ السلام نے جو رتبہ مسیح موعود ہونے کا پایا ہے وہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ؐ کی غلامی کے طفیل اور ان کے اتباع کا نتیجہ ہے۔"

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء)

ظاہر ہے یہ مفہوم قابل اعتراض نہیں۔

اگر پھر بھی کوئی کہے کہ یہ مفہوم بعد میں شاعر نے بنالیا ہے اور دراصل اس کا اصل مفہوم وہی تھا جو بظاہر دکھائی دیتا ہے اور جس پر لدھیانوی صاحب نے حملہ کیا ہے تو بے شک ایسا سمجھے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ شاعر نے خود جو تشریح پیش کی ہو وہی دراصل اہل علم کے نزدیک قابل قبول ہوا کرتی ہے اور اگر یہ بات بھی کوئی تسلیم نہیں کرتا تو اکمل صاحب کی طرف گستاخی منسوب کر کے ان پر بے شک لعن طعن کرے لیکن ہرگز ان کی طرف منسوب شدہ گستاخی کو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرنے کا اسے حق نہیں۔ ہم پھر ایک بار یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر لدھیانوی صاحب کے اخذ کئے ہوئے معانی درست ہیں تو یقیناً یہ شعر لعنت اور ملامت کا سزاوار ہے لیکن احمدیت ہرگز اس لعنت کا نشانہ نہیں بن سکتی۔

"عقیدہ نمبر ۱۳"

مصطفیٰ مرزا

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے کسی احمدی شاعر کی نظم کے مندرجہ ذیل تین اشعار درج کئے ہیں۔

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک — کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا

محمد پئے چارہ سازئ امت — ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا

حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر   کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(صفحہ ۲۸)

یہ اعتراض بھی محض نمبر شماری ہے۔ظاہر ہے کہ اس قسم کے تمام اعتراضات کے جوابات گزشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں۔لہذا مہربانی فرما کر قارئین ان ابواب کا دوبارہ مطالعہ کریں تو انہیں سمجھ آ جائے گی کہ جس طرح گزشتہ اولیاء امام مہدی کو محمد ﷺ کا ظل اور آپؐ کی بعثت ثانیہ قرار دینے میں ہرگز کسی گستاخی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے بلکہ ہمیشہ ہی پیش نظر رہا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا جو خادم بھی آپؐ کی نمائندگی کرے گا وہ آپؐ ہی کے جلوؤں کو منعکس کرے گا اور آپؐ کے فیض سے فیض یاب ہوگا اور آپؐ ہی کے حسن سے حسن یافتہ ہوگا پس یہ معنی صلحائے امت میں پہلے بھی مقبول رہے اور آج بھی مقبول ہیں ایک سطحی عقل رکھنے والے مولوی کو اگر یہ سمجھ نہیں آئے اور اسے گستاخی تصور کرتا ہے تو پھر اپنے حملوں کا آغاز ان بزرگوں سے کرے۔مثلاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

هٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا وُجُوْدُ عَبْدِ الْقَادِرِ۔[1]

(گلدستہ کرامات صفحہ ۸ مؤلفہ مفتی غلام سرور صاحب مطبوعہ افتخار دہلوی)

نیز حضرت امام عبدالرزاق قاشانیؒ فرماتے ہیں ''بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ''[2]

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۳۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ''نَسْخَةٌ مُّنْتَسَخَةٌ مِنْهُ''[3]

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ از حضرت شاہ ولی اللہؒ مدینہ پریس بجنور)

---

[1]:۔ یہ میرا وجود عبدالقادر کا نہیں ہے۔ بلکہ میرے نانا محمد ﷺ کا وجود ہے۔

[2]:۔ امام مہدی کا باطن حضرت نبی کریم ﷺ کا باطن ہوگا۔

[3]:۔ امام مہدی حضرت نبی کریم ﷺ کی حقیقی تصویر (True Copy) ہوگا۔

اس حملہ کے بعد پھر بے شک کسی احمدی شاعر پر حملہ ہوتا رہے ہمیں فکر نہیں ان سب باتوں کے باوجود یہ حقیقت باقی رہے گی کہ حضرت مرزا صاحب کے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ احمدی مرزا صاحب کو محمد ﷺ کے مقابل رکھنا کفر سمجھتے ہیں اور انہیں ہم مرتبہ قرار دینے والے پر لعنت بھیجتے ہیں اور مولوی صاحب کے ان دلخراش ظالمانہ اعتراضات کے باوجود بھی کسی ایک احمدی کا عقیدہ متزلزل نہیں ہوسکتا جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات سے ہم پر خوب روشن کر دیا ہے کہ آپؑ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک عاشقِ صادق غلام تھے اور جو کچھ بھی آپؑ نے پایا سو فیصد محمد رسول اللہ ﷺ کے احسان پر پایا اور آپؑ کے فیض سے فیض یاب ہوئے اس پر کوئی بھڑکتا ہے اور ہمیں کافر قرار دیتا ہے تو بخدا ہم سخت کافر ہیں۔

''عقیدہ نمبر ۱۴''

استاد شاگرد

اس کے نیچے لدھیانوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی ایک تقریر کے چند فقرے درج کئے ہیں '' آنحضرت ﷺ معلم ہیں اور مسیح موعود (مرزا صاحب) شاگرد۔ ایک شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے (جیسا کہ مرزا صاحب بہت سی باتوں میں بڑھ گئے۔ ناقل) مگر استاد بہر حال استاد رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی'' (صفحہ ۲۸)

مولوی صاحب نے بریکٹوں میں جو الفاظ داخل کئے ہیں اصل عبارت کے نہیں اس لئے ان کی عبارت کا وبال خود ان پر ہی پڑے گا نہ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ پر۔

حضرت مرزا بشیر الدین نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ تو صرف یہ بات بیان فرما رہے ہیں جو آپؓ نے اپنے ایک شعر میں بھی بیان فرمائی ہے کہ

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے　　　احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

آپ نے عام دنیا کا دستور بیان فرمایا ہے کبھی کبھی یوں بھی ہوا ہے کہ شاگرد استاد سے بڑھ بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی مرتبے میں آگے نہیں بڑھ جاتے۔ یہ دستور بیان کرتے ہوئے ہرگز آپ نے نہیں لکھا کہ جیسے نعوذ باللہ مرزا صاحب آگے بڑھ گئے۔ یہ فاسقانہ خیال لدھیانوی صاحب کا اپنا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور یہی ان کی بددیانتی کی دلیل ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اس بحث کا اس تقریر میں جو منطقی نتیجہ نکالا ہے وہ یہی ہے کہ ''آنحضرت ﷺ آقا، محسن اور مخدوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کے خادم، شاگرد اور غلام ہیں۔''

(الحکم قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۴)

پس جن عوام الناس کی راہنمائی ایسے علماء کر رہے ہوں جو دیانتداری اور تقویٰ سے خالی ہوں ان کی بے راہ روی کا وبال بھی ان ہی کے سر پڑے گا۔

''عقیدہ نمبر ۱۵''

ہتک، استہزاء

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے الفضل سے ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں مسیح موعود کے منکرین کے کفر کا بیان ہے۔

یہ اعتراض وہی ہے جو لدھیانوی صاحب نے فصل دوم کے عقیدہ نمبر ۲ اور فصل سوم کے عقیدہ نمبر ۱۹ کے تحت کیا ہے۔ پھر اسی اعتراض کو نمبر شمار بڑھانے کے لئے فصل چہارم کے عقیدہ نمبر ۱۱ کے تحت اور اب عقیدہ نمبر ۱۵ کے تحت دہرا دیا ہے۔ فصل دوم میں ہم اس اعتراض کے جواب میں مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔ قارئین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

''عقیدہ نمبر ۱۶''

آنحضرت سے مرزا صاحب پر ایمان لانے کا عہد

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے الفضل کے حوالہ سے ایک نظم اور ایک

نثر پر مشتمل اقتباس درج کیا ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ از روئے قرآن کریم آنحضرت ﷺ سے مسیح موعود پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد لدھیانوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے غیر مبائع فریق کے اخبار ''پیغام صلح'' کا ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں ایک غیر مبائع مضمون نگار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے الفضل کے مندرجہ بالا اقتباس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ بات مان لیں کہ آنحضرت ﷺ بھی مسیح موعود پر ایمان لائیں گے تو اس سے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ اور مسیح موعود کا مرتبہ زیادہ اور آنحضرت ﷺ کا مرتبہ کم ثابت ہوتا ہے۔

جس شاعر کے شعروں پر بھی انہوں نے حملہ کیا ہے اس پر بالعموم ہمارا وہی جواب صادق آتا ہے جو پہلے ایک شاعر کے شعر کے بارہ میں دیا گیا۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ ان کے حملہ میں ایک غیر مبائع لاہوری احمدی بھی مولوی صاحب کا شریک ہو چکا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ شاعر نے قرآن کریم سے کیا سمجھا اور کیا بیان کیا ہم قرآن کریم سے ہی اصل متعلقہ آیت قارئین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں جس کا واضح اور قطعی ترجمہ مسلمہ غیر احمدی علماء کے ترجمہ کے مطابق حسب ذیل ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ ۔ (الاحزاب:۸)

اے محمد مصطفیٰ ﷺ ہم نے نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا تھا اور تجھ سے بھی لیا ہے۔

اس آیت کریمہ کو پڑھنے کے بعد کوئی معمولی خوف خدا رکھنے والا مسلمان بھی اس آیت کو بگاڑ کر پیش نہیں کرسکتا۔

پس جب خدا تعالیٰ نے باقی رسولوں کی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی عہد لیا تھا تو نعوذ باللہ خدا نے خود محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک کی؟

حد سے زیادہ جہالت اور عناد کا غبار مولوی صاحب کے سر کو چڑھا ہوا ہے۔ وہ شاعر تو اس آیت کریمہ کا حوالہ دے رہا ہے اور استدلال کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی

شخص نے بطور نبی نہیں آنا تھا تو پھر قرآن کریم محمد ﷺ کو خاص طور پر اس میثاق نبوی میں کیوں شامل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کھلم کھلا یہ اظہار کیوں کرتا ہے کہ جب ہم نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جب وہ نبی آئیں گے جو پہلوں کی تصدیق کرنے والے ہوں گے تو پھر ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا۔ پس یہ ایک علمی نکتہ ہے جو یہاں بیان ہو رہا ہے اور اگر گستاخی ہے تو مولوی صاحب کو خبردار ہونا چاہئے کہ دراصل یہ گستاخی وہ کلام الٰہی کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

کیا آنحضرت ﷺ سے مسیح موعود پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا؟

اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب کی آیت ۸ میں فرماتا ہے:۔

''وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ'' اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا اور اے محمد ﷺ تجھ سے بھی یہ پختہ عہد لیا۔

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، کراچی (پاکستان) نے لدھیانوی صاحب کے دیوبندی فرقہ کے ایک بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا ترجمہ قرآن کریم شائع کیا ہے۔ جس کے حاشیہ پر دیوبندیوں کے ایک اور بزرگ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے تفسیری نوٹ لکھے ہیں۔[1]

ہم لدھیانوی صاحب کی راہنمائی کے لئے اس ترجمہ قرآن کریم کے صفحہ ۵۵۷ سے اس آیت کے نیچے علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کا نوٹ درج کرتے ہیں۔ آپ فائدہ نمبر ا کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

''یعنی یہ قول وقرار کہ ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کرے گا اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔ آل عمران میں اس میثاق کا ذکر ہو چکا ہے''

---

[1]:۔ اس ترجمہ کے حاشیہ پر سورۃ نساء تک محمود الحسن صاحب کے نوٹ ہیں بقیہ عثمانی صاحب کے ہیں

لدھیانوی صاحب کے ایک بزرگ مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندی اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ہفتم کے صفحہ ۹۰ پر سورۃ الاحزاب کی اس آیت کے نیچے یہ نوٹ لکھتے ہیں:۔

''آیت مذکورہ میں جو انبیاء علیہم السلام سے عہد واقرار لینے کا ذکر ہے وہ اس اقرار عام کے علاوہ ہے جو ساری مخلوق سے لیا گیا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایت امام احمدؒ مرفوعاً آیا ہے کہ ''خُصُّوْا بِمِیْثَاقِ الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ الایه (یعنی انبیاء سے خصوصی طور پر رسالت اور نبوت کا میثاق لیا گیا ہے۔ اور وہ سورۃ احزاب کی اس آیت میں مذکور ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ۔ ناقل) یہ عہد انبیاء علیہم السلام سے نبوت ورسالت کے فرائض ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ جیسا کہ ابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے۔''

(تفسیر القرآن از مفتی محمد شفیع جلد ہفتم صفحہ ۹۰ زیر عنوان میثاق انبیاء ادارۃ المعارف کراچی)

لدھیانوی صاحب کے ان دونوں بزرگوں کے دو اقتباسات ہم درج کر چکے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ہی اس امر کے قائل ہیں کہ سورۃ احزاب کی اس آیت میں تمام انبیاء اور آنحضرت ﷺ سے جس میثاق لینے کا ذکر ہے وہ یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ سمیت انبیاء سے یہ اقرار لیا گیا تھا کہ تمہارے بعد جو نبی آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی نبوت کی تصدیق کرنا۔ یہی مضمون جو لدھیانوی صاحب کے بزرگوں نے بیان کیا ہے الفضل کے اقتباسات میں درج ہے جس پر لدھیانوی صاحب ناراض ہو رہے ہیں۔

سطور بالا میں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیو بندی کا جو اقتباس درج کیا گیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ سورۃ احزاب میں آنحضرت ﷺ سمیت انبیاء سے جو میثاق لیا گیا ہے وہ سورۃ آل عمران میں مذکور ہے۔

قارئین کرام! آیئے اب ہم سورۃ آل عمران میں اس میثاق کی تفصیل پڑھیں۔ وہاں لکھا ہے:۔

’’وَاِذْ اَخَذَاللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ئَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا۔‘‘(آل عمران:۸۲)

ترجمہ:۔جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں نے جو تم کو کتاب اور حکمت دی ہے پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرے تو تم اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔فرمایا کیا تم نے اس عہد کا اقرار کرلیا ہے۔اور میرے اس عہد کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے تو انبیاء بولے کہ ہاں ہم نے اقرار کرلیا ہے۔

معزز قارئین! سورۃ آل عمران کی اس آیت میں میثاق النبیین کے الفاظ آتے ہیں اور سورۃ احزاب کی آیت ’’وَاِذْاَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ ‘‘میں بھی نبیوں کے لئے میثاق کا ہی لفظ استعمال ہوا ہے ان دو مقامات کے علاوہ قرآن کریم میں کسی جگہ بھی نبیوں کے لئے میثاق کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔لہذا یہ دونوں آیات ایک دوسری کی تشریح کر رہی ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ سورۃ احزاب کی آیت میں نبیوں کے میثاق کی تفصیل نہیں بیان کی گئی اور سورۃ آل عمران کی آیت میں نبیوں سے جو میثاق لیا گیا ہے اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ وہ یہ تھا کہ انبیاء اپنی قوموں کو یہ نصیحت کر جائیں کہ ہمارے بعد جو بھی نبی آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔ان دونوں آیات کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سورۃ احزاب کی آیت میں موجود لفظ ’’مِنْکَ‘‘ کے مطابق آنحضرت ﷺ سے بھی یہ عہد لیا گیا ہے کہ آپ کے بعد جو بھی نبی آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔اس کی امداد اس طرح ہوگی کہ اپنی امت کو اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے کی نصیحت کر جائیں۔ اور انہیں اس کی مدد کرنے کی تلقین کریں۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو امام مہدیؑ اور مسیح نبی اللہ کے آنے کی بشارت دی اور اپنی امت کو اس پر ایمان لانے اور اس کی بیعت

کرنے کی تلقین کی۔ جیسا کہ فصل دوم کے عقیدہ نمبر۲ کے جواب میں مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

شیخ الھند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی سورۃ آل عمران کی آیت کی تشریح میں فائدہ نمبر۳ کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

''حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے (جو یقیناً پہلے انبیاء اوران کی کتابوں کی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرتا ہوا آئے گا) تو ضروری ہے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے اوراس کی مدد کرے۔ اگراس کا زمانہ پائے تو بذات خود بھی اور نہ پائے تو اپنی امت کو پوری طرح ہدایت وتاکید کر جائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لا کراس کی اعانت ونصرت کرنا۔ کہ یہ وصیت کر جانا بھی اس کی مدد کرنے میں داخل ہے''[۱]

(ترجمۃ القرآن صفحہ ۷۸ از شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:۔

''میثاق کیا ہے؟ اس کی تصریح تو قرآن نے کردی ہے لیکن یہ میثاق کس چیز کے بارہ میں لیا گیا ہے اس میں اقوال مختلف ہیں حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی علیہ السلام ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ عہد تمام انبیاء سے صرف محمد ﷺ کے بارے میں لیا تھا کہ اگر وہ خود ان کا زمانہ پائیں توان پر ایمان لائیں اوران کی تائید ونصرت کریں اور اپنی اپنی امتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔ حضرت طاؤس، حسن بصری اور قتادہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ میثاق انبیاء سے اس لئے لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی تائید ونصرت کریں'' (تفسیر ابن کثیر)

اس دوسرے قول کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

۱؎ سورۃ نساء تک شیخ الھند صاحب کے نوٹ ہیں بقیہ سب نوٹ عثمانی صاحب نے لکھے ہیں۔

وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ وَاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسىٰ وَعِيْسىٰ بْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيْثَاقاً غَلِيْظاً ۔(احزاب) سے بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ عہد ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کے لئے لیا گیا تھا(تفسیر احمدی)

درحقیقت مذکورہ دونوں تفسیروں میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے دونوں ہی مراد لی جاسکتی ہیں(تفسیر ابن کثیر)

(تفسیر معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۹۹،۱۰۰ از یرعنوان میثاق سے کیا مراد ہے؟)

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ۔ان آیات میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد لیا کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا تو پہلے نبی کے لئے ضروری ہے کہ پچھلے نبی کی سچائی اور نبوت پر ایمان خود بھی لائے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرے''(معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۱۰۰)

قرآن کریم کی ان دونوں آیات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بھی یہ عہد لیا گیا تھا کہ آپؐ کے بعد جو نبی آئے آپؐ بھی اس پر ایمان لائیں اور اس کی امداد کریں۔ اسی کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو مسیح نبی اللہ کی آمد کی بشارت دی ہے۔

اس آیت میں ہر آئندہ آنے والے پر ایمان لانے کا عہد ہے۔مولوی کون ہوتا ہے کہ راستے میں کھڑا ہو جائے۔بعض اوقات بعد میں آنے والا درجہ میں پہلے سے کم تر ہوتا ہے اگرچہ رسالت میں برابر ہو۔

ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی کو آپؑ سے درجے میں بڑھ کر ماننا پڑے گا۔

پس اگر یہ ابرہیم علیہ السلام سے بھی عہد لیا گیا تو کیا وہ بعد میں آنے والے حضرت

اسحٰق ،حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہم السلام پر ایمان لائے تھے کہ نہیں؟ اگر لائے تھے تو کیا یہ عقیدہ رکھنا ان کی گستاخی ہے؟ اسی طرح کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبیوں میں شامل تھے یا نہیں اوران سے بھی یہ عہد لیا گیا اور کیا وہ اپنے بعد آنے والے نبیوں پر ایمان لائے یا عہد شکنی کے مرتکب ہوئے؟ یقیناً ایمان لائے تو اس صورت میں کیا حضرت داوٗدؑ ،حضرت سلیمانؑ ،حضرت یحیٰؑ ،حضرت زکریاؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر ان کا ایمان لانا ان کی شان میں گستاخی ہے اور ہتک عزت قرار پاتی ہے؟

عجیب جاہل مولویوں سے واسطہ پڑا ہے کہ واضح کھلے کھلے قرآنی علوم کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی ان پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ گستاخی کے مقدمے تو ان لوگوں پر چلنے چاہئیں۔ دیکھئے! آنحضرت ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ (بقرہ آخری رکوع)

کیا اس ’’کُلٌّ‘‘ میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ایمان لانے والے شامل نہیں۔کیا اس آیت میں یہ اعلان نہیں فرمایا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہر دوسرے مومن کی طرح خدا کے تمام انبیاء پر ایمان لے آئے اور تمام کتابوں پر ایمان لے آئے۔ یہ ایمان تو تصدیق کے معنیٰ رکھتا ہے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جس پر ایمان لائے وہ اعلیٰ اور افضل ہوجاتا ہے آنحضرت ﷺ تو سب فرشتوں سے بھی افضل تھے حتیٰ کہ جبریل کو بھی معراج میں پیچھے چھوڑ دیا۔کیا آپؐ فرشتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے اگر ایمان لاتے تھے تو ان لدھیانوی صاحب کا کیا فتویٰ ہے بول کر تو دیکھیں۔

’’عقیدہ نمبر ۱۷‘‘

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

’’قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ’’تو میرے بیٹے جیسا‘‘ کہا ہو لیکن مرزا صاحب کو یہ شرف حاصل ہے

کہ خدا ان سے فرماتا ہے کہ ''انت منی بمنزلة ولدی. انت منی بمنزلة اولادی ''
یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے، تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔'' (صفحہ ۳۱)

''بمنزلة ولدی ''اور'' ولدی ''میں زمین وآسمان کا فرق ہے خدا کا تو کوئی بیٹا نہیں لیکن اگر خدا یہ کہے کہ میں بیٹوں کی طرح پیار کرتا ہوں تو یہ کوئی نیا محاورہ نہیں بائبل ایسے محاوروں سے بھری پڑی ہے بلکہ بائبل میں تو سارے بنی اسرائیل کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ کیا جناب مولوی صاحب اس کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے واقعی خدا کے بیٹے ہوا کرتے تھے اور نزول قرآن کے بعد یہ سلسلہ بند ہوا ہے۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہ خدا کے پہلے کبھی بھی بیٹے نہیں تھے نہ اس نے کبھی کسی کو جنا نہ خود جنا گیا حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے اور یہی تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

الٰہی صحیفوں سے یہ بات ثابت ہے کہ خدا کا کسی کو پیار کے اظہار کے طور پر بیٹا کہہ دینا ہمیشہ ان معنوں میں ہوتا ہے کہ جس طرح تم لوگ بیٹوں سے پیار کرتے ہو اس سے بڑھ کر میں پیار کرتا ہوں۔

رہا یہ سوال کہ قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت مولوی صاحب کو نظر نہیں آتی تو نجانے یہ کس نظر سے قرآن پڑھتے ہیں دیکھئے قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔

''فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآئَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْراً'' (بقرہ:۲۰۱)

ترجمہ: اپنے باپ دادوں کو یاد کرنے کی طرح اللہ کو یاد کرو اگر ہو سکے تو اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔

نجانے مولوی صاحب اس آیت کا کیا مطلب سمجھتے ہیں ظاہر پرست مولوی کا تو عرفان کے ان کوچوں سے کبھی گزر بھی نہیں ہوا۔ یہ کسے گستاخ قرار دیتے ہیں اور کس کی گستاخی کا مضمون ان کے ذہن میں ابھرتا ہے۔

امت محمدیہ کے عظیم عارف باللہ بزرگ ان مضامین کو خوب سمجھتے تھے اور ان پر بارہا روشنی ڈال چکے ہیں دیکھئے حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ ع

''اولیاء اطفال حق اندا ے پسر''

کہ اولیاء مجازی طور پر خدا کے بیٹے ہوتے ہیں۔

(الہام منظوم ترجمہ مثنوی مولانا رومؒ دفتر سوم صفحہ ۱۳ مرتبہ مولوی فیروزالدین مطبوعہ ۱۳۴۷ھ)

لیکن سب سے بڑے عارف باللہ جو کائنات میں کبھی پیدا ہوئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی تھے پس سب سے زیادہ توحید کی غیرت رکھنے والا آپؐ ہی کا وجود تھا افسوس یہ ہے کہ یہ مولوی صاحب کیسے کور باطن ہیں کہ نہ آیات قرآنیہ پر ان کی نظر پڑی نہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس پر معارف کلام پر کہ ''اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلیٰ اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلیٰ عِیَالِہٖ'' (مشکوٰۃ کتاب الادب باب الشفقہ)

کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ یعنی اس کی اولاد ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ خدا کا محبوب ترین بندہ ہے۔

لیکن افسوس کہ عدم عرفان کی بحث نہیں یہ مولوی صاحب تو بلاشبہ حق دیکھتے ہوئے بھی اس سے اعراض کرتے ہیں اور غیروں کو باطل بنا کر دکھاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس الہام پر یہ پھبتیاں کس رہے ہیں اور اس سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا ہے اب دیکھئے اس الہام کی تشریح حضرت مرزا صاحب نے کیا فرمائی جو خود سمجھی اور سمجھائی اس کے خلاف تشریح کرنے کا کسی کو کیا حق ہے سوائے اس کے کہ کسی کی فطرت گندی ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ (انت منی بمنزلۃ اولادی. ناقل) اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے خدا تعالیٰ نے قرآن

شریف میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۱؎ ایسا ہی بجائے قُلْ یَاعِبَادَ اللّٰہِ کے قُلْ یَا عِبَادِیْ ۲؎ بھی کہا اور یہ بھی فرمایا فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَائَکُمْ ۳؎ پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَاحِدٌ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔

(دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ حاشیہ صفحہ ۲۲۷)

یہ قطعی طور پر مولویوں کی بد دیانتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اس عبارت کے ہوتے ہوئے بھی ان کی طرف شرک منسوب کریں۔

اس ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی ایک عاشقانہ تحریر اس قسم کی بحثوں کا قضیہ ایک اور طرح بھی چکا دیتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

''خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے ''فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْراً '' یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بناء پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اب یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے اور

۱؎۔ الفتح:۱۱ ، ۲؎۔ الزمر:۱۱ ، ۳؎۔ البقرہ:۲۰۱

خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے۔ سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۸۲)

''عقیدہ نمبر ۱۸''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں یہ مضمون بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے (نقل بمطابق اصل ہے یہاں لفظ ''نے'' چاہئے) ''کن فیکون'' کی طاقت آنحضرت ﷺ کو عطا فرمائی ہو۔ لیکن مرزا غلام احمد کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کے اختیارات ان کو عطا فرمائے ہیں چنانچہ مرزا صاحب کا الہام ہے:۔

اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَّ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۲۵)

اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہہ دے کہ ہو جا، پس وہ ہو جائے گی'' (صفحہ ۳۱)

معزز قارئین! اس الہام میں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے کیونکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام محبوب خدا ہیں وبس۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

صِبْغَةَ اللّٰہِ۔ (البقرہ:۱۳۹) اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ جس میں یہ مضمون بیان کرنا مقصود ہے کہ مؤمنین اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی عادات کا رنگ چڑھائیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ (تفسیر رازی جزء ۷ زیر آیت یؤتی الحکمۃ من یشاء۔ البقرہ:۲۷۰) کہ اے لوگو اپنے اندر اللہ کے اخلاق پیدا

کرو۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ کے خوش نصیب بندے اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں اور ان کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتے ہیں اور ان کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتے ہیں اور ان کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''مَایَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ فَإِذَا اَحْبَبْتُهُ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِی بِهَا۔'' (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

یعنی رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نفل گزار بندہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

یعنی انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی صفات کی تجلیات جلوہ گر ہوتی ہیں جیسا کہ بخاری کی مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مرضی اور خواہش کے مطابق کن فیکون کے نظارے دکھاتا چلا جاتا ہے تاکہ ان کے تقرب الی اللہ کا ان کے ماننے والوں پر اظہار ہوتا رہے۔ مگر ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا تا لوگ کہیں انبیاء اور اولیاء کو خدا کا شریک قرار دے کر ہلاک نہ ہو جائیں۔ یہی مضمون حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مذکورہ بالا الہام میں بیان ہوا ہے۔ چھٹی صدی ہجری کے عارف باللہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

''ثُمَّ یُرَدُّ عَلَیْکَ التَّکْوِیْنُ بِالاِذْنِ الصَّرِیْحِ .... قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فِیْ بَعْضِ کُتُبِهٖ یَا اِبْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ وَاَطِعْنِیْ

اَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِکَثِیْرٍ مِنْ اَنْبِیَائِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ وَخَوَاصِّہٖ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ'' (فتوح الغیب مقالہ نمبر۱۶ آخری پیرا گراف)

(جب تو خدا کا پیارا ہو جائے گا) تو اللہ تعالیٰ کے اذن صریح کے ساتھ تجھے کن فیکون کی شان عطا ہو جائے گی......اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ میں کسی شی کو کہتا ہوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔تو میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا بنا دوں گا کہ تو کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے اپنے بہت سے انبیاء،اولیاء اور خواص کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔(یعنی انہیں کن فیکون کی شان عطا فرمائی ہے)

ایک اور مقام پر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کی شان میں فرماتے ہیں:۔

''بِھِمْ ثَبَاتُ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَقَرَارُ الْمَوْتیٰ وَالْاَحْیَاءِ اِذْجَعَلَھُمْ مَلِیْکُھُمْ اَوْتَادًا لِلْاَرْضِ الَّتِیْ دَحٰی فَکُلٌّ کَالْجَبَلِ الَّذِیْ رَسَا.''

(فتوح الغیب مقالہ نمبر۱۴ آخری پیرا گراف)

ترجمہ:۔اولیاء اللہ کے وجود کی برکت سے زمین و آسمان قائم اور انہیں کی برکت سے مُردوں اور زندوں کو قرار ہے۔ کیونکہ ان کے بادشاہ نے انہیں بچھی ہوئی زمین کے لئے میخ کے طور پر بنایا ہے۔اس لئے ہر ولی اللہ ایک ایسے پہاڑ کی مانند ہے جو اپنی جگہ پر گڑا ہوا ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کی شان میں مزید فرماتے ہیں:۔

''ھُمْ شِحَنُ الْبَلَادِ وَالْعِبَادِ بِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنِ الْخَلْقِ ،وَبِھِمْ یُمْطَرُوْنَ بِھِمْ یُمْطِرُ اللّٰہُ السَّمَاءَ وَبِھِمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ''

(الفتح الربانی والفیض الرحمانی مجلس ۱۲ پہلا پیرا گراف)

وہ ملکوں اور بندوں کے رزق کا ذریعہ ہوتے ہیں۔انہیں کی وجہ سے مخلوق سے بلائیں دور کی جاتی ہیں۔انہیں کی وجہ سے بلندیاں اور ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔انہیں کی

وجہ سے اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔انہیں کی وجہ سے زمین اگاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''ایشان امانِ اہل ارض اند وغنیمتِ روزگارند۔ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ در شانِ شان است'' (مکتوبات امام ربانی حصہ ششم دفتر دویم مکتوب ۹۲ صفحہ ۹۳ مطبوعہ لاہور)

انہی کی وجہ سے اہل زمین آفات سے بچائے جاتے ہیں اور انہیں کے سبب اہل زمانہ کو فوائد عطا ہوتے ہیں انہی کی شان میں یہ بیان ہوا ہے کہ ان کے سبب بارشیں برسائی جاتی ہیں اور انہیں کے سبب لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے۔

جو مضمون ان عارف لوگوں نے قرآن وحدیث سے اخذ کر کے اور اپنے ساتھ اور دیگر اہل اللہ کے ساتھ خدائی سلوک کا مشاہدہ کر کے بیان کیا ہے یہی مضمون حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بھی اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھنا چاہئیے کہ خدا تعالیٰ سے کمال محبت کی یہی علامت ہے کہ محبّ میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جائیں۔اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے تب تک دعویٰ محبت جھوٹ ہے محبت کاملہ کی مثال بعینہ لوہے کی وہ حالت ہے جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بن جائے۔پس اگرچہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے۔آگ نہیں ہے۔مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے اس لئے آگ کے صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے۔آگ کی طرح اس میں روشنی ہے۔پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے۔اور اگر اسلام اس حقیقت تک پہنچا نہ سکتا تو وہ کچھ چیز نہ تھا۔لیکن اسلام اس حقیقت تک پہنچاتا ہے۔ اوّل انسان کو چاہئیے کہ لوہے کی طرح اپنی استقامت اور ایمانی مضبوطی میں بن جائے۔ کیونکہ اگر ایمانی حالت خس وخاشاک کی طرح ہے تو آگ اس کو چھوتے ہی بھسم کر دے گی۔پھر کیونکر وہ آگ کا مظہر بن سکتا ہے۔افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلّی طور پر صفات الٰہیہ بندہ میں پیدا ہوتے ہیں نہ سمجھ کر

میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَدْتَ شَيْئاً اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا یہ میری طرف سے نہیں ہے اور اس کی تصدیق اکابر صوفیاء اسلام کر چکے ہیں جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے اور عجیب تر یہ کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی یہی آیت پیش کی ہے‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱صفحہ۱۲۳،۱۲۴)

پھر آپؑ تحریر فرماتے ہیں:۔’’یہ لقا کا مرتبہ تب سالک کے لئے کامل طور پر متحقق ہوتا ہے کہ جب ربّانی رنگ بشریت کے رنگ و بو کو بتمام وکمال اپنے رنگ کے نیچے متوازی اور پوشیدہ کر دیوے۔جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ نظرِ ظاہر میں بجز آگ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچ کر بعض سالکین نے لغزشیں کھائی ہیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا ہے۔اس مقام میں جو اولیاء اللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آ گیا ہے۔بعض اہل تصوف نے ان کا نام اطفال اللہ رکھ دیا ہے اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفات الٰہی کے کنارِ عاطفت میں بکلّی جا پڑے ہیں اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط وخال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلّی طور پر بوجہ تخلق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہوگئی ہے۔ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر بزبان شرع مستعمل نہیں ہیں مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم سے ہی اس کو استنباط کیا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔(البقرہ:۲۰۱) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔اور ظاہر ہے کہ اگر مجازی طور پر ان الفاظ کا بولنا منہیات شرع سے ہوتا تو خدا تعالیٰ ایسی طرز سے اپنی کلام کو منزہ رکھتا جس سے اس اطلاق کا جواز مستنبط ہو سکتا ہے۔

اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر

رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید ومولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہوگئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہوگئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَمَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ (الانفال:۱۸) یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کرگئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت ﷺ کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اسقدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا۔ اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنویں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں

کیونکہ وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلّی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔ پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا۔ اور نہ صرف اپنی حالت ناقص رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر خوش ہیں کہ اسی حالت ناقصہ میں مریں بھی......

ہمارے ہادی و مقتداء ﷺ نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورتِ زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا اور الٰہی طاقت کا پرتوہ جس قدر اس امت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے......

لیکن یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی خدا تعالیٰ کے ان خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں کسی طور سے برابری نہیں کر سکتے اور نہ برابر ہونا ان کا مناسب ہے اسی وجہ سے جب کوئی نبی یا ولی اقتداری طور پر بغیر توسط کسی دعا کے کوئی ایسا امر خارق عادت دکھلاوے جو انسان کو کسی حیلہ اور تدبیر اور علاج سے اس کی قوت نہیں دی گئی تو نبی کا وہ فعل خدا تعالیٰ کے ان افعال سے کم رتبہ پر رہے گا جو خود خدا تعالیٰ علانیہ اور بالجہر اپنی قوت کاملہ سے ظہور میں لاتا ہے۔ یعنی ایسا اقتداری معجزہ بہ نسبت دوسرے الٰہی کاموں کے جو بلا واسطہ اللہ جلشانہ سے ظہور میں آتے ہیں ضرور کچھ نقص اور کمزوری اپنے اندر موجود رکھتا ہوگا تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا باوجود اس کے کہ کئی دفعہ سانپ بنا لیکن آخر عصا کا عصا ہی رہا۔ اور حضرت مسیحؑ کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرانِ کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھے۔ اور کہیں خدا تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہو گئیں۔ اور ہمارے نبی ﷺ **کے اقتداری خوارق میں** چونکہ طاقت الٰہی سب سے زیادہ بھری ہوئی تھی کیونکہ وجود آنحضرت ﷺ کا تجلیاتِ الٰہیہ کے لئے اتم

واعلیٰ وارفع واکمل نمونہ تھا اس لئے ہماری نظریں آنحضرت ﷺ کے اقتداری خوارق کو کسی درجہ بشریت پر مقرر کرنے سے قاصر ہیں مگر تاہم ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اس جگہ بھی اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے فعل میں مخفی طور پر کچھ فرق ضرور ہوگا۔

اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ لقاء کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کی تموّج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا کیونکہ اس تموّج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کُنْ دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اس کا کُنْ بھی اس تموّج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ان اقتداری خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدتِ اتصال کی وجہ سے خدائے عزّ وجل کے رنگ سے ظلّی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلیات الٰہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں اور محبوبِ حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال وافعال وحرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر یک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو اس کو آتی ہے جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ معہ اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا

ساتھ لاتا ہے۔غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۶۴ تا ۶۹)

''عقیدہ نمبر ۱۹''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے دس الہامات بطور اعتراض پیش کئے ہیں ۔مولوی صاحب نے عقیدہ نمبر ۱۹ کے تحت جو دس الہامات درج فرمائے ہیں اس فعل سے قاری کو ان کی ٹیڑھی طرز فکر پر خوب اطلاع ہو گئی ہے ۔اس سے پہلے ہم متوجہ کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب نے نمبر بنانے کے لئے بعض اعتراضات کو جو ایک ہی نوعیت سے تعلق رکھتے تھے زائد نمبر دے کر بیان کیا ہے اب مولوی صاحب کے لئے مسئلہ یہ درپیش ہے کہ ۱۹ نمبر ہو چکے ہیں اور مولوی صاحب اس نیت سے کہ قرآن کریم کی آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ کو عیاذاً باللہ مرزا صاحب پر چسپاں کریں ۱۹ کے نمبر سے آگے نہیں بڑھنا چاہتے ۔اس لئے ۱۹ کے عدد پر پہنچ کر ایک نہیں دس مختلف الہامات مختلف اعتراضات کی خاطر اکٹھے کر دیتے ہیں۔

کوئی سیدھی سادھی سوچ کا آدمی ہوتا تو ۱۹ سے قطع نظر جتنے اعتراضات ذہن میں آتے نمبر شمار کر کے لکھتا چلا جاتا۔ان کی یہ طرز بتاتی ہے کہ یہ قرآنی آیات کو بھی بازیچۂ اطفال سمجھتے ہیں تا کہ جس طرح چاہیں ان کا زبردستی اطلاق کر کے دکھائیں اور اپنی بددیانتی اور ذہنی کجروی پر مہر تصدیق ثبت کریں۔

آیئے اب ہم ان دس اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو نمبر ۱۹ کے تابع دس الہامات پر انہوں نے کئے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱: ''اَنْتَ اسْمِیَ الْاَعْلٰی (تذکرہ صفحہ ۳۳۸) تو میرا اعلیٰ نام ہے''

جواب:۔اسم کے معانی نام اور صفت کے ہوتے ہیں اور مرزا صاحب انسان ہیں ۔انسان کو مسمیٰ اور موصوف تو کہا جا سکتا ہے۔اسم اور صفت نہیں کہا جا سکتا۔پس اس الہام میں کوئی

لفظ بطور مضاف محذوف ماننا پڑے گا جیسا کہ عربی زبان میں مضاف اکثر حذف ہو جاتا ہے۔ پس یہاں پر انت اور اسمی کے درمیان ''مظہر'' کا لفظ بطور مضاف محذوف ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے خود اس الہام کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

''تو میرے اسم اعلیٰ کا مظہر ہے۔یعنی ہمیشہ تجھ کو غلبہ ہوگا''

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۳۱۵)

اس الہام میں بعینہٖ قرآن مجید کی اس آیت کا مضمون بیان کر دیا گیا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:۲۶) کہ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے۔گویا ہر رسول خدا کے اسم اعلیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔

پس دیکھ لیجئے حضرت مرزا صاحب کا اپنا کیا ہوا ترجمہ قارئین سے چھپانا کس درجے کی بے ادبی ہے اور اپنا بنایا ہوا ترجمہ مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا کیسی بددیانتی ہے۔

اعتراض نمبر۲ اَنْتَ مُرَادِیْ (تذکرہ صفحہ ۸۳) تو میری مراد ہے۔

جواب:۔اس الہام میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ۔اس الہام کے متعلق مولوی صاحب کے دماغ میں غالباً یہ فتنہ داخل ہوا ہے کہ گویا مبینہ طور پر اللہ تعالیٰ اپنی تمناؤں کا منتہیٰ مرزا صاحب کو قرار دے رہا ہے۔یہ ہرگز نہ مرزا صاحب کا عقیدہ تھا نہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب تو بار ہا خوب صراحت کے ساتھ یہ تحریر فرما چکے ہیں کہ ساری کائنات کے پیدا کرنے پر خدا تعالیٰ کے ارادے کا منتہیٰ اور آخری مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔پس یہاں ''مراد'' سے وہ مراد ہرگز نہیں بلکہ ہر شخص جس منصب پر مقرر ہوتا ہے اس کے مطابق خدا تعالیٰ کی الگ الگ مراد ہوتی ہے۔ ہر چیز اس کے ارادہ سے پیدا ہوتی ہے اور ہر ارادہ جب پورا ہو تو مراد بن جاتی ہے۔

پس زمانہ آخرین میں امام مہدی سے متعلق جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے تو اس کا اس کے سوا اور کوئی معنیٰ نہیں ہوسکتا کہ اس زمانہ میں اسے پیدا کرنا مقصود تھا۔ یہاں حضرت

مرزا صاحب کی ذات نہیں بلکہ منصبِ مہدویت اور منصبِ مسیحیت ہی ہے۔ کیونکہ یہی مضمون آپؑ کا حسب ذیل شعر خوب کھول رہا ہے ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس قطعاً ثابت ہوا کہ جناب لدھیانوی صاحب جو وسوسہ پیدا کر رہے ہیں کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب کی ذات کے بارہ میں یہ کہا گیا ہے بے بنیاد اور جھوٹ ہے جسے حضرت مرزا صاحب کی کھلی کھلی تحریریں ردّ کرتی ہیں۔

اعتراض نمبر۳ ''اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ'' (تذکرہ صفحہ۴۲۶) تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔''

جواب:۔ یہ عربی کا محاورہ ہے جو محبت و پیار کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے چنانچہ ذیل کی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا ''اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ'' (بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب ھذا) کہ اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

۲۔ اشعری قبیلہ کے بارے میں فرمایا ''هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ'' (صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام والنهد والعروض)

کہ وہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے

۳۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ'' (مستدرک حاکم جلد نمبر۳ کتاب معرفۃ الصحابۃ باب ذکر سلمان الفارسیؓ)

سلمان ہم میں سے ہے اور اہل بیت ہے۔

لیکن محض انسانی تعلقات کی باتیں ہیں۔ اب سنئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خدا اور بندے کے تعلق میں بعینہٖ یہی فقرہ بیان فرمایا ہے۔

''اَلْعَبْدُ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مِنْهُ'' (الجامع الصغیر للسیوطی باب العین)

کہ خدا کا کامل اور سچا غلام اللہ میں سے ہوتا ہے اور خدا اس میں سے ہوتا ہے۔

اب دیکھئے! جناب لدھیانوی صاحب کا حملہ دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے خلاف سخت گستاخی اور بیبا کی ہے اگر اس قسم کے جملوں کے معانی مولوی صاحب مشرکانہ فکاہات سمجھتے ہیں تو دیکھئے کہ کس قدر بدبختی کے مقام پر آ پہنچے ہیں کہ ایسا ہی فقرہ اسی حدیث نبویؐ کی رو سے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے جاری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

درحقیقت اردو زبان میں اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ کا ترجمہ ایک دقت پیدا کر رہا ہے۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے، اس کا لفظی ترجمہ ہے جو پوری طرح عربی مضمون کو واضح نہیں کرتا۔ اگر اس کا بامحاورہ ترجمہ کیا جائے تو اعتراض خود ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے۔

''تو میرا ہے میں تیرا ہوں''

عربی زبان میں اگر یہ کہنا ہو کہ تو میرا ہے تو ''اَنْتَ'' کو متکلم کی ضمیر ''ی'' کی طرف مضاف کیا ہی نہیں جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ درمیان میں ''مِـــنْ'' داخل کیا جائے۔ اسی طرح ''اَنَا'' کی ضمیر متکلم کو ضمیر ''ک'' کی طرف مضاف کرنا ممکن نہیں۔ سوائے اس کے کہ درمیان میں ''مِنْ'' داخل کیا جائے۔ اس لحاظ سے ''تو میرا ہے'' کے لئے جس طرح ''انتی'' کہنا بالکل لغو اور غلط ہے اسی طرح ''انا ك'' کہنا بھی بالکل لغو اور غلط ہے۔ پس جب یہ کہنا ہو کہ ''تو میرا ہے میں تیرا ہوں'' تو عربی محاورہ میں سوائے اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ کہنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔

اب ضمناً مولوی صاحب کو بتاتے چلیں کہ اس زمانہ کے غزنوی خاندان کے مشہور صوفی بزرگ حضرت عبداللہ غزنوی کو بمطابق کتاب ''سوانح مولوی عبداللہ غزنوی صفحہ ۴۲'' ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ یہ الہام ہوا اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔

<u>اعتراض نمبر ۴</u>۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزَلَةِ بُرُوْزِیْ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۹۶) ''تو بمنزلہ میرے بروز کے ہے'' اس سے پہلے بکثرت اس مسئلہ پر بحث گزر چکی ہے۔

اعتراض نمبر۵ ۔اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ (تذکرہ صفحہ۳۸۱) یعنی تو بمنزلہ میری توحید وتفرید کے ہے‘‘

اس الہام کا جو ترجمہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے وہی درست با محاورہ ترجمہ ہے اور ذرا پہلے ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ عربی زبان میں جب یہ کہنا ہو کہ تو میرا ہے میں تیرا ہوں تو عربی میں دو الفاظ کے درمیان ’’من‘‘ داخل کرنا پڑتا ہے پس دراصل یہاں اسی طرح کا ایک پیار کا اظہار ہے کہ تو مجھے اسی طرح عزیز ہے جس طرح مجھے توحید عزیز ہے اور جس طرح اپنی یکتائی عزیز ہے۔ یہی ترجمہ حضرت مرزا صاحب نے اس الہام کا کیا ہے کہ ’’تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو‘‘

(اربعین نمبر۳۔روحانی خزائن جلد۱۷صفحہ۴۱۳ حاشیہ)

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی نہ تو قرآن پر نظر ہے نہ حدیث پر اور نہ تاریخ اسلام سے انہیں واقفیت ہے دراصل آنحضرت ﷺ نے جب جنگ بدر میں یہ دعا کی کہ اے خدا تو نے اگر آج اس مٹھی بھر (میرے صحابہؓ) جماعت کو ہلاک ہونے دیا تو پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی ۔آپؐ نے درحقیقت اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ خدا کے بعض بندے توحید کے علمبردار ہو جاتے ہیں اگر وہ اٹھ جائیں تو توحید اٹھ جاتی ہے پس خدا کے تمام بھیجے ہوئے انبیاء اسی طرح خدا کی توحید اور تفرید کے مظہر ہوتے ہیں جیسا کہ زیر نظر الہام میں بیان فرمایا گیا ہے اور چونکہ خدا کو اپنی توحید اور تفرید بہت پیاری ہوتی ہے اس لئے اپنے ان بندوں سے جو اس کی توحید اور تفرید کے لئے سب کچھ قربان کرنے والے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے لئے غیرت دکھاتا ہے اور ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

دیکھئے کتنا پیارا مضمون قرآن کریم اور فرمودات نبویہؐ سے بالبداہت ثابت ہے اور لدھیانوی صاحب ہیں کہ اپنے ہی خیالات کی تاریکیوں میں بیٹھے اعتراضات کا تانا بانا بنتے چلے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر۶ ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ رُوْحِیْ۔(تذکرہ صفحہ۱۴۷)

تو بمنزلہ میری روح کے ہے۔

مولوی صاحب کا اس پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے جب یہ خود عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ قرار دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جب قرآن میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ آدمؑ میں جب خدا نے اپنی روح پھونکی تو اس وقت انہیں تعجب ہوتا ہے نہ اعتراض پیدا ہوتا ہے اور مزید تعجب یہ ہے کہ ان معترض صاحب نے قرآن کریم کی اس آیت کا مطالعہ نہیں فرمایا کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ (بنی اسرائیل:۸۶) پس درحقیقت امرالٰہی کا نام ہی روح ہے ورنہ نعوذ باللہ خدا کا کوئی جسم نہیں کہ جس کی الگ روح ہو۔ پس جب خدا کی روح کی بات کی جاتی ہے تو مراد اس کا امر ہی ہے۔ پس امر اللہ سے آدمؑ کو زندگی ملی اور امر اللہ سے ہی مسیحؑ میں جان پڑی اور ہر زمانہ کا مامور خدا کے امر سے بنتا ہے اور وہ اس سے اپنے امر ہی کی طرح پیار کرتا ہے۔ پس اس کو سمجھئے یہ تاویلوں کی بحث میں کھلم کھلا آیتوں کی نصوص صریحہ کی رو سے روح اور امر کا مضمون سمجھایا ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی حملہ کی خو سے باز نہیں آتا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

<u>اعتراض نمبر ۷</u>۔اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ سَمْعِىْ (تذکرہ صفحہ ۷۴۷)

تو بمنزلہ میرے کان کے ہے۔

مولوی صاحب غالباً اس الہام پر تمسخر کرنا چاہتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ کے کان ہیں اور مرزا صاحب خود وہ کان ہیں۔

درحقیقت مولوی صاحب سے نپٹنا ایک بہت بڑی سردردی ہے۔ کیونکہ ان کو کچھ بھی علم نہیں نہ قرآن نہ دین نہ عرفان۔ پڑھا تو سب کچھ ہوا ہے لیکن سمجھا خاک بھی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام یا اس قسم کے دوسرے الہام خدا کے اعضاء یا بدن کا معنیٰ دکھائی دیتا ہے ان کی کسی تشریح اور تاویل کی جماعت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان مسائل کو حل فرما چکے ہیں اور اس مضمون پر آپؐ کی بات ہی حرف آخر ہے اگر یہ سننے کے بعد بھی مولوی صاحب زبان کھولنے کی جرأت کریں تو ایسا کرنا یقیناً آنحضرت ﷺ کی شدید گستاخی کے مترادف ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خود اپنی

زبان سے اس حدیث قدسی کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں (اور جب وہ میرا پیارا بن جاتا ہے) تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

اعتراض نمبر ۸۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزَلَةِ عَرْشِیْ (تذکرہ صفحہ ۵۱۴)

تو بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔

جب بھی خدا کا کوئی بندہ آسمان سے آتا ہے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا جاتا ہے یہ بحث فصل ثالث کے عقیدہ نمبر ۱۸ میں گزر چکی ہے یہ الہام بھی اسی نوعیت کا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ''ان سے کسی نے پوچھا کہ عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا لوح کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کہتے ہیں ابراہیم موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں''

(تذکرۃ الاولیاء اردو باب نمبر ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

عرش الٰہی کوئی مادی مقام نہیں جیسا کہ مولوی صاحب کے دماغ میں ہے جو جوّ میں کسی جگہ لٹکا پڑا ہے۔ نہ ہی کرسی سے مراد ویسی کرسی ہے جس پر انسان بیٹھتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں جو عرفان سے عاری لوگ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی شان کے مطابق عرش اور اس کے مختلف معانی ہوتے ہیں جن میں سے ایک معنیٰ عبادت گزار بندے کا قلب ہے جس پر خدا تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور قرار پکڑتا ہے یعنی ہمیشہ کے لئے اس قلب پر قبضہ فرما لیتا ہے چنانچہ مرزا صاحب نے معراج کے مضمون پر عارفانہ کلام میں یہ حقیقت بیان فرمائی کہ وہ بلند ترین مقام جس پر خدا جلوہ گر ہوا اور جسے عرش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اعلیٰ اور ارفع قلب ہی تھا۔

امت محمدیہؐ میں اور بھی ایسے صوفی بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے یہی معنی کئے ہیں

اور اپنے لئے کئے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا حوالہ ہم پہلے درج کر چکے ہیں اور پھر یاددہانی کراتے ہیں۔

اعتراض نمبر۹۔اَنْتَ مِنِّیْ وَسِرُّكَ سِرِّیْ (تذکرہ صفحہ ۲۰۷)

تو مجھ میں سے ہے اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔

انسان کے بھید سے خدا واقف ہے ۔اس الہام کے جب تک کوئی معنی نہ کئے جائیں اس وقت تک اس پر کوئی تبصرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا میں ہر انسان کے بھید ہوتے ہیں بعض بھیدوں کا گناہوں اور دنیا کی آلائشوں سے تعلق ہوتا ہے انہیں خدا کا بھید نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ شیطانی ہوتے ہیں۔

بعض بھید نیکی سے تعلق رکھنے والے بھید ہوتے ہیں بعض انسان اپنی نیکیوں کو اور خدا تعالیٰ کے ہاں اپنے خاص قرب کو بنی نوع انسان سے چھپاتے ہیں۔ پس ایسے بھید جو نیکی اور تقویٰ کے بھید ہوتے ہیں وہ لازماً خدا کے بھید کہلائیں گے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے بھید ہیں۔

اسی قسم کے بھیدوں سے تعلق رکھنے والے بھیدوں کے زمرہ میں خدا تعالیٰ کے اپنے خاص بندوں سے اپنے خاص معاملات کو شمار کیا جا سکتا ہے جس طرح بعض دفعہ فقیروں اور درویشوں سے بھی خدا تعالیٰ بعض ایسے معاملات رکھتا ہے جو دوسرے بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ سے نہیں کئے جاتے یہ بات اس کی شان کبریائی کا مظہر ہے جس سے چاہے جس قسم کا چاہے خاص تعلق باندھے پس یہ ان درویشوں اور اولیاء کے بھید ہیں جو خاص بھید ہوتے ہیں۔

چنانچہ دیکھئے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ جو خود ایسے اسرار کے حامل تھے جو خدا کے اسرار تھے۔اس معمہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں ''مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ رُسُلِهٖ وَاَنْبِیَآءِهٖ وَاَوْلِیَآءِهٖ سِرٌّ مِنْ حَیْثُ لَایَطَّلِعُ عَلٰی ذَالِكَ اَحَدٌ غَیْرُهٗ حَتّٰی اَنَّهٗ یَكُوْنُ لِلْمُرِیْدِ سِتْرٌ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْهِ شَیْخُهٗ ''(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۷ از شیخ عبدالقادر جیلانی فارسی نسخہ صفحہ ۹۲ مطبوعہ منشی نول کشور پریس لکھنؤ)

یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے ہر رسول نبی اور ولی کے ساتھ ایک بھید اور راز ہوتا ہے کہ دوسرے کسی کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی یہاں تک کہ بعض مرید کا اللہ تعالیٰ سے ایک بھید ہوتا ہے اور اس کے شیخ کو اس پر آگاہی نہیں ہوتی۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ اِنَّا اٰتَیْنَاکَ الدُّنْیَا وَخَزَائِنَ رَحْمَۃِ رَبِّکَ (تذکرہ صفحہ ۳۷۶)

ہم نے تجھے دنیا دے دی اور تیرے رب کی رحمت کے خزانے دے دیئے۔

ہم نے کوشش بھی کی لیکن سمجھ نہیں آئی کہ اعتراض کس بات پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بھیجے ہوئے کو غلبہ عطا کرتا ہے جو رفتہ رفتہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو رحمت کے خزانوں پر اعتراض ہے کیونکہ مولوی صاحب تو ایک ایسے مہدی کے منتظر تھے جو رحمت نہیں، سونے چاندی اور زر وجواہر کے خزانے لٹانے آئے گا۔ پس تعجب نہیں کہ مولوی صاحب کو مرزا صاحب کے اس الہام سے کیا کیا نہ مایوسی ہوئی ہوگی کہ ہم تو زر وجواہر کے خزانوں کی امید لگائے بیٹھے تھے یہ تو آنے والا رحمت کے خزانوں کی باتیں کرتا ہے پس آپ ان رحمت کے خزانوں سے اعراض کر گئے اور پیٹھ دکھا کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہے ان کے اس سلوک سے قرآن کریم کی یہ آیت یاد آجاتی ہے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰبِجَانِبِہٖ۔ (بنی اسرائیل: ۸۴)

کہ جب ہم انسان کی بھلائی کی خاطر نعمت نازل فرماتے ہیں (یاد رہے کہ نعمت قرآن کی اصطلاح میں نبوت ہے) تو وہ اعراض کرتا ہے اور پہلو تہی اختیار کرتا ہے۔

اب مولوی صاحب کے اس اعتراض سے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ انسان کیوں ایسا کرتا ہے دراصل یہاں انسان سے مراد جو دنیا کی نعمتوں کا منتظر بیٹھا رہتا ہے اور اس پر مصیبت یہ ٹوٹتی ہے کہ اس پر دنیا کی نعمتوں کی بجائے آسمانی نعمتیں نازل ہونے لگتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر جو مولوی صاحب کے دس اعتراض تھے ان کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

فصل پنجم

دعوت غور وفکر

اس فصل کے شروع میں جناب لدھیانوی صاحب نے چند دلچسپ فقرات تحریر کئے ہیں۔

میرا رسالہ پڑھ کر احمدی کیا تأثر لیں گے اور اس کے بعد اپنا یہ دعویٰ دہرایا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے عقائد ایسے ہیں جن سے امت محمدیہ میں مرزا صاحب سے پہلے کوئی صحابی، تابعی، کوئی امام، مجدّدان سے آشنا نہیں تھا۔ اور یہ بات تکذیب احمدیت کے لئے بہت بڑی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب مولوی صاحب! ہماری تکذیب کے لئے جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے اس کے جواب میں بہت ہی کافی وشافی جواب ہمارے ہاتھ آ گیا ہے۔

گزشتہ اولیاء اللہ اور آئمہ اور بزرگان سلف تو درکنار خود احمدی بھی ان عقائد سے آشنا نہیں تھے جو احمدیت کی طرف آپ نے منسوب فرمائے ہیں۔ بس ایک ہی بات ہے کہ دل سے آپ کے لئے دعا نکلتی ہے کہ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے جھوٹے ہونے کی عمدہ دلیل ہمیں تھمادی۔ یہ کوئی محض چٹکلہ نہیں۔ مولوی صاحب غور سے اس بات کو سن لیں کہ دنیا بھر میں ایک بھی احمدی ایسا نہیں، بلا استثناء پورے وثوق سے اور یقین کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ ایک بھی احمدی ایسا نہیں جو ان عقائد سے آشنا ہو جو آپ اس کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ آپ کے ہر جھوٹے الزام کے جواب میں ہم بار بار نہ صرف بتا چکے ہیں بلکہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ عقائد احمدیت کے عقائد نہیں ہیں! نہیں ہیں!! نہیں ہیں!!!۔ لیکن شاباش آپ پر بھی کہ ہیں! ہیں!! ہیں!!! کی ایسی تکرار ہے کہ بند ہونے میں نہیں آتی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ احمدی کیا تأثر لیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی بہت دل شکنی ہوگی اگر آپ کو آگاہ کر دیا جائے اس لئے اگر اسے نہ ہی چھیڑا

جائے تو اچھا ہے۔اور جہاں تک ہمارا رسالہ پڑھ کر آپ کے تأ ثر کا تعلق ہے ہمیں اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں پہلے ہی سے ان اعلانیہ تأ ثرات سے بھی آگاہ فرما رکھا ہے جو آپ کی زبان سے نکلیں گے اور ان تأ ثرات سے بھی آگاہ فرما رکھا ہے جو آپ کے سینہ نے چھپا رکھے ہیں۔

''عقیدہ نمبرا''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے اپنی کتاب میں موجود تمام اعتراضات والزامات کو محض دہرایا ہے۔البتہ ایک نیا اعتراض کیا ہے۔ سب سے پہلے ہم اس نئے اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآن بھی قادیان کے قریب اترا انا انزلناه قریبا من القادیان''

(تذکرہ صفحہ ۳۲)

ہم سب سے پہلے پورا اقتباس درج کرتے ہیں جس کی بناء پر لدھیانوی صاحب نے اپنے افتراء کی عمارت تعمیر کی ہے۔حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''اِنَّـا اَنْـزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِنَ الْقَادِيَانِ '' تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔''

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ:۱۴۰ حاشیہ)

قارئین کرام! جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس تمام عبارت میں کہیں اشارۃً بھی قرآن کریم کے قادیان کے قریب نازل ہونے کا ذکر نہیں پس یہ نتیجہ نکالنا ہرگز زیادتی نہیں کہ لدھیانوی صاحب نے عمداً پورا اقتباس پیش کرنے سے اس لئے گریز کیا ہے کہ ایک فقرے سے جو چاہیں نتیجہ نکالیں اور قاری لاعلمی میں ان کے نکالے ہوئے نتیجہ پر ایمان لے آئے۔

لدھیانوی صاحب کا یہ رسالہ پڑھ کر جس کا جواب دیا جارہا ہے اور دیگر اسی قسم کے رسالے دیکھ کر ہمارا یہ تأثر قوی ہو جاتا ہے کہ فی زمانہ تحریف و تلبیس کے لدھیانوی صاحب ایک لاثانی استاد ہیں۔

اب رہا اس اقتباس کا نفس مضمون تو یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ خوابوں کی طرح کشفی نظاروں میں بھی بہت سی تعبیر طلب باتیں دکھائی جاتی ہیں جو ظاہری دنیا کے حقیقی واقعات سے مختلف ہوتی ہیں، انہیں جھوٹ قرار دینے والا بھی پاگل ہوگا اور ان پر اعتراض کرنے والا بھی جاہل مطلق۔ اب دیکھئے

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر ﷺ کی ہڈیوں کو آپؐ کی لحد مبارک سے جمع کر رہے ہیں اور بعض ہڈیوں کو بعض سے پسند کر رہے ہیں اس خواب کی ہیبت سے آپؒ بیدار ہوئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص احسان تھا کہ یہ رؤیا لدھیانوی صاحب جیسے کسی مولوی کے سامنے بیان نہیں فرمادی۔ ورنہ تو قیامت برپا ہو جاتی اس کی بجائے آپ نے خدا ترس، عارف باللہ اور عالم دین محمد بن سیرینؒ سے ڈرتے ڈرتے بیان کی تو دیکھئے کیسی عمدہ روحانی تعبیر انہوں نے فرمائی اور انہوں نے یہ کہہ کر تسلی دی۔

کہ ''تو پیغمبر ﷺ کے علم اور سنت کی حفاظت میں اس درجہ کو پہنچے گا کہ صحیح کو سقم سے

جدا کرے گا۔‘‘(کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۱۱۵،۱۱۶ باب ذکر تبع تابعین ترجمہ مولوی محمد حسین صاحب مناظر گوندلانوالیہ ضلع گوجرانوالہ مطبوعہ دین محمدی پریس کشمیری بازار لاہور)

پس ایسی بے شمار مثالیں صالحینِ امت کی زندگیوں میں ملیں گی۔ان میں سے چند ایک ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جو جناب لدھیانوی صاحب کو بتانے کو دل نہیں کرتا کیونکہ نہ وہ اس کوچے سے آشنا ہیں اور نہ اس کوچے کی باتیں سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل کشف ملاحظہ فرمائیں:۔

’’حضرت مجدّد الف ثانی کو ہمیشہ کعبہ شریف کی زیارت کا شوق رہتا تھا......کیا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم انسان،فرشتے،جن سب کی سب مخلوق نماز میں مشغول ہے اور سجدہ آپ کی طرف کر رہے ہیں۔حضرت اس کیفیت کو دیکھ کر متوجہ ہوئے۔توجہ میں ظاہر ہوا کعبہ معظّمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کے وجود باجود کو گھیرے ہوئے ہے۔اس لئے نماز پڑھنے والوں کا سجدہ آپ کی طرف ہوتا ہے۔اسی اثناء میں الہام ہوا کہ ’’تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا ہے اور تمہاری خانقاہ زمین کو بھی کعبہ کا رتبہ دے دیا ہے۔جو نور کعبہ میں تھا اسی نور کو اس جگہ امانت کر دیا ہے‘‘۔اس کے بعد کعبہ شریف نے خانقاہ مبارک میں حلول کیا اور دونوں کی زمین باہم مل جل گئی۔اس زمین کو بیت اللہ کی زمین میں فناء اور بقاء اتّم حاصل ہوا۔‘‘(حدیقہ محمودیہ روضہ قیومیہ صفحہ ۶۸ از حضرت ابوالفیض کمال الدین سرہندیؒ مطبع بلید پریس فرید کوٹ پنجاب)

اب فرمایئے لدھیانوی صاحب!اس عبارت پر کیا کیا عنوان سجائیں گے اور کیا کیا پھبتیاں کسیں گے؟

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے۔’’ایک روز حضرت قبلہ نے حلقہ نشین علماء کے سامنے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے اور میں اس کے اوپر کھڑا ہوں۔اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔

سارے علماء اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آ گئے۔پس آپ نے مولوی محمد عابد سوکڑی علیہ الرحمۃ کو جو بڑے متبحر اور متدیّن عالم تھے طلب کیا اوران کے سامنے خواب بیان کیا مولوی صاحب آداب بجالائے اور کہا کہ مبارک ہو کیونکہ قرآن شریف عین شریعت ہے اور جناب والا کے دونوں قدم ہر زمانہ میں جادۂ شریعت پر مستحکم رہے ہیں اوراب بھی ہیں۔ چنانچہ یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر وعقل کے مطابق تھی لہذا سب کو پسند آئی۔‘‘

(تذکرہ خواجہ سلیمان تونسویؒ۔اردو ترجمہ نافع السالکین صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷ از صاحبزادہ محمد حسین للہی ناشر شعاع ادب مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور مطبع اشرف پریس لاہور)

ہاں ہاں یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر وعقل کے مطابق تھی سوائے جناب لدھیانوی صاحب کی عقل وفکر کے۔

لدھیانوی صاحب کے پیرومرشد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

’’ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں۔انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آنے والی ہے‘‘ (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

یہ قصہ تو ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔تعجب ہے! خواب دیکھنا تو بے اختیاری اور بے بسی کی بات ہے لیکن تعبیر کرنا تو انسان کی اپنی عقل اور سمجھ کے دائرہ قدرت میں ہوتا ہے۔پس لدھیانوی صاحب کے پیر طریقت کی یہ تعبیر ہماری عقل اور ہماری سمجھ سے بالاتر ہے لیکن یہ یقین رکھتے ہیں کہ لدھیانوی صاحب کی سمجھ اور عقل کے عین مطابق ہوگی۔

اور آخر میں مولوی صاحب سے یہ درخواست ہے کہ اگر انہیں دسترس ہو تو سلسلہ قادریہ مجدّدیہ کے مشہور بزرگ، پیر طریقت، ہادی شریعت حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی مئی ۱۸۳۵ء کے اس کشف کو پڑھ لیں جو انہوں نے اپنے ایک مرید فضل الرحمان گنج مرادآبادی کو بتایا جو کتاب ’’ارشاد رحمانی وفضل یزدانی‘‘ کے صفحہ ۵۸ میں مذکور ہے اور اس

کشف کی تعبیر وتشریح بھی پڑھنی نہ بھولیں جو اسی کتاب میں مذکور ہے۔

ان چند مثالوں سے ہر قاری پر واضح ہوگا کہ کشوف ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اگر ان کی عقل وسمجھ کے مطابق مناسب تعبیر نہ کی جائے تو نتائج انتہائی بھیانک ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد ہم پھر لدھیانوی صاحب کے اس افتراء کی طرف لوٹتے ہیں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو اپنے الفاظ میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔

جس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس کشف میں جو فقرہ الہام ہوا اس میں یہ کہا گیا تھا کہ قرآن قادیان کے قریب ہی اترا ہے۔ یہ مضمون حضرت مرزا صاحب نے کسی جگہ پر بھی بیان نہیں کیا بلکہ ہر جگہ یہی بیان کیا ہے کہ قادیان کے قریب جو کچھ نازل ہوا ہے وہ مسیح موعود اور اس پر نازل ہونے والے آسمانی نشانات ہیں۔ چنانچہ تذکرہ جہاں سے لدھیانوی صاحب نے یہ کشف لیا ہے وہیں پر براہین احمدیہ کا یہ حوالہ لکھا ہے۔

''اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْباً مِنَ الْقَادِيَانِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ......یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

ایک اور جگہ لکھا ہے۔ ''اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ حاشیہ)

اس جواب کے ساتھ ہی قارئین کو یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں مولوی صاحب نے تو صرف اسی ایک کشف کا ذکر کیا ہے لیکن مولوی حضرات براہین احمدیہ میں مذکور حضرت مرزا صاحب کے ایک اور کشف کو بھی تند نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ جس میں آپؑ نے ایک نظارہ

دیکھا کہ گویا آپؑ ایک معصوم اور چھوٹے بچے کی طرح ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آتی ہے جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آجاتے ہیں یعنی سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ اور یہ سب ایک کمرے میں کھڑے ہیں اور ان میں سے ایک نے شاید حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے ایک شفیق اور مہربان ماں کی طرح آپؑ کو اپنے ساتھ لگایا اس طرح کہ آپؑ کا سر حضرت فاطمہؓ کی ران پر رکھا گیا۔

یہ ایک کشف تھا جس کا ظاہری اور جسمانی خیالات سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن مولوی حضرات ہیں کہ اس کشف کو ظاہر پر محمول کر کے اپنے ذہنوں کا گند ظاہر کرتے چلے جا رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر تو یہ عناد اور بغض کی وجہ سے ایسے اتہام لگائے چلے جا رہے ہیں جن کی شریعت اسلامیہ کلیۃً اجازت نہیں دیتی لیکن سلسلہ قادریہ مجدّدیہ کے مشہور بزرگ، پیر طریقت ہادی شریعت حضرت شاہ محمد آفاقؒ نے جو کشف دیکھا (جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے) اس کے پیش نظر مولوی حضرات کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے؟

جبکہ اس مذکورہ بالا کشف کی تعبیر مولوی محمد علی مونگھیری صاحب نے اپنی کتاب ''ارشادِ رحمانی و فضل یزدانی'' مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۵۲ پر یہ کی ہے کہ

''اس سے مقصود بلا واسطہ اور بلا حجاب اپنے کمالات باطنی سے فیض یاب کرنا ہے......''

نیز لکھا ہے کہ

''یہاں یہ امر خوب یاد رہے کہ اس قسم کے واقعات محض عالم روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں وہاں جسمانی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔''

نیز کیا فرماتے ہیں مولوی صاحب! تیرھویں صدی ہجری کے مجدّد حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہیدؒ بالاکوٹ کے بارہ میں جن کے متعلق لکھا ہے کہ۔

''ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سید صاحبؒ نے خواب میں دیکھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو نہلایا اور حضرت فاطمہؓ نے ایک لباس اپنے ہاتھ سے آپؒ کو پہنایا۔''

(حیات سید احمد شہید صفحہ ۶۴ مطبوعہ نفیس اکیڈمی)

اور اب دیکھئے لدھیانوی صاحب کے پیر طریقت اور مرشد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے کیا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ ہم بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔''

(الافاضات الیومیہ جلد نمبر ۷ صفحہ ۴۴۰)

لدھیانوی صاحب اپنے افتراء کو ایک اور ادا سے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے دقیق فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے، کیا تابعین اور آئمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں'' (صفحہ ۳۳)

مولوی صاحب! کان کھول کر سن لیں کہ یہ عقیدہ ہم بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور آئمہ دین وغیرھم۔

جہاں تک شہروں کے ناموں کا تعلق ہے ان میں ظاہری طور پر قادیان کا نام کہاں

سے آجانا تھا جبکہ مکہ کا نام کہیں نہیں آیا۔

آنحضرت ﷺ کے مکہ میں نزول کا بائبل میں ذکر نہیں۔ پس اگر الٰہی صحیفوں میں شہروں کا نام ہونا چاہئے تھا تو مکہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مستحق نہیں۔ پس اگر اس زمانے میں کوئی جاہل عیسائی یہ سوال کر دیتا کہ کیا پطرس، یعقوب، توما، یوحنا، وغیرھم کو علم نہیں تھا کہ عظیم الشان رسول مکہ میں نازل ہوگا تو صحابہؓ کیا جواب دیتے۔ مگر ان کے نزدیک تو بحث ہی نامعقول تھی۔ البتہ آپ غالباً اس بارہ میں بہتر علم رکھتے ہیں اس لئے آپ ہی بتائیں۔ احمدی تو یہ جواب دینے سے قاصر ہو گئے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہؓ کو علم تھا یا نہیں۔ آپ کو تو اس کے جواب سے قاصر نہیں رہنا چاہئے کیونکہ بڑی تعلّی سے آپ نے یہ اعتراض اٹھایا ہے۔

''عقیدہ نمبر۲''

اس نمبر کے تحت لدھیانوی صاحب نے ایک مفروضہ کہ ''اگر مرزا غلام احمد عین محمد ہے تو'' قائم کر کے بڑی بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ چند سوالات لکھے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کے تو سارے سوالات ہی گستاخانہ ہیں۔ ہم تو ان سوالوں کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر چسپاں کرنا ہی انتہائی بے حیائی اور گستاخی سمجھتے ہیں۔ نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور نہ ہم اسے دہرانے کی ایسی بے باکی کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ نے کی ہے۔ جس مفروضہ کی بناء پر آپ نے یہ گستاخانہ سوالات کئے ہیں پیشتر اس کے کہ ہم قارئین پر اس کی وضاحت کریں، ایک جواب جو ان سب اعتراضات کی بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے یہ ہے کہ یہ مفروضہ ہی جھوٹا ہے اور لدھیانوی صاحب کی ایک ہانک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہرگز حضرت مرزا غلام احمدؑ عین محمد نہیں ہیں۔ یہ اعلان ہم ببانگ دہل کرتے ہیں اور تمام قارئین کو مطلع کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ پر دیگر خبیثانہ الزامات میں سے یہ بھی ایک خبیثانہ الزام ہے۔ مولوی صاحب! آپ نے تو دروغ گوئی کی انتہاء کر دی

ہے۔ہم تو سمجھا کرتے تھے کہ مخالفین جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں مگر آپ کے اس قول وفعل نے تو اس کی تصدیق کر دی ہے۔

جہاں تک عین محمدؐ کے لفظ کا تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب کو ہرگز ان معنوں میں عین محمدؐ نہیں سمجھتی جو مولوی صاحب کے دماغ میں فتور کی طرح سمائے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں محض کسی عالم نے اگر عین محمدؐ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو محض اور محض ان معنوں میں جن معنوں میں شرح مثنوی میں حضرت بایزید بسطامیؒ کو عین رسولؐ قرار دیا گیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے والد اور چچا نے اپنے تئیں حضورؐ کا عین قرار دیا ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ''محبت کے کمال کا یہ تقاضا ہے کہ محبّ اور محبوب ایک ہو جائیں اور ان میں دوئی اور غیریت اٹھ جائے۔''

(مکتوبات امام ربّانی مکتوب نمبر ۸۸ دفتر سوم صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور زیر اہتمام ملک چنن الدین کشمیری بازار لاہور ترجمہ مولوی قاضی عالم دین)

اس سے بڑھ کر ایک شعشہ بھی دنیا کا کوئی احمدی حضرت مرزا صاحب کو عین محمد نہیں سمجھتا بلکہ جن معنوں میں آپ عین محمدؐ کہہ رہے ہیں ان معنوں میں عین محمدؐ قرار دینا کفر وافتراء ہے۔

حضرت محمد عربی ﷺ جو حضرت عبد اللہ کے صلب سے اور حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے وہ اپنے جسم اور شخصیت کے لحاظ سے اور ذاتی روحانی مراتب کے لحاظ سے مخلوق میں اس طرح منفرد اور یکتا تھے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں منفرد و یکتا ہے اور ان معنوں میں آپؐ جیسا نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے نہ کبھی ہوگا۔ ہاں آپؐ کی غلامی میں آپؐ کی متابعت کے نتیجہ میں، آپؐ کے قرب کا حصول اس طرح ممکن ہے جس طرح محمد ﷺ نے خدا کا قرب حاصل کیا اور اپنی ذات کو اس طرح مٹا دیا کہ آپؐ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، سوچنا اور حرکت کرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے بارہ میں عرش کے خدا نے

خود گواہی دی کہ۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔(انفال:۱۸)

ترجمہ:۔اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے تو تو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔

اور آپ کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کرنے کی ہدایت دی۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

(انعام:۱۶۳)

ترجمہ:۔تو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

پس یہ فنا فی اللہ کا مقام محمد رسول اللہ ﷺ کو جن معنوں میں قرآن کریم عطا کرتا ہے کہ گویا آپ ؐ کا مٹھی بھر کنکریاں چلانا آپ ؐ کا نہیں گویا خدا کا مٹھی چلانا تھا، عین ہونا صرف ان معنوں میں ہے اور ہرگز اس سے بڑھ کر نہیں۔اسی طرح عقلاً اور شرعاً یہ ممکن ہے کہ کوئی عاشقِ رسول ؐ فنا فی الرسول کا درجہ پالے۔ہم سمجھتے ہیں کہ مذکورہ بزرگوں کی عبارات میں جہاں عین کا لفظ استعمال ہوا ہے زبان کے لحاظ سے درست استعمال ہو یا نہ ہو مگر ہرگز گستاخانہ استعمال نہیں بلکہ فنا فی الرسول کے معنوں میں ہے۔پس جناب مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے جس بزرگ کا لفظ عین کا حوالہ دیا ہے اس کی بھی بعینہٖ یہی صورت ہے۔

لفظ عین محمد کو مفروضہ بنا کر مولوی صاحب نے جو تابڑ توڑ حملے کئے ہیں ان سب حملوں کو اسی فصل پنجم کے نمبر۲ کے تحت جزو نمبر۱ میں بیان کیا ہے اور اب انہوں نے جزو نمبر۲ میں حسب ذیل سوالات اسی مفروضہ کے تحت درج کئے ہیں۔

۱۔حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

۲۔حضرت عائشہ وحفصہ ؓ کا شوہر کون تھا؟

۳۔حضرت عثمان ؓ اور علی ؓ کس کے داماد تھے؟

۴۔حضرت فاطمہ،زینب،رقیہ،ام کلثوم کس کی صاحبزادیاں تھیں؟

۵۔حسن وحسین کس کے نواسے تھے؟

۶۔بدروحنین کے معرکے کس نے سر کئے؟

۷۔شب معراج میں انبیاء کرام کا امام کون تھا؟

۸۔قیصروکسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں......وغیرہ وغیرہ

ہمارا ان سوالات کو بیان کر دینا ہی کافی ہے۔صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ واہ رے مولوی صاحب آپ کی تو مت ہی ماری گئی ہے۔

’’عقیدہ نمبر۳‘‘

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے پہلی بات یہ کی ہے کہ ’’دنیا کی بہت سی قوموں کو اسی بروز یا عین کے عقیدوں نے برباد کیا ہے‘‘(صفحہ۳۶)

ہم تو فصل اوّل میں بیان کر چکے ہیں کہ ان عقیدوں کے حامل اس مرتبہ کے بزرگوں نے تو دنیا کو برباد نہیں کیا۔اگر برباد کیا ہے تو ان مولوی صاحب اور ان کے فکر وعمل کے مولویوں نے برباد کیا ہوگا۔لیکن مولوی صاحب جس بات کو بربادی کرنے والی قرار دے رہے ہیں یہ ایسی ہی عارفانہ باتیں ہیں کہ قرآن کریم میں جن کے متعلق لکھا ہے۔یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا بعض اوقات عارفانہ کلام خوش نصیبوں کو ہدایت بخش دیتا ہے اور بدنصیبوں کو برباد کر دیتا ہے۔

لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ’’مرزا صاحب نے ’’مرزا عین محمد ہے‘‘ کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کر دیا ہے ذرا سوچئے اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ اگر مسیح موعود عین محمدؐ ہوسکتا ہے تو مسیح ابن مریم عین خدا کیوں نہیں ہوسکتا تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا؟‘‘(صفحہ۳۶)

لدھیانوی صاحب!اس اعتراض کا جواب بار بار گزر چکا ہے آپ تو ایک نہایت

اعصاب شکن مولوی ہیں جو ایک ہی رٹ لگائے چلے جا رہے ہیں لفظ عین محمدؐ کے جو معنی آپ سمجھ رہے ہیں ہم پھر اعلان کرتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب ان معنوں میں عین محمدؐ تھے۔ ہرگز نہیں تھے۔ جن معنوں میں حضرت بایزید بسطامیؒ اور دیگر بزرگوں کی نسبت لفظ عین محمدؐ استعمال ہوا ہے صرف ان عاجزانہ اور عارفانہ معنوں میں حضرت مرزا صاحب نے بھی ''عین محمدؐ'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ محاورہ کسی احمدی کی ایجاد نہیں بلکہ یہ ان علماء واولیائے امت کی ایجاد ہے جو مرزا صاحب سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پس اگر لدھیانوی صاحب کی دانست میں اس سے عیسائیت کو تقویت ملتی ہے تو آپ کا جھگڑا احمدیت سے نہیں بلکہ بزرگان امت سے ہے جس طرح چاہیں یہ قضیہ طے کریں۔ مزید برآں آپ عین محمد سے جو استنباط کرنے لگے ہیں اس کے بجائے عیسائیوں کو تقویت دینے کے لئے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ''عین اللہ'' کا استعمال کیوں نہیں پکڑ لیتے جس سے بہت زیادہ عیسائیت کو تقویت ملے گی اور آپ کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ لیکن صرف وہی مسلمان گمراہ ہوں گے جو یہاں ''عین'' کے وہی معنی کریں گے جو آپ کر رہے ہیں اور جب احمدیوں والی تشریح عین کی سنیں گے تو بفضلہٖ تعالیٰ عیسائیت کے وار سے محفوظ ہو جائیں گے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ حملہ محض لفظی چالا کی ہے اس لئے ہم نے انہیں ایسا جواب دیا کہ ان کے ذہن میں سما جائے کہ اس قسم کی لفظی چالاکیوں سے کام نہیں چلتا۔ اس قسم کی باتیں زیادہ شدت سے آپ پر الٹائی جا سکتی ہیں۔ جہاں تک احمدیہ عقائد سے عیسائیت کے عقیدوں کو تقویت ملنے کا تعلق ہے یہ ادنیٰ اور اعلیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کونسی جماعت ہے جس سے دنیا بھر میں کلیسیا کی جماعتوں پر لرزہ طاری ہے اور وہ کون سے عقائد ہیں جنہوں نے فی زمانہ دنیا میں صلیب کی کمر توڑ دی ہے۔ مولوی صاحب کو تو اپنے بزرگوں کی عبارتیں بھی یاد نہیں ورنہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ پر مولانا نور محمد نقشبندی کا یہ تبصرہ لدھیانوی صاحب کا منہ چڑاتا رہے گا کہ۔

''اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت سے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت واحکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام وسیرت رسولؐ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے۔ پس الزامی ونقلی وعقلی جوابوں سے ہار گیا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھے قبول کرلو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی''

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم صفحہ ۳۰ مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

پس ثابت ہوا کہ عیسائیت کو تقویت دینے والے آنجناب لدھیانوی صاحب کے عقیدے ہیں اور وہ جو مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھا رکھا ہے اس سے عیسائی عقیدہ کو تقویت ملتی ہے۔

لدھیانوی صاحب مزید لکھتے ہیں ''اگر مرزا صاحب ''بروزِ محمد'' ہونے کی وجہ سے ''عین محمد'' ہیں تو ''بروز خدا'' ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہیں؟ (صفحہ ۳۶)

یہ بھی وہی لغو ایچ پیچ ہیں جن کا بار بار کافی وشافی جواب دیا جاچکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو احمدیت کا فہم ہی کوئی نہیں۔ کیا آپ کو احمدیت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ سمجھ آئی

ہے؟ حضرت مرزا صاحب کا اپنے متعلق اور ساری جماعت احمدیہ کا آپؑ کے متعلق کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ نعوذ باللہ ''بروز محمد'' ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ جسماً وروحاً وشخصیتاً محمد تھے۔ یا آپ کے ہم مرتبہ تھے اور وہی تشریعی نبوت آپ کو عطا ہوئی جو حضرت محمد ﷺ کو عطا ہوئی۔ اور اسی طرح آزاد نبی تھے اور کسی دوسرے نبی کی غلامی نہیں کی۔ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ آزاد نبی تھے اور کسی دوسرے نبی کی غلامی نہیں کی۔ یہ تمام عقائد باطل، فاسد، اور غیر اسلامی ہیں اور جماعت احمدیہ کا ان عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بحثیں پہلے بھی بارہا اٹھ چکی ہیں کہ بروز محمد ہیں تو کن معنوں میں اور عین محمد ہیں تو کس طرح۔ اور آئندہ بھی حسب موقع یہی گفتگو پھر ہوگی۔ اس لئے ان حصوں کا غور سے مطالعہ کریں اور سچی توبہ کریں کہ آپ نے احمدیت کو سمجھے بغیر اپنے تصور سے ایک دین گھڑ کر احمدیوں کی طرف منسوب کر دیا اور پھر اس پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو سچی توبہ اور استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لدھیانوی صاحب مزید لکھتے ہیں ''اگر مرزا صاحب بروز محمد ہونے کی بنا پر آنحضرت ﷺ کی نبوت کے کمالات حاصل کر چکے ہیں تو بروزِ خدا ہونے کی وجہ سے ان کو خدائی مع اپنے تمام صفات اور کمالات کے کیوں حاصل نہیں'' (صفحہ ۳۶)

ہم یہ بار بار کھول چکے ہیں کہ قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کو یہاں تک بھی فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (فتح:۱۱)

ترجمہ: وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اور فرمایا:۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (انفال:۱۸)

ترجمہ:۔اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے تو تو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔

اگر کوئی کہے کہ اس کے استعاراتی اور بروزی معنی ہیں تو کیا کسی کو یہ اختیار ہوگا کہ یہی سوال آنحضرت ﷺ پر اٹھانے شروع کردے کہ آپؐ بعینہٖ خدا بن گئے ہیں۔

یہ مولوی صاحب اس کوچے سے آشنا ہی نہیں ۔انہیں پتہ ہی نہیں کہ فصیح و بلیغ محاورے کیا ہوتے ہیں۔بائبل میں تو آنحضرت ﷺ کے آنے کو بعینہٖ خدا کا آنا قرار دیا گیا ہے مولوی صاحب نے تو قرآن کا مطالعہ نہیں کیا۔بائبل کے متعلق کیا جانتے ہوں گے۔

یادرکھیں بائبل کتنی ہی محرف ومبدل کیوں نہ ہو چکی ہو آنحضرت ﷺ کے بارہ میں پیشگوئیاں بہرحال محرف ومبدل نہیں۔کیونکہ قرآن کریم نے ان کا حوالہ دے کر ان کی تصدیق کی ہے۔

اس میں تاکستان والی مثال میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد کو خدا کے بیٹے کے طور پر اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کرتے ہوئے آپؐ کی آمد کو خود خدا کا آنا قرار دیا ہے۔

(لوقا باب۲۰ آیت ۹ تا ۱۸)

پس مولوی صاحب روشنی ڈال کر دکھائیں کہ خدا کا آنا کن معنوں میں تھا۔درحقیقت ایک بے ادب انسان معرفت سے کلیۃً عاری ہوتا ہے اور کھوکھلے برتن کی طرح بجتا رہتا ہے۔ یہی حال ان مولوی صاحب کا ہے۔ایک لفظ کو پکڑ کر بیہودہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔کوئی بدبخت انسان ہوگا جو بائبل کی یہ آیات پڑھ کر آنحضرت ﷺ پر اعتراض شروع کر دے جس طرح اس مولوی صاحب نے کیا ہے۔

''عقیدہ نمبر۴''

اس عنوان کے تحت بھی لدھیانوی صاحب نے وہی اعتراض دہرایا ہے جو عقیدہ نمبر۳ کے نیچے دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت دی ہے۔

’’خاتم النبیینؐ کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک مدعیٔ نبوت اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی پردہ مغایرت باقی ہے اس وقت تک کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیینؐ میں گم ہوکر بباعث نہایت اتحاد اور نفیٔ غیریت کے اسی کا نام پا گیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمد رکھا گیا پھر بھی وہ سیدنا محمد خاتم النبیینؐ ہی رہا کیونکہ یہ ’’محمد ثانی‘‘ اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔‘‘ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

قارئین کرام! احمدی جانتے ہیں اور ہر احمدی اس عبارت سے خوب واقف ہے لیکن حیرت ہے کہ اس واضح عبارت کا بھی صحیح مطلب مولوی صاحب نہیں سمجھ سکے۔ اس کے مفہوم کی کنجی لفظ ’’مغائرت‘‘ اور ’’آئینہ‘‘ میں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص آئے جو آنحضرت ﷺ کے دین اور فرمودات سے سرِ مو بھی باہر قدم رکھنے والا ہو خواہ عقائد کی رو سے یا اعمال کی رو سے تو اس کے متعلق کہا جائے گا کہ خواہ ادنیٰ ہی سہی اس میں کچھ مغائرت ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو اپنے نفس کو پیش کرنے کی بجائے دنیا کے سامنے صرف آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو منعکس کرے اور آپؐ کی ذات مطہر اور پاک چہرے کو پیش کرے۔ایسا شخص اس سچے آئینہ کی طرح ہے جو سورج کا چہرہ سب دنیا کو دکھاتا ہے لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ آئینہ سورج کا ہمسر ہے یا وہی سورج ہے اگرچہ اس میں بعینہ سورج دکھائی دیتا ہو یہ اعلیٰ درجہ کا فصیح وبلیغ اور سلیس کلام جس کی نظیر دنیا کے ہر کلام اور ہر شعر وادب میں پائی جاتی ہے اگر آپ کی سمجھ میں نہیں داخل ہورہا تو ہم اس کا کیا علاج کر سکتے ہیں ایک دفعہ پھر آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ کیا لکھا ہے۔حضرت مرزا صاحب نے خود آئینہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دکھانے والا ہے۔یہ ایسی ہی بات ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا نما کہا جاتا ہے۔کون بدبخت ہے جو اس پر یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ خدا نما تھے اور ان کا اٹھنا بیٹھنا اور حرکت اور سکون اور ہر قول خدا ہی کے قول اور اس کی شان کا مظہر تھا تو پھر بتاؤ کہ وہ خدا کی کونسی صفات میں شریک تھے۔انہوں نے کون کونسی دنیا بنائی۔کون سی مخلوق تخلیق کی یا خدا کی طرح شادی نہیں ہوئی اور بچے نہیں ہوئے۔

اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا نما کہنے کے جرم میں کوئی آنجناب کی عدالت میں پیش ہو تو فرمایئے کہ آپ اس پر کیا کیا سوال کریں گے۔

''عقیدہ نمبر۵''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''مرزا صاحب کے بروز محمد ہونے کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات بروزی طور پر نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی سے منسوب ہیں۔کیا آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے گندی گالی ہو سکتی ہے اور کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرا بھی شرم وحیا ہو وہ اس بدترین حملہ کو برداشت کر سکتا ہے'' (صفحہ ۳۹)

جناب مولوی صاحب کی یہ بات ایسی بھیانک بات ہے کہ حیرت ہے کہ اس شخص کے

دل پر خدا کا کوئی خوف یا تقویٰ کا سایہ بھی نہیں پڑا۔ایسی سوچ رکھنے والا آدمی جو محض تمسخر کی خاطر ازواج مطہرات وطیبات کے بارہ میں ایسی باتیں کرنے کی جسارت کرے۔اس سے تو خدااوراس کے وہ فرشتے ہی نپٹیں گے جن کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (مدثر:۳۱)

کہ دوزخ پر ۱۹ فرشتے بطور داروغے مقرر ہیں۔

بالکل یہی بات ہم آپ پر دہراتے ہیں کہ آپ کی فطرت بڑی خبیث اور گندی ہے اور آپ کی ہر سوچ ہی آنحضرت ﷺ کی شان میں نہایت خبیثانہ اور گندی گالی ہے۔پس یہ آپ کی گالی ہے۔ بروز سمجھنے والوں کی نہیں ورنہ آپ کی اس انتہائی سفلہ اشتعال انگیزی کا مورد احمدیوں سے پہلے وہ حضرات بنیں گے جن کے اقوال ہم فصل اوّل اور فصل سوم میں عقیدہ نمبر ۱۸ کے جواب میں درج کر چکے ہیں جن میں انہوں نے دوسرے اولیاء کو یا آنے والے مہدی و مسیح کو یا خود اپنے تئیں آنحضرت ﷺ کا ظل و بروز قرار دیا ہے۔لیکن آپ ہی ہیں جو اس بدبختی پر سخت سے سخت سزا کے مستحق بنتے ہیں نہ کہ وہ بزرگان دین جنہوں نے روحانی معنوں میں اپنے کلام میں لفظ بروز کا استعمال کیا۔

اسی نمبر کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ’’آنحضرت ﷺ کی پہلی زوجۂ مطہّرہ کا نام خدیجہؓ تھا مگر بے غیرتی اور بے حیائی کی حد ہے کہ مرزا غلام احمد نے محمد رسول اللہ بننے کے شوق میں خدیجہؓ کو بھی اپنی طرف منسوب کرلیا۔مرزا کا الہام ہے۔

اُذْكُرْ نِعْمَتِيْ رَأَيْتُ خَدِيْجَتِيْ (تذکرہ صفحہ ۳۸۷)

میری نعمت کو یاد کر تو نے میری خدیجہ کو دیکھا‘‘ (صفحہ ۴۰)

الجواب:۔ یہاں بھی لدھیانوی صاحب نے پبلک کو گمراہ کرنے کے لئے اس قدر جھوٹ بولا ہے اور بے غیرتی اور بے حیائی کی حد کر دی ہے جس کی مثال نہیں۔

معزز قارئین! مرزا صاحب کے تمام الہامات پڑھ جایئے۔ان کی تمام تحریرات اور

تقاریر چھان ماریئے۔ کہیں بھی آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مرزا صاحب کی طرف اشارۃً بھی منسوب کیا گیا ہو۔ لیکن لدھیانوی صاحب نہایت بے حیائی کے ساتھ ایسا دعویٰ کر رہے ہیں۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی بیوی کو صفاتی طور پر حضرت خدیجہؓ سے مشابہ قرار دیتے ہوئے انہیں خدیجہؓ قرار دیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح حضرت خدیجہؓ خدا کے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی مؤمن اور نیک بیوی تھیں اسی طرح مسیح موعود کی بیوی بھی مؤمن اور نیک ہے۔ حضرت نوحؑ یا لوطؑ کی بیویوں کی مانند اپنے خاوند کی نبوت کی منکر نہیں۔

جس طرح بزرگوں کے نام تبرک کے طور پر دوسروں کو دیئے جاتے ہیں اور کثرت سے امت میں رواج ہے کہ عائشہؓ اور خدیجہؓ وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں اور بندے اس نیک نیت کے ساتھ بزرگوں کے نام رکھ سکتے ہیں اور کسی خبیث کو اشتعال نہیں آتا۔ ورنہ کوئی اس بات کو پکڑ کر بیٹھ جائے اور لدھیانوی صاحب کو کہے کہ اپنا منہ دیکھو، اپنے کرتوت دیکھو! تمہیں جرأت کیسے ہوئی کہ اپنا نام محمد اور یوسف رکھ لیا۔ تو مولوی صاحب کیا جواب دیں گے۔

پس الہاماً بھی کسی بزرگ کا نام دے دینا محض تبرک کے طور پر ہوتا ہے جس سے نہ ہمسری مراد ہوتی ہے نہ مرتبہ میں برابری بلکہ اشارہ ہوتا ہے کہ تم بھی انہیں صفات کے مشابہ بننے کی کوشش کرو۔ لیکن ہرگز یہاں مرتبہ کی برابری مراد نہیں ہوتی۔

ویسے بھی جناب لدھیانوی صاحب نے جس قدر بدزبانی کی ہے اس کی ضرورت ہی کوئی نہیں تھی کیونکہ حضرت خدیجہؓ تو آنحضرت ﷺ کی پہلی زوجۂ مطہرہ تھیں جو آج سے چودہ سو سال سے بھی زائد عرصہ پہلے وفات پا چکی ہیں ان کے نام کا تبرکاً کسی مسلمان خاتون پر اطلاق پانا تو احمدی عقیدوں کی رو سے کسی صورت ناممکن نہیں۔ یہاں لدھیانوی عقیدوں کی رو سے ضرور ایسے خبیثانہ خیال پیدا ہو سکتے ہیں کہ چودہ سو سال تو درکنار دو ہزار سال پہلے کا نبی زندہ موجود ہے بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ مر بھی چکا ہو تو بعینہ اسی طرح کی زندگی پا کر دوبارہ

اس دنیا میں آجائے گا۔

دیکھئے کوئی انسان بدبختی سے اگر ایک ٹھوکر کھا جائے تو اس کے مقدر میں اور کتنی ٹھوکریں لکھی جاتی ہیں۔

قارئین کرام! قرآن کریم کی سورۂ تحریم کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے صفاتی مشابہت کی بناء پر تمام کفار کو تمثیلی طور پر حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیوی قرار دیا ہے اور مؤمنین کو صفاتی مشابہت کی بناء پر فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران قرار دیا ہے۔

ہم تو جب یہ آیات پڑھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسرے مسلمان شرفاء بھی ان آیات کو پڑھتے ہیں تو ان مذکورہ تمثیلات کی تہہ میں چھپے ہوئے عرفان کے موتیوں کی تلاش میں ان کی نظر لگی رہتی ہوگی۔ لیکن لدھیانوی مولوی کی قماش کے مولوی جب ان آیات کو پڑھتے ہوں گے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کے دل میں کیسے کیسے گندے خیالات آتے ہوں گے؟

''عقیدہ نمبر۶''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے لکھا ہے ''ہمارے بھائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا مرزا صاحب کی جسمانی و دماغی صحت ان کے اس دعویٰ کہ میں محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہوں کوئی مطابقت رکھتی ہے؟ مرزا صاحب کے بارے میں ہر عام و خاص جانتا تھا کہ وہ بہت سی پیچیدہ امراض کا نشانہ تھے جن میں سے چند امراض کی فہرست حسب ذیل ہے'' (صفحہ ۴۰) اس کے بعد ساری زندگی میں مرزا صاحب کو جو جو بیماری ہوئی اس کی فہرست درج کی ہے۔

جسمانی صفات کا مظہر ہونا تو اس ٹیڑھی سوچ والے مولوی کا خیال ہے اس لئے جسمانی بیماریوں میں مشابہتیں تلاش کر رہا ہے ورنہ یہ محض کھوکھلی، گھٹیا اور جاہلانہ باتیں ہیں۔ پس جس کی عقل پر حملہ کر رہے ہیں اس پر تو حملہ ہو یا نہ ہو حملہ کرنے والا دیوانہ اور مفتون

دکھائی دیتا ہے۔

معزز قارئین! حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس سے مراد روحانی صفات کا مظہر ہونا ہے نہ کہ جسمانی صفات کا۔

ظل اور بروز میں جسمانی مشابہت نہیں ہوتی بلکہ روحانی اور صفاتی مشابہت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ ورنہ تمام انبیاء ظلی اور بروزی طور پر خدا کی صفات کے مظہر ہیں اور آنحضرت ﷺ خدا کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔ اگر مظہر ہونے کی بناء پر جسمانی امور کی مشابہت بھی ضروری ہے تو مولوی صاحب سے ہم کہتے ہیں کہ باقی زندگی اس ریسرچ میں صرف کر دیں کہ جملہ انبیاء کو کون کونسے عوارض لاحق ہوئے اور تحقیق مکمل کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے متعلق اپنا تصور درست کر لیں اور وہاں اپنا یہ اعتراض لگا کر دیکھیں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے بروز تھے تو وہ بھی ازلی طور پر ان عوارض کا شکار رہا ہوگا اور آئندہ بھی ابدی طور پر انہیں عوارض میں مبتلا رہ کر زندگی کٹے گی۔

اسی اعتراض میں لدھیانوی صاحب حضرت مرزا صاحب کو دماغی صحت سے محروم اور پاگل قرار دیتے ہیں۔

اصل مماثلت تو انہوں نے خود ثابت کر دی ہے۔ صرف حضرت مرزا صاحب کی مماثلت ہی ثابت نہیں کی بلکہ اپنی مماثلت بھی ثابت کر دی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اشدّ ترین مخالف عیسائیوں نے جو حملے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کئے ہیں وہ سارے حملے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کرتا چلا آ رہا ہے اور ساتھ ساتھ مماثلتیں بھی پوچھ رہا ہے۔ مماثلتیں تو جناب لدھیانوی صاحب آپ نے خود پیش کر دیں کہ خدا کے پاک بندوں پر کس کس قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں اور کس کس قسم کے تمسخر کئے جاتے ہیں۔ پس ان اعتراضات اور تمسخر کا نشانہ بننے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے تمام بھیجے ہوئے مماثلت رکھتے ہیں۔ پس اب یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ مولوی صاحب کی مماثلت کن لوگوں سے

ہے۔

مولوی صاحب کے طرز خطاب اور تمسخر کے متعلق قرآن کریم کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں اور یہی کافی جواب ہے۔اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کی نسبت مجموعی طور پر یہ بتاتا ہے کہ **كُلَّمَا جَاءَ اُمَّةً رَسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ** (مومنون:۴۵) ہرقوم نے اپنے پاس آنے والے رسول کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

اسی طرح فرمایا:۔

مَايَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَسُولٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ (یٰس:۳۱)

لوگوں کے پاس جب بھی خدا کا کوئی رسول آتا رہا ہے تو یہ اس کے ساتھ تمسخر واستہزاء ہی کرتے رہے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

مَااَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (ذاریات:۵۳)

ان سے پہلے لوگوں کے پاس جب بھی کوئی رسول آتا رہا تو وہ لوگ یہی کہتے رہے کہ یہ جادوگر ہے یا پاگل ہے۔لدھیانوی صاحب نے اس زمانہ کے امتی نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پاگل قرار دے کر اپنے آپ کو پہلے منکرینِ انبیاء کا مثیل ثابت کر کے حضرت مرزا صاحب کی سچائی کا ثبوت مہیا کیا ہے کیونکہ قرآن کریم آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَاقَالَ الْاَوَّلُوْنَ (مومنون:۸۲)

کہ اے محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کے مخالفین نے آپؐ کے خلاف وہی باتیں کی ہیں جو پہلے انبیاء کے مخالفین نے کی تھیں۔اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا **مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ** (حٰم سجدہ:۴۴)

کہ اے محمد مصطفیٰ ﷺ تجھ سے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے

رسولوں سے کہی گئی تھیں۔ان تمام آیات سے پتہ چلتا ہے کہ تمام سچے انبیاء کے خلاف ایک جیسے ہی اعتراضات ہوتے ہیں۔پس لدھیانوی صاحب نے پہلے انبیاء کے مخالفین کا اعتراض دہرا کر اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب سچے انبیاء کی صف میں شامل ہیں اور لدھیانوی صاحب سچے انبیاء کے مخالفین کی صف میں شامل ہیں۔

اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ مولوی صاحب کے کہنے کے مطابق ایسے ہی پاگل تھے تو آپؑ کی آمد سے آپؑ کے پیدا کردہ لٹریچر سے دنیا میں ایک زلزلہ کیوں آ گیا اور ہندو پاک کے تمام مولوی آج تک آپؑ ہی کی تحریرات پر حملہ کرنے اور آپؑ ہی کی جماعت کو مٹانے کے لئے کیوں تیار ہو گئے اور اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والے خطرہ سے آنکھیں بند کر لیں۔نہ یہ سوچ رہی کہ آریہ سماج کتنے مسلمانوں کو شدھ کر رہا ہے۔نہ یہ فکر رہی کہ عیسائی دنیا میں کس طرح لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو اچک رہے ہیں اور عیسائی بنا رہے ہیں۔اگر وہ اسلام پر حملہ کرنے والے فرزانے ہیں اور لدھیانوی صاحب کے بقول حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ دیوانے ہیں تو ہندو پاکستان کے لکھوکھا مولویوں کو کیا ہو گیا ہے کہ فرزانوں کے حملوں سے تو بالکل غافل ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک دیوانے کی طرف اپنی تمام تر توجہات مبذول کر رکھی ہیں؟

مزید برآں مولوی صاحب کی توجہ ہم اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء بشر ہوا کرتے ہیں۔ہم آپ کی طرح مافوق البشر صفات از قسم زندہ جسم سمیت آسمان پر چلے جانا اور دو ہزار سال تک بغیر کھائے پیئے وہاں بیٹھے رہنا اور پیدائشی اندھوں کو شفا بخشنا مٹی کے پرندے بنا کر پھونکیں مار کر انہیں جاندار پرندوں میں داخل کر دینا وغیرہ وغیرہ ظاہری معنوں میں تسلیم نہیں کرتے۔

پس بحیثیت بشر تقاضہ بشری کے طور پر انبیاء کو طرح طرح کی بیماریاں لگیں۔یہاں تک کہ سید الانبیاء حضرت خاتم الانبیاء ﷺ بارہا مختلف عوارض کا شکار ہوئے جیسا کے

احادیث نبویہؐ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کو نہایت تیز بخار چڑھا کرتا تھا بلکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ جس شدت کا بخار دو آدمیوں کو ہوتا ہے اس شدت کا بخار مجھ اکیلے کو ہوتا ہے۔آپؐ کو بھی بعض اوقات باتیں بھول جاتی تھیں۔نماز میں بھی بھول جاتے تھے۔بعض اوقات آیات قرآنیہ بھی بھول جاتی تھیں نہایت تیز سر درد بھی ہوا کرتا تھا۔مرض الموت میں کئی دن آپؐ مبتلا رہے اور اتنی غشی اور کمزوری تھی کہ آپؐ نماز با جماعت پڑھنے کے لئے مسجد میں بھی تشریف نہ لے جا سکے۔بلکہ ایک دن یہاں تک بیماری کی شدت تھی کہ کئی بار آپؐ پر غشی طاری ہوئی جب بھی آپؐ کو ہوش آتی تو دریافت فرماتے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے صحابہؓ عرض کرتے کہ ہو گیا ہے اتنے میں پھر غشی طاری ہو جاتی۔یہ کیفیت اس دن کئی بار طاری ہوئی۔اسی طرح آپؐ زخمی بھی ہوئے بیہوش اور لہولہان بھی ہوئے آپؐ کا دانت مبارک بھی شہید ہوا کئی بار آپؐ کو شدید کھانسی اور گلے کی تکلیف بھی ہو جایا کرتی تھی۔

لیکن یہاں ہم اس لئے احادیث مذکورہ تفصیل سے نہیں لکھ رہے کہ ہمارے لئے یہ امر بہت تکلیف دہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تکلیفوں کا ذکر کیا جائے۔اس سے ہمارا دل درد و الم سے بھر جاتا ہے۔نیز ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کی ممکن ہے راویوں نے ان میں غلطیاں بھی کی ہوں اور شاید تکلیف اتنی نہ ہو جتنی بیان کی گئی ہے لیکن ہم دیگر انبیاء کے عوارض کی تفصیل کو چھوڑتے ہوئے صرف حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آنجناب کی خدمت میں بطور یاد دہانی ضرور پیش کریں گے اور آپ ہی کے مانے ہوئے مفسرینِ قرآن کی زبان میں ذکر کریں گے تاکہ آپ کو خوب اچھی طرح محسوس ہو جائے کہ انبیاء کرام کے جسمانی عوارض پر تمسخر اور ٹھٹھا کرنا کس طرح قابل سرزنش بات ہے اور یہ سفلہ مزاج انسانوں کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتی۔دیکھئے حضرت ایوب علیہ السلام کے بارہ میں تفسیرِ کبیر امام رازی زیر آیت وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (سورۃ الانبیاء:۸۳) میں لکھا ہے ”دشمن خدا (ابلیس) لپک کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس پہنچا۔دیکھا تو حضرت ایوب علیہ

السلام سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ پس شیطان نے زمین کی طرف سے ان کی ناک میں پھونک ماری جس سے آپؑ کے جسم پر سر سے پاؤں تک زخم ہوگئے اور ان میں نا قابل برداشت کھجلی شروع ہوگئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام ناخنوں سے کھجلاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؑ کے ناخن جھڑ گئے جس کے بعد کھردرے کمبل سے کھجلاتے رہے پھر مٹی کے ٹھیکروں اور پتھروں وغیرہ سے کھجلاتے رہے یہاں تک کہ ان کے جسم کا گوشت علیحدہ ہوگیا اور اس میں بدبو پڑ گئی۔ پس گاؤں والوں نے آپؑ کو باہر نکال کر ایک روڑی پر ڈال دیا اور ایک چھوٹا سا عریش ان کو بنا دیا۔ آپؑ کی بیوی کے سوا باقی سب لوگوں نے آپؑ سے علیحدگی اختیار کر لی...... حضرت ایوب علیہ السلام نے درگاہ خداوندی میں نہایت تضرع سے یہ دعا کی کہ اے میرے رب مجھے تو نے کس لئے پیدا کیا تھا؟ اے کاش! میں حیض کا چیتھڑا ہوتا کہ میری ماں اسے باہر پھینک دیتی اے کاش! مجھے اس گناہ کا علم ہوسکتا جو مجھ سے سرزد ہوا اور اس عمل کا پتہ لگ سکتا جس کی پاداش میں تو نے اپنی توجہ مجھ سے ہٹالی۔ الٰہی میں ایک ذلیل انسان ہوں اگر تو مجھ پر مہربانی فرمائے تو یہ تیرا احسان ہے۔ اور اگر تکلیف دینا چاہے تو تو میری سزا دہی پر قادر ہے...... الٰہی میری انگلیاں جھڑ چکی ہیں۔ اور میرے حلق کا کوا بھی گر چکا ہے۔ میرے سب بال جھڑ گئے ہیں۔ میرا مال بھی ضائع ہو چکا ہے اور میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ میں لقمے کے لئے سوال کرتا ہوں تو کوئی مہربان مجھے کھلا دیتا ہے اور میری غربت اور میری اولاد کی ہلاکت پر مجھے طعنہ دیتا ہے...... ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام اس مصیبت میں اٹھارہ سال تک مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ سوائے دو رشتہ داروں کے باقی سب دور و نزدیک کے لوگوں نے آپؑ سے علیحدگی اختیار کر لی''

اسی طرح لکھا ہے:۔

''حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے انواع واقسام کی مصیبتیں ان (حضرت ایوب علیہ

السلام) پر مقدر فرمائیں تو بلائیں ان پر ٹوٹ پڑیں غرضیکہ ان کے اونٹ بجلی گرنے سے ہلاک ہوئے اور بکریاں بہیا آنے سے ڈوبیں اور کھیتی کو آندھی نے پراگندہ کر دیا اور سات بیٹے تین بیٹیاں دیوار کے نیچے دب کر مر گئے اور ان کے جسم مبارک پر زخم پڑ گئے اور متعفن ہوئے اور ان میں کیڑے پڑ گئے جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے سب مرتد ہو گئے جس گاؤں اور مقام میں حضرت ایوب علیہ السلام جاتے وہاں سے وہ مرتد لوگ انہیں نکال دیتے۔

ان کی بی بی رحیمہ نام......حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں رہیں۔سات برس سات مہینے سات دن سات ساعت۔حضرت ایوب علیہ السلام اس بلا میں مبتلا رہے اور بعضوں نے تیرہ (۱۳) یا اٹھارہ (۱۸) برس بھی کہے ہیں......عشرات حمیدی میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت ایوب علیہ السلام پر ایمان لائے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر ان میں کچھ بھی بھلائی ہوتی تو اس بلا میں مبتلا نہ ہوتے۔اس سخت کلام نے ان کے دلِ مبارک کو زخمی کر دیا اور انہوں نے جناب الٰہی میں اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ عرض کیا یا اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گئے تھے کہ فرض نماز اور عرض و نیاز کے واسطے کھڑے نہ ہو سکتے تھے تو یہ بات ان کی زبان پر آئی یا کیڑوں نے دل و زبان میں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا یہ دونوں عضو توحید اور تمجید کے محل ہیں ان کے ضائع ہونے سے ڈر کر یہ کلمہ زبان پر لائے یا ان کی بی بی تمام تہی دستی اور بے چارگی کی وجہ سے اپنے گیسو بیچ کر ان کے واسطے کھانا لائیں۔ایوب علیہ السلام نے اس حال سے مطلع ہو کر اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ کی آواز نکالی۔

اور بعضوں نے کہا ہے ان کے جسم مبارک میں جو کیڑے پڑتے تھے۔ان میں سے ایک کیڑا زمین پر گرا اور جلتی ہوئی خاک میں تڑپنے لگا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے اٹھا کر پھر اسی جگہ پر رکھ دیا چونکہ یہ کام اختیار سے واقع ہوا تو اس نے ایسا کاٹا کہ ایوب علیہ السلام تاب نہ لا سکے اور یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوا۔“

(تفسیر حسینی مترجم اردو الموسومہ بہ تفسیر قادری مطبع نول کشور لکھنؤ جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۴ زیر آیت اَنِّیْ

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (انبیاء:۸۳)

''عقیدہ نمبرے''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں ''ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزاوسزا کے لئے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ اسے نیک و بد اعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کر کے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے جس کو وہ نیا جنم اور نئی جون کہتے ہیں مرزا صاحب کو دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا صاحب کے عقیدہ بروز کے مطابق) محمد رسول اللہ ﷺ سے نعوذ باللہ پہلی جون میں کونسا پاپ ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا گیا'' (صفحہ ۴۳)

معزز قارئین!

آپ دیکھ لیں کہ کیسی کیسی بکواس اس مولوی کی زبان سے نکلتی ہے ذرا بھی ادب نہیں کیسی کیسی بکواس محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں کر رہا ہے۔ نہ جانے اس کے سر پر کس بھوت کا سایہ ہے کہ اناپ شناپ جو منہ میں آئے اگلتا چلا جا رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ محض اور محض لغو اور کمینے حملوں کے سوا اس کا کوئی مشغلہ نہیں اور خوب جانتا ہے کہ جو بات کہہ رہا ہے وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے (ورنہ فصل اوّل میں مندرج اقوال علمائے سلف و اولیائے امت پر بھی یہی اعتراض وارد ہوگا) کوئی مرزا صاحب کی تحریرات کا ماہر ہونے کا دعویدار ہو اور اس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کے خلاف جیسے جیسے مضبوط اور قوی اور عمیق دلائل حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ اور دیگر بہت سی کتب میں دیئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی اس دور کے تمام علماء نے مل کر پیش نہیں کیا ایسے شخص کے متعلق جانتے بوجھتے ہوئے محض افتراء کی خاطر پہلے یہ عقیدہ گھڑا کہ وہ ہندوؤں کی طرح کے تناسخ کا قائل تھا اور پھر اس خبیثانہ افتراء میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تصور اتارنے کو حد سے بڑھی ہوئی

بدبختی اور بیبا کی کے سوا کیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ہمیں تو ان مولوی صاحب کی جتنی جتنی تحریرات پڑھنے کا موقع ملتا ہے اتنا ہی ذہن آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کی طرف منتقل ہوتا چلا جارہا ہے۔ **عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ**۔(مشکوٰۃ کتاب العلم)

کہ ایک بدنصیب زمانہ آنے والا ہے کہ ان لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔فی زمانہ اگرچہ بہت ہی تنزّل ہوا ہے لیکن کوئی مسلمان غالبًا یہ گمان نہیں کرے گا کہ سارے کے سارے علماء کلیۃً بدترین مخلوق ہو چکے ہوں گے۔لیکن کوئی مسلمان یہ بھی گمان نہیں کرسکتا کہ اس حدیث کا اطلاق مسلمانوں کے کسی گروہ پر بھی نہ ہو کیونکہ مخبر صادقؐ کی باتیں کبھی بھی جھوٹی نہیں ہوسکتیں۔

لدھیانوی صاحب نے ملکہ وکٹوریہ کے نام حضرت مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصریہ سے دو اقتباس درج کئے ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ آپؑ اس کی مملکت کے شہری ہونے کے سبب اس کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں اور نیز یہ ذکر ہے کہ آپؑ نے اس کے نام تحفہ قیصریہ کے نام سے جو تبلیغی خط لکھا تھا جس میں اسے مسیحؑ کی خدائی چھوڑ کر خدا کی توحید کو قبول کرنے اور عیسائیت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کی تلقین کی گئی تھی۔ملکہ نے اس خط کے پہنچنے کی آپؑ کو اطلاع نہیں دی۔جس پر آپؑ نے ستارۂ قیصریہ کے نام سے اسے ایک اور تبلیغی خط لکھا۔لدھیانوی صاحب ان تبلیغی خطوط کو طول طویل لیکن بے معنی اور بے مصرف خطوط قرار دیتے ہیں اور ان تبلیغی خطوط میں جن الفاظ سے ملکہ کو مخاطب کیا گیا ہے اسے چاپلوسی اور خوشامد کا نام دیتے ہیں۔

ان لغو اور بے اصل اعتراضات سے قارئین پر وہ یہ تاثرات قائم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریز ملکہ کی ایسی چاپلوسی کی کہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کے حمایتی تھے اور مزید اس سے یہ بھی تأثر پیدا ہوتا ہے کہ عیسائی مملکت کی فرمانروا کی تعریف کرنے والا شخص اور اس کی اطاعت میں پیدا ہونے والا جو ایک غلام ملک میں پیدا ہوا ہو اس کی زندگی ایک غیر

قوم کی غلامی میں ہی صرف ہوئی ہو وہ کیسے نبی اللہ ہوسکتا ہے اور کس طرح ہم اس کے متعلق یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسیح موعود بنا کر دنیا میں بھیجا ہو۔ یہ الفاظ ہمارے ہیں مگر ہر شخص جو ان کی تمسخر آمیز کھوکھلی عبارت کا مطالعہ کرے وہ اس سے اتفاق کرے گا کہ بعینہٖ یہی تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جیسا کہ ہم بارہا ان مولوی صاحب کی علمی اور دینی حالت پر سخت افسوس کا اظہار کر چکے ہیں اسی طرح اس اعتراض پر بھی ہم حیران ہیں کہ ایک عالم دین ہونے کا دعویدار ایسی جاہلانہ باتیں کر کیسے سکتا ہے۔ کیا ان صاحب نے کبھی قرآن کریم کا مطالعہ نہیں کیا یا دل پر تالے پڑے ہیں۔

افسوس کہ لدھیانوی صاحب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تاریخ سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے نام کی بھی حیا نہ کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بلوغت اور نبوت کا بیشتر حصہ فرعونِ مصر کے تابع صرف ہوا۔ اور آپؑ نے اس ملک میں بیشتر زندگی گزاری جہاں فراعنہ مصر کا جابرانہ قانون لاگو تھا اور کسی کو اس قانون سے انحراف کی مجال نہ تھی۔

پس جس حالت پر یہ مولوی صاحب غلامی کا طعن کرتے ہیں اور بعض ان میں سے اقبال کا ایک شعر بھی بڑے جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں جس میں غلام نبی کے تصور سے پناہ مانگی گئی ہے۔ کیا ان کی قرآن پر ذرا بھی نظر نہیں اور انہیں پتہ نہیں کہ ان کی طعن و تمسخر کی تان کہاں کہاں جا کر ٹوٹے گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بے اختیاری کا ذکر تو قرآن کریم نے ایسے کھلے کھلے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ کسی کے لئے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ فرماتا ہے کہ اگر ہم یوسفؑ کے بھائی کے یوسفؑ کے پاس ٹھہرنے کی تدبیر اپنی طرف سے نہ کرتے تو بادشاہ کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام میں طاقت نہ تھی کہ اپنے بھائی کو روک سکتے۔

کیا فرماتے ہیں لدھیانوی صاحب اوران کے ہم خیال علماء کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کس نوع اور کس مزاج کی تھی۔اسی طرح کیا انہوں نے فرعون مصر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رویہ نہیں دیکھا کہ کس قدر تحکم آمیز اور تحقیر کا رویہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو یہی حکم فرمایا۔فَقُوْلَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا (طہٰ:۴۵) کہ خبردار فرعون سے نہایت نرمی سے کلام کرنا۔کیا جناب لدھیانوی صاحب کی لغت میں اس نرم کلام کا نام چاپلوسی ہے؟ مزید برآں کیا لدھیانوی صاحب حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے حالات سے بے خبر ہیں وہ ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو کلیۃً سلطنتِ روم کی غلام تھی۔اس میں وہ پیدا ہوئے۔اس میں بڑھے اور عمر کا ایک عرصہ وہاں گزارا لیکن کسی لمحہ بھی اس عظیم سلطنت کی فرمانروائی سے روگردانی نہ کی یہاں تک کہ ایک طرف تو یہود نے آپؑ کو غلامانہ ذہنیت کے طعنے دیئے اور اپنے انکار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ ہم تو ایک ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو تاج وافسر کے ساتھ آئے گا اور غلامی سے نجات دلائے گا اور دوسری طرف گورنر روم کے پاس یہ شکائتیں کیں کہ یہ شخص مسیحیت کا دعویدار ہوکر آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ ہے کیونکہ ہمارے مذہب کی رو سے ہماری قوم کی سیاسی آزادی بھی مسیح کی ذات سے وابستہ ہے۔

اب جناب لدھیانوی صاحب ذرا میدان میں آئیں اور بتائیں کہ کیا بعینہٖ یہی رویہ آپ نے مسیح محمدیؑ کے تعلق میں اختیار نہیں کیا۔کیا آپ کے بڑوں نے مرزا صاحب کے خلاف انگریزوں کے دفتروں میں شکایتوں کے پلندے نہیں بھیجے اور کیا بار بار محض رپورٹوں کے ذریعہ متنبہ نہیں کیا کہ یہ شخص انگریزی سلطنت کے لئے خطرہ ہے اور دوسری طرف مسلمان عوام میں یہ کہہ کر اس کی کردارکشی نہیں کی کہ ہم تو ایسے مسیح ومہدی کے منتظر تھے جو ہمیں آزادی دلائے گا۔یہ غلامی کی تعلیم دینے والا کیسے مسیح اور مہدی بن بیٹھا ہے۔

پس یہاں بہت سے سوال اٹھتے ہیں۔پہلا سوال تو یہی ہے کہ اگر پہلا مسیحؑ غلام ہی

پیدا ہوا اور سینکڑوں سال تک اس کی قوم غلام ہی رہی تو دوسرے مسیحؑ کو اس حالت میں قبول کرنے پر آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اگر آپ مثالیں مانگتے ہیں تو دور جانے کی ضرورت نہیں سب سے پہلے تو مسیحؑ کی مثال مسیحؑ ہی سے دی جائے گی پس اگر ان دو میں کھلی کھلی مشابہت پائی جائے تو مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوگی یا کہ برعکس نتیجہ نکلے گا؟

دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ قطعی تاریخی حقائق کہ جو قرآن کریم اور بائبل سے ثابت ہیں کیا آپ کے علم میں نہیں ہیں؟

اور تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر علم میں تھے تو پھر اس طرح بددیانتی سے کام کیوں لیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب پر پھبتیاں کسنے کے لئے انہیں عوام الناس سے کیوں چھپائے رکھا؟

اور چوتھا سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا آپ کی عقل میں یہ معمولی سی بات بھی داخل نہیں ہو سکتی کہ جن باتوں سے آپ حضرت مرزا صاحب کا تمسخر اڑا رہے ہیں اس حالت میں خدا کے دیگر ایسے بزرگ انبیاء بھی شامل ہیں جن کی نبوت سے انکار کی آپ کو مجال نہیں۔

پس اب فرمایئے کہ آپ کی بے باکی کی کوئی حد بھی ہے کہ نہیں؟ آخری بات قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی اصطلاح میں جو چاپلوسیاں کیں ان کا کھلا کھلا مقصد اور مطلب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کے بدلے ایک آنہ بھی اپنے لئے نہ اپنی جماعت کے لئے طلب کیا اور آپؑ کو یا آپؑ کے خاندان یا جماعت کو حکومت برطانیہ کی طرف سے ایک چپہ زمین بھی عنایت نہ ہوئی۔ پس اگر یہ چاپلوسی ہی ہے تو جیسا کہ ثابت ہے خدا کے رسولؐ کے نام پر ایک عظیم فرمانروا کو ہدایت کی طرف بلانے کے لئے یہ چاپلوسی قابل مذمت نہیں بلکہ لائق صد آفرین ہے لیکن مولوی صاحب اپنے بزرگ مولویوں کی ان چاپلوسیوں کا کیا جواب دیں گے جن کی چاپلوسیوں کی نظر حکومت برطانیہ کے مادی فیضان پر رہتی تھی اور ان کا کاسۂ گدائی حکومت برطانیہ کی طرف سے بارہا بھرا گیا۔ کیا مولوی صاحب کو یہ علم ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کے اشد ترین مخالف تھے اپنی کن خدمات کے عوض حکومت برطانیہ سے اتنی جائیداد کی جاگیر پائی اور کیا مولوی صاحب کو علم نہیں کہ مدرسہ دیو بند کا افتتاح کس لیفٹیننٹ گورنر بہادر نے کیا تھا؟ اور کس حکومت کے وظیفے سے یہ مدرسہ دسیوں سال خیرات پاتا رہا؟ یہ فہرست تو بہت لمبی ہے محض نمونۃً ایک دو باتیں پیش خدمت کی ہیں تا کہ آئندہ آپ اپنے قلم کو سنبھال کر رکھیں اور ادب سکھائیں۔

''عقیدہ نمبر ۸''

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے پھر یہی بات دہرا دی ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو اپنے سے کمتر قرار دیتے ہیں۔

ہم اس امر کی بارہا تردید کر چکے ہیں اس لئے اسے اب یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے جماعت احمدیہ اس قسم کے شیطانی خیال پر ہزار لعنت ڈالتی ہے پتہ نہیں مولوی صاحب کے دماغ میں کہاں سے یہ کیڑا گھس گیا ہے۔

جو اعتراض مولوی صاحب کر رہے ہیں اس کے ہم بخئیے ادھیڑ چکے ہیں اس لئے قارئین سے یہی گذارش ہے کہ اگر یاد نہ رہا ہو تو از سر نو متعلقہ اوراق کا مطالعہ فرمالیں۔

حضرت مرزا صاحب کو ہم وہی سمجھتے ہیں جو وہ اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است   خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

نیز یہ کہ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا   نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا   وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں   وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۴۹)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۸۵)

اس فیصلہ کے بعد کسی کی غوغا آرائی کی ہمیں خاک کی چٹکی کے برابر بھی پرواہ نہیں۔

''عقیدہ نمبر۹''

اس کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دنیا میں کونسا روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ کیونکہ دنیا میں فسق وفجور، ظلم وعدوان اور کفر وارتداد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

عجیب حالت ہے ابھی تو مولوی صاحب کچھ عرصہ پہلے یہ کہہ رہے تھے کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں اور کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ کی قوم میں کوئی فساد اور بگاڑ نہیں پھیلا اور جب تک ظلم وفسق نہ پھیل جائے اس وقت تک خدا تعالیٰ کسی کو بھیجا نہیں کرتا۔ اور اب یہ سب باتیں بھلا کر ظلم وتعدی کا ایسا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ گویا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کا نظارہ ہے۔

آیئے اب دیکھیں کہ اس فسق وفجور کی ذمہ داری کس پر ہے اور جناب لدھیانوی صاحب کی منطق بات کو کہاں پہنچا کر چھوڑے گی۔ ہر نبی جو اپنی قوم کے لئے آتا ہے صرف اسی حصے کی اصلاح کرتا ہے اور اس میں تدریجی پاک تبدیلیاں یا بعض صورتوں میں انقلابی پاک تبدیلیاں کرتا ہے جو اس پر ایمان لے آئے اور جو اس کا انکار کر دیں اور کافر ودجال قرار دیں ان کا ہرگز وہ ذمہ وار نہیں ہوتا۔ ورنہ لدھیانوی صاحب کے پیمانے سے اگر حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت کو جانچیں گے تو نعوذ باللہ ایسا خطرناک نتیجہ نکلے گا کہ اس کے تصور سے بھی حواس اڑتے ہیں لیکن سب سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول بات یہ بنتی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب تمام دنیا کا نبی تسلیم کیا جاتا ہے تو کیا تمام دنیا میں رائج فسق وفجور نعوذ باللہ من ذالک آپؐ کے دعاوی پر کوئی منفی اثر ڈالتا ہے۔

قرآن کریم تو نبوت سے فیض پانے والوں کے ذکر میں صرف ان کو داخل فرماتا ہے جو ان پر صدق دل سے ایمان لائیں اور اپنے دین کو خالص کرنے والے ہوں اور اس پہلو سے ان منافقین کو بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے فیضِ تربیت سے باہر نکال پھینکتا ہے جو بظاہر مسلمان ہونے کے دعویدار تھے مگر دل میں منافقت تھی پس انبیاء کی صداقت اس پیمانے پر پرکھی جاتی ہے نہ کہ کسی جاہل کی من گھڑت کسوٹیوں پر۔

جناب مولوی صاحب! ابھی دیکھتے دیکھتے اس بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر جو لوگ ایمان لائے ان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں کہ نہیں۔ آپ پاکستان کی جیلوں میں قیدیوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کے جرائم کی فہرست پر نگاہ ڈال کر کوائف مرتب کر لیں تو وہ لوگ جو آپ کے مرید ہیں اور آپ کی پر فریب باتوں میں آکر حضرت مرزا صاحب کا انکار کر بیٹھے ہیں ان کے جرائم کی فہرست جس نوع کی بنے گی اسے سب پاکستانی خوب جانتے ہیں لیکن احمدی قیدیوں کی بھاری اکثریت کے متعلق آپ دیکھیں گے کہ ان کے جرائم کی فہرست کچھ اس قسم کی ہے کہ کلمہ پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہوئے، ان سے قرآن کریم برآمد ہوا۔ کسی مولوی کو غلطی سے السلام علیکم کہہ بیٹھے، باجماعت نماز پڑھ رہے تھے، خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر رہے تھے اور کچھ نہیں تو اس فرد جرم کا ثابت ہونا بھی عدالتوں کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ پولیس تلاشی کے دوران ان کے گھر سے بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھی ہوئی دستیاب ہوئی۔ اس کے مقابل پر دوسرے قیدیوں کی فہرستِ جرائم پر نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ جنہیں بیان کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو ان باتوں میں مخاطب کرنا ایک لاحاصل کوشش ہے۔ دراصل تو ہم آپ کو مخاطب کر کے ان بندگان خدا کو یہ باتیں سنا رہے ہیں جو آپ کے دامِ فریب میں آکر ہزار بدگمانیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر آپ ان حقائق کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے تو سرِ راہ اپنے بعض بزرگوں

کی آراء بھی پڑھتے جائیے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے ایک مرتبہ کہا۔

''پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں'' (قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۸۴ آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور از علامہ محمد اقبال)

حضرت مرزا صاحب کے بہت ہی شدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے آپؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' اور آپؑ کے بارہ میں شہادت دی کہ

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ کی موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی......اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔'' (اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹)

تتمہ

آخر پر اب ہم قارئین سے مؤدبانہ عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے مولوی صاحب کے سخت نازیبا اور حد سے بڑھے ہوئے جارحانہ اعتراضات کا بھی مطالعہ کر لیا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے محققانہ اور دل و دماغ کو مطمئن کرنے والے جوابات بھی مطالعہ کر لئے۔

ہم نے اپنے جواب میں مولوی صاحب پر جہاں جہاں سختی اختیار کی ہے اگرچہ وہ مولوی صاحب کے تمسخر آمیز اور دل آزار رویہ کے مقابل پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اتنی سختی بھی ہم نے بادل نخواستہ کی ہے کہ انہیں سمجھایا جائے کہ کسی دوسرے فرقہ یا جماعت کے مذہبی رہنما پر اس طرح بہیمانہ حملہ کرنا اسلام کے اصولوں کے سخت مخالف ہے اور جن لوگوں کے بزرگوں پر حملہ کیا جائے ان کے لئے سخت تکلیف کا موجب بنتا ہے۔ اس لئے یہ جو چالاکی کا راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے کہ پہلے حضرت مرزا صاحب کے اوپر ہتک رسولؐ کے سراسر مفتریانہ اور بناوٹی الزام لگائے اور پھر نعوذ باللہ ایک شاتم رسولؐ بنا کر ان پر سخت بہیمانہ حملے کئے۔ یہ کھوکھلی شرافت اور تقویٰ سے گری ہوئی چالاکی ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ چونکہ ان کی نیت محض آزار پہنچانا ہے اور عوام الناس کو مشتعل کرنا ہے تا کہ وہ جماعت احمدیہ پر صرف زبان کے ہی چرکے نہ لگائیں بلکہ ان کے مال و جان اور عزت کو انتہائی سفاکی کے ساتھ گلیوں اور بازاروں میں لوٹا جائے۔ اس لئے انہیں اس دلآزاری کا کچھ نمونہ چکھانے کی خاطر ہم نے کہیں کہیں ان پر جوابی حملہ کیا ہے تا کہ ان کی جہالت اور سفلہ پن کو ننگا کر کے خود انہیں ان کی تصویر دکھائی جائے۔ اگر اس سے بعض طبیعتوں پر بار ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔

آخر پر ہم خدا تعالیٰ کی عزت اور جلال کے تقدس کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ لدھیانوی مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا سراسر جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور جماعت پر ناجائز اتّہام لگا کر عامۃ المسلمین کے جذبات کو انگیخت کرتے اور بھڑکاتے ہیں یہ سب اتہام جو انہوں نے لگائے ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔

جہاں تک ان کے مسلک کے بزرگوں کا تعلق ہے اگر چہ انہوں نے بھی بعض صورتوں میں جھوٹ کو جائز قرار دیا ہے جن سے ہم ہرگز اتفاق نہیں کرتے لیکن اس بات سے انکار نہیں کہ بدی کے ارتکاب کے باوجود وہ اپنی نیت نیک بتاتے ہیں چنانچہ ان کے پیرومرشد اوران کے فرقہ کے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد علامہ رشید احمد گنگوہی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ حق کو زندہ کرنے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ؎۱

اگر چہ ان کی اس بات میں ایک اندرونی تضاد اور تناقض ہے اور دوسرے لفظوں میں بات یہ بنتی ہے کہ جھوٹ کا قلع قمع کرنے کے لئے جھوٹ بولنا ضروری ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ حق کے زندہ ہونے کے لئے جھوٹ کا مرنا ضروری ہے اور ایک کا اثبات دوسرے کا عدم چاہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سچ کو زندہ کرنے کے لئے جھوٹ کو بھی زندہ کیا جائے۔ جھوٹ بولنے کا یہ بہانہ قرآن کریم کی نصِّ صریح کے صریحاً مخالف ہے جس میں خداتعالیٰ فرماتا ہے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً (بنی اسرائیل:۸۲) کہ حق کے آتے ہی باطل بھاگ گیا۔ حق و باطل اکٹھے رہ ہی نہیں سکتے۔ لیکن قرآن کریم کے سراسر خلاف ان کے بزرگوں کی یہ عجیب منطق ہے کہ حق مر رہا ہو اور جانکنی کی حالت ہو تو جھوٹ کا دارو پلا کر اسے زندہ کر دیا جائے۔

بہرحال وہ جھوٹ کو واجب قرار دیتے ہیں تو حق کو زندہ کرنے کی خاطر۔ لیکن ان لدھیانوی مولوی صاحب کا تو عجیب حال ہے کہ جھوٹ حق کو زندہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ حق کو مارنے کی خاطر بولتے ہیں اور اتنا بولتے ہیں کہ کوئی حساب نہیں رہتا۔

ایک بار پھر ہم خدائے واحد و یگانہ اور اس کی جبروت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہمارے

؎۱: ۔گنگوہی صاحب لکھتے ہیں ''احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض (یعنی اشاروں ۔ناقل) سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے (یعنی سو فیصدی جھوٹ بولے ۔ناقل) ورنہ احتراز کرے (فتاویٰ رشیدیہ کامل کتاب الحظر والاباحۃ سوال نمبر ۱۱ صفحہ ۲۴۰)

عقائد وہی ہیں اوران کے سوا کچھ نہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کو عطا کئے اور جن کا خلاصہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا کہ:۔

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتمِ کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجاب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)